عرض ناشر

ہر کام کا ایک وقت ہے، خلاصۂ فقہ شافعی آپکے ہاتھوں میں ہے۔ یہ عربی کتاب خلاصۂ فقہ اسلامی جو کیرلا میں درسی کتاب ہے۔ اور مقبول خاص و عام ہے۔ اس کا اردو ترجمہ ہے۔ کن کن مرحلوں سے گزر کر یہ کتاب آپکے ہاتھوں میں پہنچی ہے یہ روداد لمبی ہے۔ نیت درست ہوگی تو آدمی منزل پا ہی لیتا ہے۔ ٹھیک یہی کچھ ہمارے کرم فرما عالی جناب عبدالماجد باغ کری، مقام کوتھرے، تعلقہ داپولی، مقیم حال دبئی، کے ساتھ پیش آیا۔ شافعی مسلک کی ترویج و اشاعت کے لئے جناب عبدالماجد صاحب کے پاس بے پناہ جذبہ ہے، تڑپ ہے، اسی بنیاد پر آپ نے اس کتاب کو اردو میں شائع کرنے کا ارادہ اپنے دوستوں کی مدد سے کیا۔ اسی دوران ہم تک یہ خبر پہنچی کہ نور العلوم، راجہ پور، ضلع رتنا گیری میں بھی شافعی مسلک کی ترویج و اشاعت کا کام شروع ہے۔ جب نور العلوم راجہ پور سے رابطہ کیا گیا تو پتہ چلا کہ مولوی ملک سلامت صاحب جو یہاں پر مدرس تھے وہ اس کام کو انجام دے رہے تھے۔ اب وہ ممبئ منتقل ہو گئے ہیں۔ کافی جستجو کے بعد ان سے ملاقات ہوئی۔ ان سے ملاقات کے بعد معلوم ہوا کہ جناب عبدالماجد باغ کری صاحب، کوتھرے، تعلقہ داپولی، کے رہنے والے جو دبئی میں رہتے ہیں۔ انھوں نے ایک کتاب ترجمہ کے لئے دی ہے۔ شافعی مسلک کی کتابوں کی نشر و اشاعت کرنا ان کا مقصد ہے۔ اتفاق سے اسی دوران وہ چھٹی پر ممبئ آئے ہوئے تھے تو ان سے پہلی ملاقات کے دوران باغ کری صاحب نے بتایا کہ شافعی مسلک پر کام ہونا چاہئے، ہمارے پاس صرف ترتیب الصلوۃ ہے۔ عربی زبان میں مسلک شافعی کی کتابوں سے دنیا کی بڑی بڑی لائبریریاں بھری پڑی ہیں۔ لیکن اردو میں کتابیں نہ ہونے کی وجہ سے اردو داں شافعی حضرات کو مسائل جاننے کے لئے کافی پریشانی ہوتی ہے۔ ہم نے ملک سلامت صاحب کے پاس ایک کتاب خلاصہ فقہ اسلامی ترجمہ کے لئے دی ہے۔ وہ کتاب کا ترجمہ ان سے لے کر کسی شافعی عالم کے پاس سے تصحیح کرا کر اس کو جلد از جلد شائع کرنا ہے۔ اس طرح یہ ترجمہ امام شافعی فاؤنڈیشن ممبئ کے پاس پہنچا۔ فقہی مسائل کی کتاب کو کسی دوسری زبان میں ڈھالنا بہت ہی مشکل کام ہے۔ ہم شکر گزار ہیں مولانا سلامت حسین صاحب کے کہ انھوں نے اس ترجمہ کی ابتدا کی اور اپنی طاقت بھر کوششیں بھی کیں۔ اس کے بعد ہم شکر گزار ہیں مولانا عبداللطیف سعدی صاحب کے جنھوں نے اس پر نظر ثانی کی۔ ترجمہ ہو کر جب شافعی علماء کرام کے سامنے اس کو پیش کیا گیا تو سب نے یہ رائے پیش کی کہ اگر آپ حضرات چاہتے ہیں کہ اس سے عام آدمی استفادہ کرے تو اس کو عام فہم ہونا چاہئے۔ آسان اردو میں ہونا چاہئے۔ سب نے رائے تو پیش کر دی جو کہ پیش کرنا سب میں آسان کام ہے مگر اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوئی آگے نہیں آیا۔ جب کوئی سبیل بنتی نظر نہ آئی تو اُمید کی آخری کرن کے طور پر ہماری نظر مفتی رفیق سعدی صاحب پر پڑی۔ جب اس اہم کام کو ہم نے ان کے سامنے پیش کیا تو انھوں نے یہ ذمہ داری قبول کر لی۔ اور کافی مصروفیت کے باوجود اس کو پورا کیا۔ اب آخری مرحلہ طباعت کا ہوتا ہے۔ اس میں جناب ابراہیم فقیر محمد نیوریکر صاحب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالی جناب عبدالماجد باغ کری اور ابراہیم فقیر محمد نیوریکر صاحب کے گناہ کو معاف فرمائے اور ان کے والدین کے گناہوں کو معاف فرمائے۔ اور ان کے جملہ خاندان کے مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ ان حضرات کی طرح ہمارے اندر بھی دین متین کی خدمت کا جذبہ پیدا فرمائے۔ (آمین)

چھ سال کی قلیل مدت میں جس تیزی سے امام شافعی فاؤنڈیشن نے لگ بھگ پینتیس کتابیں شائع کر کے آپ کی خدمت میں پیش کی آپ اس سے بخوبی واقف ہیں۔ کتابوں کی نشر و اشاعت سے ہمارا مقصد سرمایہ علم جو کتابی شکل میں ہمارے بزرگوں کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے، اس کی حفاظت کی جائے۔ ہمارا ابھی فرض بنتا ہے کہ ہم بھی اپنی آنے والی نسلوں کے لئے ان کو زندہ رکھیں۔ اسی کی ایک کڑی جو مجالس محرم، بارہویں اور گیارہویں کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے، لگ بھگ ۷۰ سال پہلے اس کی طباعت ہوئی تھی وہ کتابیں نایاب ہیں۔ جو موجود ہیں وہ بھی خستہ حال میں ہیں۔ جن پر کام کرنے کی ضرورت ہے، امام شافعی فاونڈیشن کی طرف سے اس کو ہندی اور اردو میں ایک ساتھ شائع کرنے کی کوششیں ہو رہی ہے۔ اس سلسلے میں جہاں ہمارا کارواں خلوص کے ساتھ اپنے کام میں مصروف ہے وہیں

آپ کا بھی فرض بنتا ہے کہ آپ کتابوں کی نشر واشاعت اور دیگر مقاصد میں ہمارا ساتھ دیں۔ اور پھر آج کے پرفتن ماحول میں ہم سب کی ذمہ داریاں اور بڑھ جاتی ہے جبکہ ایمان کے لٹیرے ہر طرف سے مسلمانوں کے ایمان وعقیدے اور اسلامی شعائر پر حملہ کرنے کے درپے ہیں، لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ جہاں ہم خود ایک طرف عقائد، مسائل اور اسلامی شعائر کی حفاظت میں سرگرداں ہیں، وہیں اپنے اہل وعیال کو بھی ان کی تعلیمات سے آراستہ و پیراستہ کرنے میں غفلت نہ برتیں۔ ورنہ آنے والا دور ہمارے لئے بڑا پُرخطر ہوگا۔

انہیں باتوں کہ پیش نظر آپ کی خدمت میں ایک ایسی کتاب پیش کی جارہی ہے جس میں عام قاری کے ضروریات کے طور پر عقائد، اور بنیادی مسائل کو پیش کیا گیا ہے۔ اُمید ہے کہ اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا۔ اس کتاب کو ہندی اور انگریزی میں بھی شائع کرنے کا ارادہ ہے۔

آپ سے التماس ہے کرتے ہیں کہ ”امام شافعی فاؤنڈیشن، ممبئی کا بھرپور تعاون کریں۔ تا کہ اس کے بڑھتے قدم اور آگے بڑھیں اور قوم وملت کی خدمات کا سلسلہ اسی طرح جاری رہے۔

دعا گو

اشفاق احمد قاسم ٹھاکر، شافعی، شریفی

عرض مترجم

الحمد للہ المحیط والصلاۃ والسلام علی من فسر القرآن بکلامہ البسیط وعلی اٰلہ وصحبہ وعلماء امتہ واولیاء ملتہ ھم ائمۃ الدین الوسیط اما بعد

دینی علم سیکھے بغیر نماز، روزہ اور دیگر اعمال کو صحیح طریقہ سے ادا کرنا ممکن ہی نہیں۔ اور ان کو کما حقہ ادا کرنے کے لئے علم فقہ کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں ایک عربی شاعر نے کہا کہ

؎ ومن یکن بغیر علم یعمل اعمالہ مردودۃ لا تقبل

(جس نے بغیر علم عمل کیا اس کا عمل قابل قبول نہیں بلکہ مردود ہے) اور صاحب لولاک فخر موجودات ﷺ نے فرمایا کہ ”**العلم حیات الاسلام**“ علم دین اسلام کی جان ہے“۔ اس لئے لازمی طور پر ہر عام وخاص پر علم فقہ کو سیکھنا ضروری ہے۔ اور علماء پر لازم ہے کہ لوگوں تک علم فقہ کی صحیح معلومات پہنچائے۔ امراء کا ایک دینی فریضہ ہے کہ وہ اہل علم سے عام لوگوں تک صحیح علم پہنچانے کا ذریعہ بنے۔ اسی اصول پر عمل کرتے ہوئے الحمد للہ امام شافعی فاؤنڈیشن خطۂ کوکن میں شافعی مسلک کی اشاعت وترویج کا عمل انجام دے رہا ہے۔

اسلامی لائبریری میں داخل ہوکر کتابوں کی فہرست میں مصنفین کے ناموں پر نظر ڈالے تو ہمیں ضرور احساس ہوگا کہ میدان تصنیف میں علماء شافعی کا مقام ورتبہ بلند ہے۔ امام ترمذی سے لے کر زین الدحلان تک کے معتبر ومستند علماء کرام کے نام نامی علماء شافعی کی فہرست میں آتے ہیں۔ افسوس صد کروڑ افسوس کہ عربی زبان معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ایک شافعی المسلک ان کتابوں سے استفادہ نہیں کرسکتا۔ لیکن اہلیان کوکن امام شافعی فاؤنڈیشن اور ماہنامہ پیغام شافعی کی بدولت ان کتابوں کے فیضان سے فیضیاب ہورہے ہیں۔ اور یہ ایک خوشی کی بات ہے کہ خطۂ کوکن کے غوث خواجہ کے غلاموں کی نظر اس فقہ کی کتاب پر پڑی ہے جسے صاحب کثیر التصانیف حضرت علامہ شیخ عبدالرحمن باوی ملیباری مدظلہ العالی نے ترتیب دی ہے۔ اور اسے سلیس اردو میں کروانے کی امید سے مجھ جیسے قلیل البضاعۃ ناچیز احقر کو چن

برکاتِ شافعی حصہ سوم

کراس کارخیر میں حصہ لینے کا موقع میسر کیا۔احقر نے اس کتاب کے حصہ اول اور حصہ دوم میں حتی امکان یہ کوشش کی ہے کہ یہ کتاب اغلاط سے پاک ہو۔اوراہل علم سے یہ بھی امید رکھی ہے کہ کہیں کوئی خامی پائیں تو رہنمائی کریں۔اور حصہ سوم کا ترجمہ مولانا تنویر عالم مصباحی افضلی عفی عنہ الوالی نے کیا ہے۔دعا ہے موصوف کے علم وعمل میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے۔او پروردگار عالم اس کتاب کے وسیلہ سے اپنے دیدار سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائے۔

دعا گوسگ طیبہ احقر محمد رفیق السعدی الافضلی

(muftirafeequesaadi@gmail.com)

مَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیۡرًا یُّفَقِّھۡهُ فِی الدِّیۡنِ

شریعت کے احکام

فقہ شافعی کی یہ کتاب جو ابھی آپ کے ہاتھ میں ہے اس کتاب کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے فقہ شافعی کی چند اصطلاحات کو سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ اگر ہم ان اصطلاحات کو سمجھے بغیر فقہ شافعی کا مطالعہ کریں گے تو صحیح طور پر فقہ شافعی کو سمجھنے سے قاصر رہیں گے۔ اس لیے ضروری ہے کہ پہلے ان اصطلاحات کو ذکر کر دیا جائے جو اس کتاب کو سمجھنے کی بنیاد ہے۔

سب سے پہلے آپ یہ سمجھیں کہ شریعت میں جب کسی کام کا حکم دیا جائے گا تو اس کی دو صورتیں ہوں گی

۱) کسی کام کے کرنے کا حکم دیا جائے گا یا ۲) نہ کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

اگر کرنے کا حکم دیا گیا ہوگا تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔

الف) کرنے کا حکم لازمی اور حتمی طور پر ہوگا تو اس کام کا کرنا واجب ہوگا۔

ب) اور اگر کرنے کا حکم لازمی اور حتمی طور پر نہ ہو تو اس کام کا کرنا مستحب ہوگا۔

اسی طرح اگر شریعت میں کسی کام کے نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہوگا تو اس کی بھی چند صورتیں ہوں گی۔

۱) اگر کسی کام کے نہ کرنے اور اس سے بچنے کا حکم لازمی اور حتمی طور پر ہو تو اس کام کا کرنا حرام

ہوگا۔

۲) اور اگر کسی کام کے نہ کرنے کا حکم لازمی اور حتمی نہ ہو تو اس کی دو صورتیں ہوں گی۔

الف) کسی کام سے بچنے کے بارے میں صراحتا اور واضح طور پر روکا گیا ہوگا تو اس کام کا کرنا مکروہ ہوگا۔

ب) اور اگر صراحتاً اور واضح طور پر نہ روکا گیا ہو تو اس کام کا کرنا خلاف اولیٰ ہوگا۔

اب آخری صورت جو بچتی ہے۔ وہ کسی کام کا مباح اور جائز ہونا ہے۔ یعنی جب کسی کام کے کرنے کا حکم دیا جائے اور نہ ہی اس سے منع کیا جائے تو ایسا کام کرنا مباح ہوگا۔

اب مذکورہ باتوں سے پانچ احکام ہمیں معلوم ہوئے۔ ۱) واجب ۲) مستحب ۳) حرام ۴) مکروہ اور خلاف اولیٰ ۵) مباح

واجب: اسے کہتے ہیں جس کے کرنے پر ثواب ہو اور نہ کرنے پر عذاب ہو، جیسے کہ ماہِ رمضان کا روزہ۔

مندوب: اسے کہتے ہیں جس کے کرنے پر ثواب ہو اور چھوڑنے پر عذاب نہ ہو جیسے کہ وتر کی نماز۔

حرام اسے کہتے ہیں جس سے بچنے پر ثواب ہو اور اس کے کرنے پر عذاب ہو جیسے کہ والدین کو ستانا۔

مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ اسے کہتے ہیں جس کے ترک کرنے پر ثواب ہو اور اس کے کرنے پر عذاب نہ ہو۔ مگر جیسا کہ آپ نے جانا کہ مکروہ میں ممانعت صراحتا ہوگی اور خلاف اولیٰ میں ممانعت صراحتا نہ ہوگی، مثال کے طور پر تحیۃ المسجد کی نماز کا ترک کرنا مکروہ ہے۔ اس لیے کہ نبی

کریم ﷺ نے اسے ترک کرنے سے صراحتاً منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہوتو دو رکعت نماز پڑھنے سے پہلے نہ بیٹھے (بخاری ومسلم)

لیکن چاشت کی نماز کا ترک کرنا خلاف اولیٰ ہے کیونکہ احادیث میں صرف اس کی ادائیگی کا حکم صراحتاً آیا ہے اور اس کو چھوڑنے پر صراحتاً کوئی ممانعت موجود نہیں ہے۔

لہٰذا یہ قاعدہ ہر جگہ پایا جائے گا کہ کسی کام کے کرنے کے حکم میں اس کام کے نہ کرنے پر ممانعت بلا صراحتاً ہوگی۔

مباح اسے کہتے ہیں جس کے کرنے یا نہ کرنے پر نہ تو ثواب ہوگا اور نہ ہی عذاب۔ جیسے کہ دودھ پینا

فقہ شافعی کی اصطلاح میں فرض اور واجب دونوں ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

یاد رہے کہ مذہب حنفی میں فرض اور واجب یہ دونوں الگ الگ اصطلاحیں ہیں جب کہ شافعی مذہب میں ایسا نہیں۔

اسی طرح مندوب، سنت، مستحب، مسنون اور نفل یہ سارے الفاظ ایک ہی معنی میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ یعنی جب کسی کام کو نفل کہا جائے تو اسی کام کو ہم سنت بھی کہہ سکتے ہیں۔ یاد رہے کہ حنفی مذہب میں سنت مؤکدہ کو بار بار ترک کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے۔ مذہب شافعی میں ایسا نہیں اس لیے کہ شافعی مذہب میں سنت مؤکدہ کے ترک کرنے پر گناہ نہیں ہوتا۔

اور اسی طرح جسے مباح کہتے ہیں اسی کو جائز اور حلال بھی کہا جاتا ہے۔

فرض کی قسمیں

فرض کی دو قسمیں ہیں ۱) فرض عین ۲) فرض کفایہ

فرض عین اسے کہتے ہیں جو ہر مکلف یعنی ہر عاقل و بالغ پر فرض ہو۔ مثلاً پنج وقتہ نماز

فرض کفایہ اسے کہتے ہیں جو مکلفین کے ایک گروہ پر واجب ہو (اس طرح کہ اگر بعض لوگوں نے اسے ادا کیا تو سب کے ذمہ سے وہ فرض ادا ہوجائے گا اور اگر کسی نے ادا نہیں کیا تو سب لوگ گنہگار ہوں گے مثلاً نماز جنازہ) اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی لوگوں کو بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔

سنت کی قسمیں۔

سنت کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) سنت عین (یعنی جو ہر کسی پر سنت ہو) جیسے ناخن تراشنا، تنہا کھانا کھانے والے کا بسم اللہ شریف پڑھنا۔

(۲) سنت کفایہ جیسے عید الاضحیٰ کے موقع پر گھر کے کسی ایک فرد کا قربانی کرنا، مجمع میں کھاتے وقت کسی ایک کا بسم اللہ پڑھنا۔

مکروہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مکروہ تنزیہی (۲) مکروہ تحریمی [۱]۔

مکروہ تنزیہی کا کرنے والا گنہگار نہیں ہوگا جبکہ مکروہ تحریمی کا کرنے والا گنہگار ہوگا۔ لہٰذا مکروہ تحریمی گناہ میں حرام کی مانند ہے۔ فرق یہ ہے کہ مکروہ تحریمی کا گناہ جس دلیل سے ثابت ہوگا اس میں تاویل کی گنجائش ضرور ہوگی اور حرام کا گناہ ایسی دلیل سے ثابت ہوگا جس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہ ہوگی۔

۱۔ یہ احکام خمسہ میں بیان کردہ مکروہ تنزیہی کی قسمیں نہیں ہے۔ بلکہ کتب فقہیہ میں وارد ہوئے لفظ مکروہ کی قسمیں

ہیں۔(نوٹ) مندوب کی دو قسم ہیں سنت مؤکدہ اور سنت غیر مؤکدہ یعنی سنت مؤکدہ کے ترک پر کوئی گناہ نہیں ہے اگرچہ جان بوجھ کر کیا جائے۔جیسا کہ نماز وتر نماز رواتب نماز عیدین نماز تراویح وغیرہ۔

نماز کا بیان

فقہ کی چار قسمیں ہیں۔

۱)عبادات ۲)معاملات ۳)مناکحات ۴)جنایات۔

ان تمام قسموں میں سب سے اعلیٰ قسمِ عبادات ہے اور بدنی عبادات میں سب سے افضل نماز ہے۔لغت عرب میں لفظ صلاۃ کا معنیٰ ''دعا'' ہے۔اور اصطلاح شرع میں صلاۃ (نماز) ان مخصوص افعال واقوال کو کہتے ہیں جو تکبیر سے شروع ہو کر سلام پر ختم ہوتے ہیں۔رات و دن میں پانچ نمازیں فرض عین ہیں جو معراج کی رات اعلان نبوت کے دس سال تین مہینے بعد رجب کی ستائیسویں تاریخ کو فرض کی گئیں۔پھر اسی دن ظہر کی نماز سے اس کا قیام عمل میں آیا۔

نماز کی فرضیت کا بیان

حیض ونفاس سے پاک ہر عاقل وبالغ مسلمان پر پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں۔لہٰذا اصلی کافر جب مسلمان ہو جائے تو اس پر حالت کفر میں چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا واجب نہیں۔اسی طرح تمیز آنے کے بعد چُھوٹی ہوئی نمازوں کو بالغ ہونے کے بعد ادا کرنا واجب نہیں ہے۔ یوں ہی جس شخص کی عقل بے ہوشی یا پاگل پن کی وجہ سے زائل ہو جائے جب اسے افاقہ ہو تو بے ہوشی یا پاگل پن میں چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا واجب نہیں۔ایسے ہی حیض ونفاس والی عورت جب پاک ہو جائے تو اس پر ناپاکی کی حالت میں چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا واجب نہیں۔

ہاں! بچپن میں تمیز آنے کے بعد جو نمازیں چھوٹی ہوں، بالغ ہونے کے بعد ان کی قضا ادا کرنا

سنت ہے۔اسی طرح بے ہوشی اور پاگل پن کے دوران چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کرنا بھی سنت ہے۔مگر حیض ونفاس کی حالت میں چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا حرام ہے۔رہا مرتد تو اس کی ارتداد کی حالت میں چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا واجب ہے۔اسی طرح جو شخص نشہ وغیرہ کے ذریعہ غیر شرعی طریقے سے اپنی عقل زائل کرے مثال کے طور پر شرابی ہی کو لے لیجئے تو ایسے شخص پر قضا واجب ہے لیکن اس کے برخلاف جو شخص آپریشن وغیرہ کے لیے اپنی عقل زائل کرنے پر مجبور ہو چونکہ ایسا کرنا غیر شرعی نہیں ہے لہٰذا اس دوران چھوٹی ہوئی نمازوں کی نہ قضا واجب ہو گی اور نہ ہی اس پر گناہ ہو گا۔

جب یہ رکاوٹیں یعنی کفر، پاگل پن، بچپن، حیض ونفاس ختم ہو جائیں اور کسی نماز کا وقت ختم ہونے کے لئے تکبیر تحریمہ کہنے کی مقدار وقت باقی ہو تو وہ نماز واجب ہے اور اگر اس نماز کو اس سے پہلی والی نماز کے ساتھ جمع کیا جاتا ہو تو وہ (پہلی والی) نماز بھی واجب ہے۔جیسا کہ مذکورہ رکاوٹیں عصر کے وقت زائل ہو جائے تو عصر اور ظہر دونوں واجب ہوں گی یونہی عشاء کے وقت میں زائل ہو جائے تو عشاء اور مغرب دونوں واجب ہوں گی۔لیکن اگر یہ رکاوٹیں فجر کے وقت زائل ہو تو صرف فجر واجب ہو گی یونہی اگر ظہر کے وقت میں زائل ہو تو صرف ظہر واجب ہو گی اور مغرب کے وقت میں ہو تو صرف مغرب واجب ہو گی۔

اگر نماز کا وقت شروع ہو کر فرض نماز پڑھنے کی مقدار یا اس سے زیادہ وقت گزر جائے پھر کوئی شرعی رکاوٹ پیدا ہو تو وہ نماز اس کے ذمہ میں واجب ہے۔(لہٰذا وہ شرعی رکاوٹ اس نماز کے وقت ہی میں زائل ہو جائے تو اس نماز کو اس کے وقت ہی میں ادا کرے اور اگر نماز کا وقت ختم ہونے کے بعد زائل ہو تو اس کی قضاء کرے)

نماز چھوڑنے والے کی سزا

نماز کی فرضیت کا عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے لہٰذا جس نے اس کا انکار کیا وہ کافر ہے اور اس کفر کی وجہ سے اسے قتل کیا جائے گا اور جو نماز کی فرضیت کا انکار نہ کرے مگر اپنی سستی و کاہلی کی وجہ سے نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ نماز کا وقت گزر جائے ساتھ ہی اگر ظہر یا مغرب کی نماز ہو تو اس کا وقت جمع یعنی عصر یا عشا کا وقت بھی گزر جائے تو اسے سزا کے طور پر قتل کیا جائے گا مگر چونکہ وہ کافر نہیں اس لیے قتل کے بعد اس کی میت کو غسل دیا جائے گا، اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔

قضا نمازوں کی ادائیگی میں جلدی کرنا

اگر کسی عذر کی وجہ سے نماز قضا ہو جائے تو اس کی ادائیگی میں جلدی کرنا مستحب ہے اسی طرح اسے موجودہ نماز سے پہلے پڑھنا اور رواتب (فرض کے پہلے اور بعد پڑھی جانے والی سنت نمازیں) کی ادائیگی میں تاخیر کرنا مستحب ہے اور اگر وہ نماز بغیر شرعی عذر کے قضا ہو جائے تو اسے فوراً ادا کرنا ضروری ہے اسی طرح اسے موجودہ نماز سے پہلے پڑھنا اور اس قضاء نماز سے پہلے رواتب کو نہ پڑھنا بھی واجب ہے۔

جس شخص کی فرض نمازیں بغیر عذر کے قضا ہوں تو اس پر اپنے پورے وقت کو قضا نمازوں کی ادائیگی میں صرف کرنا لازم ہے۔ سوائے اتنے وقت کے جسے وہ شخص نیند یا کسب معاش وغیرہ میں صرف کرنے پر مجبور ہو۔ قضا نمازوں کو ترتیب وار ادا کرنا مستحب ہے مگر ان میں

سے جو بغیر عذر کے قضا ہوئیں انہیں عذر کی وجہ سے قضا ہونے والی نمازوں سے پہلے پڑھنا واجب ہے اگرچہ ترتیب باقی نہ رہے لہٰذا قضا نمازوں میں ترتیب اس وقت مستحب ہے جب ساری نمازیں بغیر عذر کے قضا ہوئی ہوں یا ساری نمازیں عذر کی وجہ سے قضا ہوئی ہوں۔

بچہ اور نماز

باتمیز بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے اور اگر دس سال کا ہونے کے باوجود نماز نہ پڑھے تو اسے مارا جائے چنانچہ امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو، اور جب دس سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر اسے مارو'' نماز کا حکم دینا اور مارنا پہلے والدین پر واجب ہے پھر دادا، دادی پر پھر جسے وصیت کی جائے اس پر واجب ہے۔ ساتھ ہی ان لوگوں پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ بچے کو تمام ظاہری احکام کی تعلیم دیں۔ اسی طرح بچے کو تمام واجبات کی ادائیگی کا حکم دینا واجب ہے، تمام بری باتوں سے روکنا اور نہ ماننے پر (اس کی اصلاح کے لیے) اسے مارنا بھی واجب ہے۔ یہاں تک کہ وہ عاقل یعنی سمجھدار ہو جائے۔

بچے کی تعلیم کا خرچ بچہ ہی کے مال سے دیا جائے گا اگر بچہ کا کوئی مال نہ ہو تو یہ خرچ اس کے والد پر، پھر اس کی والدہ پر واجب ہے۔ (پھر بیت المال سے اور اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر مسلمانوں میں سے تمام اہل ثروت پر ضروری ہے کہ وہ غریب بچوں کی ضروری تعلیم پر خرچ کریں)

نماز کی شرطیں

نماز کی چند شرائط ہیں اور چند ارکان ان شرائط و ارکان کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔

شریعت میں کسی چیز کا پایا جانا اس چیز کی شرط اور رکن کے پائے جانے پر موقوف ہوتا ہے لیکن شرط اور رکن کے درمیان یہ فرق ہے کہ شرط اصل چیز کا حصہ نہیں ہوا کرتی جب کہ رکن چیز کا حصہ ہوا کرتا ہے۔

نماز کی پانچ شرطیں ہیں:

ا۔حدث سے پاک ہونا

۲۔بدن، کپڑے اور نماز پڑھنے کی جگہ کا نجاست سے پاک ہونا۔لہٰذا ایسی نجاست کے ساتھ پڑھی گئی نماز صحیح نہیں جو شریعت میں معاف نہ ہو اگر چہ نماز بھول کر یا انجانے میں پڑھی گئی ہو۔

۳۔ستر عورت

۴۔نماز کا وقت شروع ہونے کا علم ہونا لہٰذا جس نے ایسی حالت میں نماز پڑھی کہ اسے وقت کے شروع ہونے کا یقین یا کم از کم گمان غالب نہ تھا تو اس کی نماز درست نہیں اگر چہ وہ نماز وقت کے اندر پڑھی گئی ہو۔

۵۔قبلہ رخ ہونا، مگر سخت خوف کی حالت میں پڑھی جانے والی نماز اور جائز سفر میں پڑھی جانے والی نفل نمازوں میں قبلہ رخ ہونا شرط نہیں۔

طہارت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔ بیشک اللہ تبارک تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ، طہارت نماز کی کنجی ہے اور فرمایا: لَاتُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَیْرِ طُهُوْرٍ، طہارت کے بغیر کوئی نماز قبول نہیں کی جاتی۔

لغت میں طہارت کا معنی غلاظت کو دور کرنا ہے اور شریعت میں ناپاکی اور نجاست کی وجہ سے (نماز وغیرہ عبادات ادا کرنے میں) جو رکاوٹیں پیدا ہوئی ہیں انہیں ختم کرنے کا نام (طہارت) ہے۔

حدث یعنی ناپاکی کی دو قسمیں ہیں: حدث اصغر اور حدث اکبر۔پہلی ناپاکی سے پاک ہونے کو وضو اور دوسری ناپاکی سے پاک ہونے کو غسل کہتے ہیں۔

وضو کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ۔

اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں کو دھوؤ اور کہنیوں تک اپنے ہاتھوں کو دھوؤ اور اپنے سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں دھوؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ" بے وضو شخص کی نماز قبول نہیں کی جاتی یہاں تک کہ وہ وضو کر لے۔بعض اعضاء دھلنے کو عربی لغت میں وُضو کہا جاتا ہے اور شریعت میں نیت کے ساتھ مخصوص اعضاء پر پانی کے استعمال کرنے کو وُضو کہتے ہیں۔وضو شبِ معراج نماز کے ساتھ وضو بھی فرض کیا گیا ہے۔

شرائط وضو

وضو کے شرائط پانچ ہیں:

۱) ماءِ مطلق ہونا۔

۲) دھلے جانے والے اعضاء پر پانی کا بہانا۔

۳)عضو پر کسی ایسی چیز کا نہ ہونا جس سے پانی بدل جائے جیسے صابون، زعفران وغیرہ۔

۴)عضو پر کسی ایسی چیز کا نہ ہونا جو جلد تک پانی پہنچنے سے روکے جیسے نیل پالش، موم، چربی، روشنائی اور مہندی وغیرہ۔

ناخن کے نیچے کی گندگی بھی پانی کو جلد تک پہنچنے سے روکتی ہے۔لیکن امام غزالی اور زرکشی اس کے خلاف رائے رکھتے ہیں۔اسی طرح دھول سے ہونے والی گندگی بھی پانی کو جلد تک پہنچنے سے روکتی ہے مگر خشک پسینہ، روشنائی اور مہندی کے اثر میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۵) دائم الحدث جیسے سَلَسِ بول (ایسا بیمار جس کا ہر وقت پیشاب ٹپکتا ہے) اور مستحاضہ عورت کے لیے دخول وقت کی معرفت رکھنا۔

دائم الحدث

دائم الحدث، ایسے حدث (ناپاکی) کو کہتے ہیں جو ہمیشہ قائم رہتا ہے اور منقطع نہیں ہوتا یا نماز کے وقت میں اتنی مہلت نہیں ملتی جس میں طہارت کر کے عبادت ادا کی جائے۔جیسے استحاضہ اور سلس بول۔

دائم الحدث فرض یا مقرّرہ وقت والی نفل نماز کے لیے اُس نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد ہی وضو کرے۔ایک وضو سے ایک ہی فرض نماز پڑھے جب کہ نفل نمازیں جتنی چاہے پڑھ سکتا ہے۔دائم الحدث پر ہر فرض نماز کے لئے شرم گاہ کو دھلنا، شرمگاہ کی جگہ پر نئی روئی رکھ کر نئی پٹی باندھنا واجب ہے۔اس کے لیے ضروری ہے کہ نماز پڑھنے میں جلدی کرے، اور بغیر کسی مصلحت کے تاخیر نہ کرے۔اور نماز کی مصلحتوں میں سے جماعت یا جمعہ کا انتظار ہے اور مسجد کی طرف جانا بھی مصلحتوں میں سے ہے۔ اگر وہ (دائم الحدث) خطیب ہے تو اس پر دو خطبوں کے لیے ایک وضو کرنا اور نماز جمعہ کے لیے دو خطبوں کے بعد ایک اور وضو کرنا لازم ہے۔اس طرح اس پر دو وضو کرنا واجب ہوا۔

ماء مطلق

طہارت کے لیے ماءِ طہور (پاک پانی) کا ہونا شرط ہے۔وہ پانی جو خود پاک ہو اور دوسری چیز کو پاک کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اسے ماءِ طہور کہتے ہیں۔ارشاد باری ہے۔

"وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا" ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا۔

ماءِ طہور کو ''ماءِ مطلق'' بھی کہا جاتا ہے۔''ماءِ مطلق'' وہ ہے جس پر بلا کسی قید کے پانی کا اطلاق کیا جا سکے جیسے سمندر کا پانی، دریا کا پانی، کنویں کا پانی اور بارش کا پانی۔لیکن سرکہ اور کوئی ایسی گھل جانے پاک چیز جس سے پانی کو پہچاننا ممکن نہ ہو ایسی پاک چیز سے تغیر شدہ پانی کو ماءِ مطلق نہیں کہا جاتا جیسے آٹا اور سیاہی۔یوں ہی گلاب کا پانی، متنجس (گندہ پانی) اور

فرض میں استعمال کئے ہوئے پانی پر''ماء'' یعنی پانی کالفظ ہمیشہ قید کے ساتھ ہی بولا جائے گا۔لہٰذا گلاب پانی متنجس پانی اورفرض میں استعمال کیا ہوا پانی بھی ماء مطلق نہیں ہیں۔

مندرجہ ذیل صورتوں میں پانی بدل جانے اور متغیر ہوجانے سے کوئی نقصان اورحرج نہیں (لہٰذا اسے استعمال میں لایا جاسکتا ہے)

(۱) کوئی پاک چیز پانی میں مل جائے اور اس سے پانی میں ہلکا سا تغیر اور تبدیلی آجائے ۔

(۲) کوئی ایسی پاک چیز جس سے پانی کو بچانا ممکن نہ ہو کسی ایسی پاک چیز کی آمیزش سے پانی میں زیادہ تغیر ہوا اور اس چیز سے پانی کو بچانا بھی ممکن نہ ہو۔جیسے کائی، گیلی مٹی یا گندھک جو پانی کے جائے قرار یا گذرگاہ میں ہو۔

۳) وہ پانی جو زیادہ مدت تک ایک ہی جگہ ٹھہرنے سے متغیر ہوا ہو یا مٹی اور سمندری نمک سے متغیر ہوا ہو یا خود گرجانے والے پتہ سے متغیر ہوا ہو۔

(۴) مجاور چیز سے پانی متغیر ہوجائے۔(مجاور وہ چیز ہے جو پانی میں گرجانے سے پانی کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جیسے لکڑی اور تیل۔)

ماء مستعمل: پانی کے مستعمل ہونے کے لیے چار شرائط کا پایا جانا ضروری ہے

(۱) پانی دوقلہ سے کم ہو۔اگر کسی نے مستعمل پانی کو کسی حوض یا برتن میں جمع کیا اور وہ دوقلہ کی مقدار کو پہنچ گیا تو وہ پانی مطہر (پاک کرنے والا) کہلائے گا اسی طرح کسی

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

نے متنجس پانی کو جمع کیا اور وہ دوقلہ کی مقدار پہنچ گیا اور پانی میں کوئی تغیر اور تبدیلی نہ ہوئی تو وہ پانی پاک ہے۔

(۲) پانی کو طہارت کے فرائض میں استعمال کیا جائے۔لہٰذا طہارت کی سنتوں میں استعمال کیا ہوا پانی شرعی مستعمل نہیں ہے جیسا وضو یا غسل میں دوسری اور تیسری مرتبہ دھونے میں استعمال کیا ہوا پانی اور باوضو شخص کا دوبارہ وضو کرنے میں استعمال کیا ہوا پانی ۔

(۳) پانی عضوء سے جدا ہوجائے اگرچہ حکماً ہو۔جیسے وضو کرنے والے کا ہاتھ دھوتے وقت پانی کا کندھے سے آگے تجاوز کرجانا یوں ہی پیر دھوتے وقت گھٹنے سے آگے تجاوز کرجانا۔لہٰذا اس صورت میں تجاوز کرنے والا پانی مستعمل ہوگا جس سے طہارت درست نہیں ہوگی۔

لیکن پانی وضو کرنے والے کی ہتھیلی سے کلائی کی طرف جائے یا پانی غسل کرنے والے کے سر سے سینہ پر ٹپکے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴) پانی سے چلّو بھرتے وقت اغتراف (چلو بھرنے) کی نیت کا نہ ہونا۔وضو میں چہرہ دھونے کے بعد اور غسل میں جنابت کی نیت کے بعد اغتراف کی نیت کئے بغیر اگر اپنے ہاتھ کو پانی میں داخل کرے تو پانی مستعمل ہوجائے گا۔

''مستعمل پانی'' کے کم پانی میں گرجانے کا حکم پانی میں ''گھل جانے والی پاک چیز'' کے کم پانی میں گرجانے کی طرح ہے۔لہٰذا مستعمل پانی کو کسی ایسی چیز کے ساتھ قیاس

کیاجائے گا جووصف (رنگ ، بُو، ذائقہ) میں پانی کے اوصاف کے مخالف ہو جیسے کسی پانی میں ماءِ مستعمل گرجائے تو یہ دیکھا جائے گا کہ اتنے ہی پانی میں اس مستعمل پانی کی مقدار کوئی مخالف اوصاف والی چیز گرجائے تو پانی میں تغیر آتا ہے یانہیں ؟ اگر تغیر آتا ہے تو وہ پانی متغیر کہلائے گا ورنہ نہیں۔

ماء متنجس: پانی جب دوقلہ کو پہنچ جائے تو وہ ماء کثیر (زیادہ پانی) کہلائے گا ورنہ ماءِ قلیل کہلائے گا۔

زیادہ پانی میں صرف نجاست کے گرجانے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ بلکہ گری ہوئی نجاست کی وجہ سے پانی کے اوصاف یعنی رنگ یا بو یا مزہ کے بدل جانے سے پانی ناپاک ہوتا ہے۔اور اگر نجاست سے تغیر شدہ پانی کا تغیر خود بخود زائل ہوجائے یا دوسرے پانی کو اس میں ڈالنے سے پانی کا تغیر ختم ہوجائے تو پانی پاک ہوگا۔

دوقلہ سے کم پانی میں صرف کسی نجاست کے گرجانے سے ہی پانی ناپاک ہوئے گا اگر چہ گری ہوئی ناپاک چیز کی وجہ سے تبدیلی آئے یا نہ آئے۔ اور چاہے وہ پانی بہتا ہوا ہو یا ٹھہرا ہوا ہو۔ اس لیے کہ بہتے ہوئے اور ٹھہرے ہوئے دونوں پانیوں کا حکم ایک ہی ہے۔ اور اگر اس پانی کو کسی حوض یا برتن میں جمع کرے اور وہ قلتین کی مقدار کو پہنچ جائے تو پانی پاک ہوجائے گا جب کہ پانی میں کسی قسم کی تغیر اور تبدیلی نہ ہو۔

متغیر پانی سے مراد پانی کے رنگ یا مزہ یا بو کا بدل جانا ہے۔

وزن کے اعتبار سے دوقلہ پانی کی مقدار کم وبیش پانچ سو بغدادی رطل ہے ۔

(۱۹۱ کیلوگرام)۔ پیمائش کے مطابق دوقلہ پانی چوطرفہ برتن یا حوض ہونے کی صورت میں حوض یا برتن کی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی میں معتدل آدمی کے ہاتھ سے سوا ہاتھ ہے۔حوض یا برتن گول ہونے کی صورت میں چوڑائی میں ایک ہاتھ اور گہرائی میں ڈھائی ہاتھ ہے۔ اگر برتن یا حوض مثلث نما ہو تو لمبائی چوڑائی میں ڈیڑھ ہاتھ اور گہرائی میں دو ہاتھ ہے جو وزن میں تقریباً ۱۹۱ لیٹر پانی ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ کہنی سے لے کر بیچ کی انگلی کے سرے تک ایک ہاتھ کہلاتا ہے۔

فرائض وضو کا بیان

فرائض وضو چھ ہیں۔ پہلا فرض۔ نیت کرنا

عربی زبان میں نیت قصد اور ارادہ کرنے کو کہتے ہیں۔ اور شریعت میں کسی عمل کے کرتے وقت دل اس کام کا ارادہ کرنا نیت کہلاتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِا لنِّیَاتِ۔ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ مندرجہ ذیل نیتوں میں سے کسی ایک نیت کا وضو میں ہونا کافی ہے۔

(۱) نَوَیْتُ الْوُضُوئَ۔ میں نے وضو کی نیت کی

(۲) نَوَیْتُ فَرْضَ الْوُضُوئِ۔ میں نے وضو کے فرض کی نیت کی۔

۳) نَوَیْتُ اَدَائَ الْوُضُوءِ۔ میں نے وضو ادا کرنے کی نیت کی۔

۴) نَوَیْتُ اَدَائَ فَرْضِ الْوُضُوئِ۔ میں نے وضو کے فرض کو ادا کرنے کی نیت کی۔

٥) نَوَیۡتُ اِسۡتِبَاحَۃَ الصَّلٰوۃِ۔ میں نے نماز مباح کرنے کی نیت کی۔

(یا نماز کے علاوہ کوئی ایسی عبادت جو بغیر وضو کے جائز نہ ہو جیسے قرآن شریف اُٹھانا تو ایسی نیت بھی کی جاسکتی ہے)

٦) نَوَیۡتُ الطَّھَارَۃَ لِلصَّلٰوۃِ۔ میں نے نماز کے لئے میں نے طہارت کی نیت کی۔

(یا نماز کے علاوہ کسی ایسی عبادت کے مباح ہونے کی نیت کرنا جو عبادت وضو سے ہی مباح اور جائز ہوتی ہے۔)

٧) نَوَیۡتُ الطَّھَارَۃَ عَنِ الۡحَدَثِ۔ میں نے حدث سے پاک ہونے کی نیت کی۔

٨) نَوَیۡتُ رَفۡعَ الۡحَدَثِ۔ میں نے حدث دور کرنے کی نیت کی۔

مذکورہ نیتوں میں سے پہلی پانچ کے علاوہ کسی بھی نیت سے دائم الحدث والے کا وضو صحیح نہیں ہوتا۔اس لئے کہ دائم الحدث کا طہارت اور رفع حدث کی نیت نہیں کرے گا کیوں کہ اس کے وضو کرنے کے باوجود حدث باقی رہتا ہے۔

نیت کو چہرے کے دھونے کے ساتھ اس طرح ملائے کہ چہرے کا وہ حصہ جو پہلے دھویا جا رہا ہو اس کے ساتھ نیت کی جائے۔اور اگر کوئی حصہ نیت سے پہلے دھویا گیا ہو تو

برکاتِ شافعی حصہ سوم

اس کو دہرانا واجب ہے۔

دوسرا فرض۔ چہرہ دھونا۔

چہرہ کی حد: لمبائی میں پیشانی پر عموماً بال اگنے کی جگہ سے نیچے تھوڑی کے آخری حصہ تک ہے۔اور چوڑائی میں ایک کان سے دوسرے کان تک ہے۔چہرہ کے بال کے ظاہری اور اندرونی حصہ کا دھونا واجب ہے سوائے گھنی داڑھی اور عارض (رخسار پر کان کے مقابل بال) کے۔یعنی گھنی داڑھی اور عارض کے اندرونی حصے کا دھونا واجب نہیں۔گھنی داڑھی وہ ہے جس کے اندر سے مخاطِب کو جلد دکھائی نہ دے۔

چہرہ میں داڑھی کا آخری حصہ، دونوں ہونٹوں کی سرخی اور موضع غَمَم (پیشانی میں بال اگنے کی جگہ) داخل ہے لیکن محلِ تحذیف (عذار اور نزعہ کے درمیان اُگنے والے نرم بال)، کان کے سامنے کا اٹھا ہوا حصہ، کنپٹیوں پر بال بھرنے کی جگہ اور سر کے اگلے حصہ کے بال جھڑنے کی جگہ چہرے میں داخل نہیں لیکن ان کا دھونا سنت ہے۔آنکھ کے اندرونی حصہ کا دھونا نہ واجب ہے نہ ہی سنت بلکہ مکروہ ہے البتہ جب آنکھ کے اندر نجاست لگ جائے تو دھونا ضروری ہے کیونکہ نجاست کو پاک کرنے کا حکم سخت ہے۔
چہرہ کے بعض حدود (سر کے بعض اطراف، تھوڑی کے نیچے اور دونوں کان کے بعض حصے) کو دھونا واجب ہے تا کہ پورے چہرہ میں غسل ثابت ہو جائے۔

تیسرا: دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا:۔

ہر اس بال اور ناخن کا دھونا واجب ہے جو محل فرض میں ہے اگر چہ وہ لمبے ہوں ایسے ہی

پھوڑے پھنسی اور زائد انگلی کا دھونا واجب ہے۔اگر کسی کے ہاتھ کا بعض حصہ کٹ گیا ہوتو بقیہ حصہ کا دھونا واجب ہے اور اگر کہنی سے کٹ گیا ہوتو بازو کے سر یعنی کہنی کو دھونا واجب ہے۔اور اگر کہنی کے اوپر سے کٹ گیا ہوتو اس کے باقی بازو کا دھونا واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔

چوتھا: بعض سر کا مسح کرنا:۔

اگرچہ مسح نزعت پر ہو یا پھر سَر کے حدود کے اندر واقع ہونے والے بعض بالوں پر ہو۔ یا سر کے ایسے بعض بال پر ہو جو دراز کر کے پکڑتے وقت سر کے حدود سے خارج نہ ہو۔

اصح قول کے مطابق مسح کی بجائے دھونا بھی بلا کراہت جائز ہے۔ بالوں کا وہ حصہ جو لٹک کر سَر کے حدود دو سے خارج ہو جائے جیسے چوٹی وغیرہ اس کا مسح کافی نہیں ہے۔

پانچواں: دونوں پیر ٹخنوں سمیت دھونا:۔

پیر اور ٹخنوں کے بال، ناخن وغیرہ اور اس کے سوراخ و پھٹن کے اندرونی حصہ کا دھونا واجب ہے۔ اگر کسی کے پاؤں میں کانٹا چبھ گیا اور اس کا بعض حصہ دکھائی دیتا ہے تو پیر دھوتے وقت اس کو نکال کر اس جگہ میں پانی پہنچانا واجب ہے۔ اگر کانٹے کا پورا حصہ جلد کے ذریعے چھپ جائے تو کانٹے کو نکالنے کی ضرورت نہیں یعنی کانٹے کو نکالے بغیر وضو ہو جائے گا۔

کسی کے پاؤں میں آبلہ پڑا اور پھٹ گیا تو جب تک پھٹن بھر نہ جائے اس کے

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

اندر پانی پہنچانا واجب ہے۔ اعضاء مذکورہ کے غسل سے مراد ان کا دھلنا ہے خواہ دھلنا خود کے فعل سے ہو یا دوسرے کے فعل سے ہو جیسے کسی نے بغیر اس کی اجازت کے اس کے وضو کے اعضا کو دھل دیا یا دریا میں گر گیا، لیکن دوسری صورت (دوسرے شخص کے اسے وضو کرانے) میں وضو صحیح ہونے کے لئے یہ شرط لگائی جائے گی کہ وہ نیت کو یاد رکھے جب کہ اول صورت یعنی خود کے فعل سے وضو کرنے میں وضو صحیح ہونے کے لئے مکمل وضو میں نیت کے دل میں حاضر رکھنے کی شرط نہیں لگائی جائے گی بلکہ صِرف صارف نہ ہونے کی شرط لگائی جائے گی یعنی وضو کی ابتدا میں اس نے جو نیت کی تھی اس کے علاوہ کوئی دوسری نیت نہ کرے جیسے ٹھنڈک حاصل کرنے، وضو توڑنے یا صفائی حاصل کرنے کی نیت کرنا۔

چھٹا: ترتیب مذکور:۔

کسی نے وضو کی نیت کے ساتھ نہایا اور نہاتے میں وضو کی ترتیب کا لحاظ رکھا تو اس کا وضو صحیح ہوگا ورنہ صحیح نہیں ہوگا۔ اور اگر کسی شخص نے وضو کرتے وقت وضو کے چاروں اعضا (چہرہ، ہاتھ، سر اور پیر) کو ایک ساتھ دھویا تو صرف چہرہ کا دھونا معتبر ہوگا۔ اگر پانی میں وضو کی نیت کے ساتھ ڈبکی لگائی تو اس کا وضو درست ہے اگرچہ پانی میں اتنی دیر نہ ٹھہرا ہو جس میں ترتیب کی گنجائش ہو۔

اگر کوئی شخص بے وضو ہے اور اس پر غسل بھی واجب ہے تو محض غسل کی نیت سے نہانا ہی کافی ہوگا جس میں ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری نہیں کیونکہ حدث اصغر حدث اکبر میں

داخل ہوتا ہے۔(یعنی ایسے شخص کے لئے وضو کی نیت کرنا بھی ضروری نہیں کیونکہ غسل کرنے میں وضو بھی ہو جاتا ہے۔صرف اتنا خیال رکھے کہ دورانِ غسل وضو توڑنے والی چیزوں میں سے کوئی چیز نہ پائی جائے)

موزوں پر مسح کرنا

مسافت قصر والے مسافر کے لئے تین دن اور تین رات اور غیر مسافر کے لیے ایک دن اور ایک رات تک وضو کرتے وقت پیر دھونے کے بجائے موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔

موزہ پہننے کے بعد(فوراً مسح کی مدت شروع نہیں ہوتی بلکہ) وضو ٹوٹ جانے سے مسح کی مدت شروع ہوجاتی ہے۔اور اگر غسل واجب ہوجائے تو غسل کرنے کے لیے موزوں کا نکالنا واجب ہے۔

موزہ پر مسح جائز ہونے کی شرطیں:

۱) مکمل طہارت حاصل کرنے کے بعد موزے پہننا۔

۲) موزوں کا پیر کے اتنے حصے کو چھپانا جس کا وضو میں دھونا واجب ہے۔

۳) موزوں کا نجاست سے پاک ہونا۔

۴) ایسا موزہ ہو جو پانی کو پاؤں تک پہنچنے سے روکے۔

۵) ایسا موزہ ہو جسے پہن کر ضرورت کے وقت چلنا ممکن ہو۔(یعنی ایسے موزے جنہیں ضرورت کے وقت چپّل کے بغیر پہن کر مسح کی مدت میں چلنا ممکن ہو۔رہے آج کل کے صوف، روئی وغیرہ سے بنائے ہوئے مشہور موزے تو انہیں چپّل کے ساتھ پہنا جاتا ہے اور وہ پیر تک پانی کو پہنچنے سے بھی نہیں روکتے۔اس لیے ان پر مسح کرنا کافی نہیں ہے۔)

کم از کم موزہ کے اوپری بعض حصہ کا مسح کرے۔موزوں کے مسح کرنے کا مکمل طریقہ یہ ہے کہ پیر کی انگلیوں کے مقابل میں موزے کے اوپری حصہ پر اپنا داہنا ہاتھ رکھے اور نچلے حصہ میں ایڑی کے آخری حصہ پر بایاں ہاتھ رکھے پھر لکیری شکل میں مسح کرتے ہوئے اپنے داہنے ہاتھ کو انگلیوں کے سرے سے پنڈلی تک لائے اور بائیں ہاتھ کو ایڑی کے آخری حصہ سے انگلیوں کے سرے تک لائے۔

وضو کی سنتوں کا بیان

الف)ابتداء وضو کی سنتیں۔

۱) وضو کی سنتوں کی نیت کو دل میں رکھنا اور زبان سے نیت کے الفاظ کو یوں کہنا نویت سنن الوضوء۔یہ نیت اعوذ باللہ اور بسم اللہ شریف پڑھتے وقت دل میں حاضر رکھے۔

۲) تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) پڑھنا۔

۳)تسمیہ پڑھنا۔

کم سے کم تسمیہ ''بسم اللہ'' ہے اور زیادہ سے زیادہ ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' ہے۔ قرآن پڑھنے ،کتاب لکھنے، سرمہ لگانے ،کھانے پینے، غسل، تیمم، ذبح اور ہم بستری کرنے وغیرہ جیسے تمام جائز کام سے پہلے بسم اللہ کہنا سنت ہے۔

اگر وضو اور دوسرے جائز کاموں سے پہلے بسم اللہ شریف کہنا ترک کرے تو درمیان میں **بسم اللّٰہ اولہ وآخرہ** کہے لیکن ہمبستری کرنے سے پہلے بسم اللہ شریف نہ کہنے پر ہمبستری کے دوران بسم اللہ اولہ وآخرہ نہ کہے یوں ہی ہر اس کام کے درمیان میں بسم اللہ اولہ وآخرہ نہ کہے جس میں بات کرنا کراہت ہے۔

۴) تسمیہ کے بعد کلمہ شہادت پڑھنا:۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔

۵) کلمہ شہادت کے بعد حمد پڑھنا۔ پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی جَعَلَ الْمَاءَ طَهُوْرًا۔

۶) دونوں ہتھیلیوں کو پہنچوں سمیت دھونا۔

اگر دونوں ہتھیلیوں کے پاک ہونے کا یقین نہ ہو تو اس کو تین مرتبہ دھونے سے پہلے پانی میں ڈوبانا' مکروہ ہے۔

ب) منہ اور ناک دھوتے وقت کی سنتیں

برکاتِ شافعی حصہ سوم

۷) مسواک کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسواک منہ صاف کرنے اور رب کو راضی کرنے کا ذریعہ ہے۔ نیز فرمایا: اگر میری امت پر گراں نہ گزرتا تو میں ضرور ہر وضو کے وقت انہیں ''مسواک'' کرنے کا حکم (بطور واجب) دیتا۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں ضرور ہر ''نماز'' کے وقت انہیں مسواک کا حکم (بطور واجب) دیتا۔ مزید یہ بھی فرمایا کہ مسواک کے ساتھ پڑھی ہوئی دو رکعت مسواک کے بغیر پڑھی ہوئی ستر رکعتوں سے افضل ہے۔

مسواک کرنا ہر وقت سنت ہے لیکن مندرجہ ذیل صورتوں میں مسواک کرنا سنت نہیں ہے۔

۱) روزہ دار کو زوال (دوپہر ڈھلنے) کے بعد مسواک کرنا مکروہ ہے اگرچہ منہ میں تغیر آجائے۔ اور اگر منہ میں نیند جیسی باتوں کی وجہ سے بو، وغیرہ پیدا ہو جائے تو مسواک کرنا مکروہ نہیں۔

۲) دوسرے کی مسواک سے مسواک کرنا حرام ہے۔ جب کہ اس مسواک کے مالک کی رضامندی معلوم نہ ہو۔ ہاں اگر مسواک کے مالک کی رضامندی کا علم ہو تو اس مسواک سے مسواک کرنا خلافِ اولیٰ ہے۔

کسی عالم یا ولی کے مسواک سے برکت حاصل کرنے کے قصد سے مسواک کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔

یوں ہی اگر کسی کے منہ میں نجس یا دوسرے کو تکلیف پہنچانے والی بد بو ہو اور مسواک

کرنے پر ہی اس کا ازالہ موقوف ہو تو اسے مسواک کرنا واجب ہے۔ (اگرچہ روزہ دار ہی ہو)

خود کی انگلیوں کے علاوہ ہر کھردری چیز سے مسواک کی سنت حاصل ہوتی ہے۔افضل یہ ہے کہ مسواک کسی درخت کی شاخ سے کرے۔شاخوں میں سے خوشبودار شاخ سے مسواک کرنا بہتر ہے۔اور مسواک پیلو کی لکڑی سے کرنا سب سے افضل ہے۔

گیلی کی ہوئی پرانی شاخ سے مسواک کرنا خشک شاخ سے افضل ہے اور خشک شاخ سے مسواک کرنا تازہ شاخ سے بہتر ہے۔

مسواک کا دانتوں کی چوڑائی میں اور زبان کی لمبائی میں کرنا سنت ہے۔سب سے پہلے مسواک منہ میں دائیں جانب کے اوپری دانتوں کے بیرونی حصہ پر کرے پھر اندرونی حصہ پر کرے پھر اسی طرح نچلے دانتوں میں کرے پھر اسی ترتیب سے بائیں جانب کے اوپری اور نچلے دانتوں میں بھی مسواک کرے۔پھر نرمی سے اپنے حلق کی اوپری سطح پر مسواک کو پھرائے۔

اور مسواک کو داہنے ہاتھ میں پکڑنا سنت ہے اور اسے اس طرح پکڑے کہ چھنگلی اور انگوٹھا مسواک کے نیچے اور باقی تمام انگلیاں اس کے اوپر رہیں۔

مسواک کو مسواک کرنے سے پہلے اور اس کے بعد دھونا سنت ہے۔مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبا نہ ہو۔

ہر وضو، نماز، سجدۂ تلاوت، سجدۂ شکر کے لیے اور قرآن، حدیث اور علم شرعی پڑھنے

برکاتِ شافعی حصہ سوم

کے لیے مسجد اور گھر میں داخل ہونے کے لیے، سونے کے لیے اور سو کر اٹھنے کے بعد، طواف کے لیے، کھانے کے بعد، منہ اور دانت میں تغیر پیدا ہونے کے بعد، سحری میں اور قربِ موت (یعنی روح نکلنے سے تھوڑا پہلے) مسواک کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

مسواک کرنے سے پہلے اور اس کے بعد خلال کرنا سنت ہے یونہی غذا وغیرہ دانتوں کے درمیان پھنس جائے تو اس کو نکالنے کے لیے بھی خلال کرنا سنت ہے۔لوہے اور بانس جیسی (مسوڑھے کو تکلیف پہنچانے والی) سخت چیزوں سے خلال کرنا مکروہ ہے۔

۸) کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا۔

کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کی سنت حاصل ہونے کے لیے کم سے کم منہ اور ناک میں پانی پہنچاے اور کامل تر طریقہ یہ ہے کہ کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کے لیے جدا جدا تین مرتبہ چلو میں پانی لے اور ہر چلو کے ذریعے کلی کرنے کے لیے پہلے منہ میں تھوڑا پانی لے اور باقی پانی ناک میں چڑھاے پھر منہ میں پانی کو گھماے اس کے بعد اسے اگلے اس کے بعد اپنے بائیں ہاتھ سے ناک کے پانی کو نچوڑے پھر خنصر (چھنگلی) کو ناک میں داخل کر کے ناک میں جو گندگی ہے اسے نکالے۔

یاد رکھیۓ! اگر کوئی شخص روزہ دار ہو تو کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ نہ کرے اس لیے کہ روزہ کی حالت میں یہ دونوں باتیں مکروہ ہے۔اور اگر روزہ دار نہ ہو تو مبالغہ کرے کہ یہ سنت ہے۔

ج) سر کے مسح کی سنتیں:

۹) پورے سر کا مسح کرنا۔ اتباع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام مالک وأحمد ابن حنبل رضی اللہ عنہما کے اختلاف سے بچنے کے لیے تمام سر کا مسح کرنا سنت ہے۔ کیونکہ امام مالک اور امام احمد ابن حنبل کے نزدیک پورے سر کا مسح کرنا واجب ہے۔ اگر کوئی بعض سر کے مسح پر اکتفا کرنا چاہے تو اس کے لیے بہتر ہے کہ **ناصیۃ** (سَر کے سامنے والے حصہ) پر مسح کرے۔ چوتھائی سر سے کم پر مسح کرنے میں اکتفا نہیں کرنا چاہئے تاکہ اس کا فعل امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مشہور مسلک مسحِ ربع راس (چوتھائی سر کا مسح) کی فرضیت کے مخالف نہ ہو۔

مسح میں استیعاب کرنا یعنی پورے سَر کا مسح کرنا اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں انگوٹھوں کو کنپٹی پر رکھے دونوں شہادت کی انگلیوں کو ایک دوسرے سے ملائے ہوئے سر کے ابتدائی حصہ میں رکھے پھر گُدی تک لائے۔ اور شہادت کی انگلیوں کے ساتھ بقیہ انگلیوں کو بھی گدی تک لانا سنت ہے، پھر اگر پلٹنے والے بال ہوں تو ان انگلیوں کو ویسے ہی سامنے کی طرف لوٹائے۔ اگر بال نہ ہو تو صرف گدی تک انگلیوں کا لے جانا کافی ہے۔ یونہی اگر بہت بڑے بال ہوں جیسے عورتوں کے بال، تو اس میں بھی گدی تک پھرانا کافی ہے۔ اور اگر سر پر عمامہ وغیرہ ہے تو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے **ناصیۃ** پر مسح کرنے کے بعد عمامہ پر بھی مسح کرے۔

۱۰) دونوں کانوں کا مسح کرنا۔

اس کا اقل طریقہ دونوں کان میں تری پہنچانا ہے اور مکمل سنت طریقہ یہ ہے کہ

نئے پانی (یعنی سر کو مسح کرنے کے لیے استعمال کیا ہوا پانی نہ ہو) سے دونوں کان کے اندرونی حصہ پر شہادت کی انگلیوں اور بیرونی حصہ پر انگوٹھوں سے مسح کرے۔ اور یہ تین مرتبہ ہوں پھر اس کے بعد دوبارہ نئے پانی سے دونوں شہادت انگلیوں کو تر کر کے انگلیوں کا سرا کانوں کے سوراخ میں رکھے۔ یہ بھی تین مرتبہ ہو۔ اس کے بعد جدید پانی سے ہتھلیوں کو تر کر کے کانوں پر رکھے۔

د) وضو کے اعضا پر پانی بہانے اور انہیں دھونے میں پائی جانے والی سنتیں:۔

۱۱) وضو کے اعضاء کو مَلنا۔

دُھلے جانے والے اعضاء پر پانی بہاتے وقت ہاتھ پھیرنے سے ملنے کی سنت حاصل ہوتی ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مَلنا واجب ہے اس لیے اُن کی اختلاف سے بچنے کے لیے امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مَلنا سنت ہوگا۔

۱۲) گھنی داڑھی اور رخسار کے گھنے بال میں خلال کرنا۔

افضل یہ ہے کہ سیدھے ہاتھ کی انگلیوں کو کشادہ کر کے داڑھی کے نچلے حصہ سے خلال کرے۔ اس کے لیے چلو میں نیا پانی لے۔

۱۳) انگلیوں کا خلال کرنا۔

دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں خلال کرنے کا اکمل طریقہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرے۔ پاؤں کی انگلیوں کے خلال کا افضل طریقہ یہ ہے کہ اپنے بائیں ہاتھ کی خنصر (چھنگلی) کو اپنے دائیں پیر کی خنصر کے نیچے

سے شروع کرکے بائیں پاؤں کی خنصر پر ختم کرے۔ اگر لپٹی ہوئی انگلیوں کے اندر پانی نہیں پہنچتا ہے تو خلال کرنا واجب ہے اور ملی ہوئی انگلیوں میں زبردستی پانی پہنچانے کے لیے خلال کرنا حرام ہے۔

۱۴)۔اطالۃ الغرۃ و التحجیل

اطالۃ الغرۃ و التحجیل کے معنی چہرہ ، ہاتھ اور پیر کو فرض کے حدود سے زیادہ دھونا ہے ۔ چہرہ دھونے کے ساتھ اگلے سر کا کچھ حصہ دونوں کانوں کا کچھ حصہ اور گردن کے اوپری حصہ کو دھونا اطالۃ الغرۃ کی آخری حد ہے

ہاتھ دھوتے وقت پورا بازو اور پیر دھوتے وقت مکمل پنڈلی دھونا **اطالۃ التحجیل** کی آخرحد ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میری امت وضو کے آثار سے'' **غراً محجلین**'' (چمکتے اعضا والے) نام سے بلائی جائیگی۔ پس تم میں سے جو اس چمک کو بڑھا سکتا ہے تو بڑھائے۔

۱۵) داہنے عضو کو بائیں سے پہلے دھونا۔

دونوں ہاتھوں اور پاؤں میں داہنے طرف سے شروع کرنا سنت ہے اس کے علاوہ (یعنی دو ہتھیلی، دو رخسار، دو کان، سر کے دو جانب) میں ایک ساتھ طہارت حاصل کرے، لیکن مقطوع الید (صرف ایک ہاتھ والا) جیسا اگر خود وضو کرسکتا ہے تو (دو ہتھیلی، دو رخسار، دو کان، سر کے دو جانب جیسے) اعضاء میں بھی تیامن (داہنے عضو کو پہلے دھونا) سنت ہے۔ آپ ﷺ جوتا پہننے، کنگھی کرنے، پاکی حاصل کرنے اور تمام کاموں میں دائیں سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔ ہر متبرک امر جیسے ناخن تراشنا، سرمہ لگانا، لین دین، کپڑا پہننا، جوتا پہننا، مسواک کرنا اور خلال کرنا ان جیسی باتوں میں تیامن سنت ہے۔ اس کے برخلاف ہر وہ امر جو بابِ اہانت میں شمار کیا جاتا ہے جیسے استنجاء کرنا، رینٹھ جھاڑنا، کپڑا اور جوتا اُتارنا ان جیسی باتوں میں بائیں طرف کو پہلے کرنا سنّت ہے۔

۱۶) چہرے میں اوپر سے شروع کرنا سنت ہے جب کہ ہاتھ اور پیر میں انگلیوں سے شروع کرنا سنت ہے اگرچہ دوسرا شخص پانی بہاے۔

۱۷) اپنے دونوں ہاتھوں سے ایک ساتھ پانی لے کر چہرہ پر بہانا۔

۱۸) اپنے دونوں پاؤں پر سیدھے ہاتھ سے پانی بہانا اور الٹے ہاتھ سے اسے ملنا۔

۱۹) جس برتن میں ہاتھ ڈبا کر پانی لے رہا ہے وضو کرتے وقت اسے اپنے داہنے جانب اور جس برتن سے پانی انڈیل کرلے رہا ہے اسے اپنے بائیں جانب رکھنا۔

۲۰) ایسی جگہوں کو دھیان سے دھونا جس کے دھونے میں بے توجہی ہوجاتی ہے جیسے آنکھ کے دونوں گوشے' اسے اپنی شہادت کی انگلیوں کے سرے سے صاف کرے یوں ہی انگوٹھی سے چھپی ہوئی جگہ اور ایڑی۔

ھ) دیگر تمام سنتیں:

۱۲) وضو ختم ہونے تک وضو کی نیت کا دل میں حاضر رہنا۔

۲۲) قبلہ رخ ہونا۔

۲۳) پے در پے ہونا۔

پے در پے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ

ایک عضو کو دھونے کے بعد دوسرے عضو کو دھونا شروع کرے اس طرح کہ دونوں عضو دھونے کے درمیان اتنا وقت نہ گزرے کہ ہوا، مزاج اور موسم تینوں چیزوں کے معتدل ہونے کے باوجود پچھلا دھویا ہوا عضو خشک ہو جائے۔ اسی طرح ایک عضو کے اجزا کے درمیان اور ہر ایک عضو کو تین مرتبہ دھونے کے درمیان پے در پے دھونا سنت ہے۔ دائم الحدث اور جس پر نماز کا وقت تنگ ہو گیا ہو ایسے شخص پر وضو کے اعضا کو پے در پے دھونا واجب ہے۔

۲۴) ہر عمل کو تین تین بار کرنا۔

دھونا، مسح کرنا، ملنا، خلال کرنا اور مسواک کرنا' ان سارے کاموں کو تین تین مرتبہ کرنا یونہی وضو کی ابتدا' درمیان اور آخر میں پڑھے جانے والے اذکار کو تین تین مرتبہ پڑھنا سنّت ہے۔ کسی عضو کو پانی میں ڈبو کر دو مرتبہ حرکت دینے سے تین مرتبہ دھونے کی سنّت حاصل ہو جائے گی (یعنی تین مرتبہ حرکت کرنے کی ضرورت نہیں اس لیے کہ کسی عضو کو صرف ڈبونے سے ہی پہلی حرکت ثابت ہوتی ہے)۔ وضو کے کسی عضو کو ایک مرتبہ مکمل طور پر دھوئے بغیر تثلیث حاصل نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اگر کسی نے وضو کے اعضا کو ایک ایک مرتبہ دھو کر وضو مکمل کیا اس کے بعد دوسری اور تیسری مرتبہ بھی اسی طرح کیا تو تثلیث کی

سنت حاصل نہیں ہوگی بلکہ اس طرح کرنا مکروہ ہے۔

۲۵) جماعت پانے کے لیے صرف فرض اعضا کے دھونے پر اختصار کرنا۔

محترم جانور کی پیاس بجھانے کے لیے پانی بچانا' وقت کی تنگی یا پانی کی کمی ان صورتوں میں فرائض وضو پر اکتفا کرنا واجب ہے۔

و) وہ باتیں جن کا ترک کرنا وضو میں سنت ہے۔

۲۶) چھینٹے اڑنے کی جگہ وضو کرنا۔

۲۷) ایک مُد سے کم پانی میں وضو کرنا۔

۲۸) بغیر کسی ضرورت کے کسی سے مدد طلب کرنا۔

۲۹) وضو کرنے میں ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا۔

۳۰) بلا ضرورت باتیں کرنا۔

۳۱) چہرے پر زور سے پانی مارنا۔

۳۲) بلا کسی ضرورت کے پانی کا جھاڑنا۔

۳۳) بلا ضرورت وضو کے اعضاء کو پونچھنا۔

ز) وضو کے بعد کی سنّتیں:

۳۴) وضوء کا بچا ہوا پانی پینا۔

۳۵) اگر ناپاک چیز' ازار یا لنگی میں لگ جانے کا وہم ہو تو وضو کے بچے ہوئے پانی کو اپنے ازار یا لنگی پر چھڑکنا۔

(۳۶) وضو کرنے کے بعد قبلہ رخ ہو کر دونوں ہاتھوں اور نگاہوں کو آسمان کی طرف اُٹھاتے ہوئے ’’اَشْهَدُ أنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأشْهَدُ أنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أشْهَدُ أنْ لَّآ إلٰهَ الاّ أنْتَ اسْتَغْفِرُكَ وَأتُوْبُ إلَيْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمْ" ۔ پڑھنا۔

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اے اللہ! مجھے زیادہ توبہ کرنے والوں٬ پاکی حاصل کرنے والوں اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرما۔ اے اللہ! تیرے لیے پاکی ہے تیری حمد وثنا بیان کرتے ہوئے میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تجھ سے میں مغفرت چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفٰی ﷺ پر اور ان کے آل واصحاب پر درود وسلام نازل فرما۔

سنت ہے کہ اندھیرے میں بھی اس دعا کو پڑھتے وقت نگاہیں آسمان کی طرف اٹھائے یوں ہی نابینا بھی اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف اٹھائے۔

(۳۷) تین بار سورۂ قدر (اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ) کا پڑھنا۔

(۳۸) وضو کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا، زیادہ وقت گزر جانے سے وضو کے بعد کی دو رکعت نماز فوت ہو جاتی ہے۔

کہا گیا ہے کہ ہر عضو کے دھوتے وقت "اشهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك له واشهد ان محمّدا عبده ورسوله" کہنا سنت ہے۔

مکروہات وضو

وضو میں بسم اللہ شریف پڑھنے، کلی کرنے، ناک میں پانی چڑھانے، تیامن، پے در پے کرنے، ملنے، گھنی داڑھی اور رخسار کے خلال کرنے میں سے کسی ایک کو چھوڑنا مکروہ ہے یوں ہی بغیر ضرورت کسی سے مدد لینا، تین سے زیادہ مرتبہ دھونا یا مسح کرنا یا تین سے کم مرتبہ دھونا یا مسح کرنا، آنکھ کا اندرونی حصہ دھونا اور ضرورت سے زیادہ پانی کا استعمال کرنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر پانی وقف شدہ ہو تو اس پانی سے تین سے زیادہ مرتبہ دھونا یا مسح کرنا یا ضرورت سے زیادہ پانی خرچ کرنا حرام ہوگا۔

دانتوں کی لمبائی میں اور زبان کی چوڑائی میں مسواک کرنا، روزہ دار کا کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا اور روزہ دار کا زوال کے بعد مسواک کرنا٬ یہ ساری باتیں وضو کرتے وقت اور وضو کے باہر دونوں صورتوں میں مکروہ ہے۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں وضو کرنا جب کہ پانی بہت زیادہ نہ ہو، زیادہ گرم یا زیادہ سرد پانی سے وضو کرنا یہ باتیں بھی مکروہ ہے۔

اگر سورج کی دھوپ کے سبب پانی گرم ہو جائے تو اسے ماء مشمس کہتے ہیں۔ کسی پانی کو ماء مشمس کہنے کے لئے چند باتوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱)سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کے برتن میں گرم ہوا ہو جیسے لوہے، تانبے اور شیشہ کے برتن

۲)قطرِ حارہ (گرم علاقوں) میں گرم ہُوا ہو۔

۳)موسم گرما میں سورج کی تپش سے گرم ہُوا ہو۔

ایسے پانی کا اعضاے وضو یا کسی بھی بدن کے ظاہری اور باطنی حصہ میں استعمال کرنا کراہت ہے۔غصب کیے ہوے اور راستوں میں پینے کے لیے رکھے ہوے پانی سے وضو کرنا حرام ہے۔

نواقض وضو کا بیان

وضو کو توڑنے والی چیزیں چار ہیں

۱)شرم گاہ سے منی کے علاوہ کسی بھی چیز کا نکلنا' اسی طرح اگر شرم گاہ کسی وجہ سے بند ہو جاے تو ایسی صورت میں ناف کے نیچے کے سوراخ سے منی کے علاوہ کسی چیز کا نکلنا اور اگر شرم گاہ پیدائشی طور پر بند ہو تو سوراخ چاہے ناف کے نیچے ہو یا اوپر دونوں صورتوں میں منی کے علاوہ کسی چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاے گا۔خواہ نکلنے والی چیز نظر آے یا نہ آے، خشک ہو یا تر، عادتاً نکلنے والی ہو یا اتفاقی طور پر' خواہ مخواہ جان بوجھ کر نکالے یا بھول کر' کیڑا جیسی چیز مکمل نکلے یا صرف سر باہر نکالے ان تمام صورتوں میں وضو ٹوٹ جاے گا۔

میت کا وضو اور غسل نہیں ٹوٹتا اگر چہ وضو ٹوٹنے والی چیزیں میت سے پائی جائیں لیکن اگر نجاست نکلے تو اس نجاست کو دھونا واجب ہے۔

۲)عقل کا زائل ہو جانا۔

نشہ سے یا دیوانگی سے، بے ہوشی سے یا نیند کی وجہ سے عقل زائل ہونے پر وضو ٹوٹ جائے گا' لیکن سرین جما کر سونے والے کا وضو نہیں ٹوٹتا اگر چہ اس قدر سوئے کہ اسے جگا یا جاے۔یوں ہی اونگھ سے اور ابتداءِ نشہ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

۳)ہتھیلی کے اندرونی حصہ سے انسان کی شرم گاہ چھونا۔

چاہے شرم گاہ کا اگلا مقام ہو یا پچھلا، فالج زدہ ہو یا صحیح، بدن سے متصل ہو یا کٹ کر جدا ہوا ہو' خواہ میت کا ہو یا بچہ کا' جان بوجھ کر چھوے یا بھول کر۔اِن تمام صورتوں میں وضو ٹوٹ جائے گا۔

موئے زیر ناف، سرین کا اندرونی حصہ، دونوں خصیے، ختنہ میں کاٹ کر نکالا ہوا حصہ ان چیزوں کے چھونے سے اور شرمگاہ کو انگلیوں کے سروں' انگلیوں کے درمیانی حصوں اور اُن کے کناروں کے ذریعے چھونے سے اسی طرح ہتھیلی کے کناروں سے شرم گاہ کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

۴)دو بڑے اجنبی مرد و عورت کی جلد کا آپس میں مِلنا اگر چہ دونوں کی جلد یا دونوں میں سے کسی ایک کی جلد کو آپس میں زبردستی ملاوایا جاے یا دونوں کی جلد آپس میں بغیر شہوت کے ملے، خود چھوے یا دوسرا مس کرے' لیکن یاد رہے ان ساری باتوں سے میت کا وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔

جلد کے علاوہ یعنی بال، دانت، ناخن اور آنکھ کے باطن حصہ کو مَس کرنے سے وضو

نہیں ٹوٹتا۔ عرفاً غالباً غیر مشتہات کے مس کرنے اور نسبی یا رضاعی یا مصاہرتی محرم کو چھونے اور دو مردوں یا دو عورتوں کی جلدوں کے آپس میں ملنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح کٹ کر جدا ہوئے عضو کو چھونے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔

اگر کسی کو محرم یا غیر محرم کے درمیان شبہ پیدا ہو گیا اور اس نے ان میں سے کسی ایک کو چھو لیا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

وہ امور جن کی وجہ سے وضو کرنا مسنون ہے۔

۱) فصد کرنے پر۔ ۲) پچھنا لگانے پر۔ ۳) ناخن تراشنے پر۔ ۴) مونچھ تراشنے پر۔ ۵) سر کے بال منڈوانے پر۔ ۶) اُلٹی کرنے پر۔ ۷) میت کو اٹھانے اور چھونے پر۔ ۸ تا ۱۲) خنثیٰ مشکل، امرد، بچی، برص والے اور کافر کو چھونے پر۔ ۱۳ تا ۲۱) موے زیر ناف کو چھونے، خصیہ، ران کا ابتدائی حصہ، سرین کے باطنی حصہ، غیر محرم کے بال، ناخن، دانت اور اس سے جدا ہوئے عضو کو چھونے پر۔ ۲۲) جانوروں کی شرمگاہ کو چھونے پر۔ ۲۳) شہوت سے کسی چیز کو دیکھنے پر۔ ۲۴) کسی گناہ کا لفظ منہ سے نکلنے پر جیسے جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ۔ ۲۵) غصہ کے وقت۔ ۲۶) نماز میں قہقہہ لگانے پر۔ ۲۷) اونٹ کا گوشت کھانے پر۔ ۲۸) عمر کے اعتبار سے بالغ ہونے پر یعنی اسے احتلام نہ ہوا ہو اور اس کی عمر قمری سال کے اعتبار سے پندرہ سال ہوگئی ہو۔ ۲۹) وضو کے بعد کسی نماز کے پڑھنے پر یعنی ہر نماز کے بعد دوسری نماز کے لیے تجدید

وضو سنت ہے۔

وہ امور جن کے لیے وضو کرنا سنت

قرآن مقدس کو پڑھنے، حدیث کی روایت کرنے، ان دونوں کے سننے، اللہ کا ذکر کرنے، علم شرعی سیکھنے، سکھانے اور لکھنے، تفسیر کی کتابیں اٹھانے، مسجد میں داخل ہونے، رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف اور بعض علماء کے قول کے مطابق تمام قبور کی زیارت کرنے، جمعہ کے علاوہ (عیدین، کسوفین، استسقاء وغیرہ) خطبہ دینے، سونے، اذان واقامت پڑھنے، غسل کرنے، میت کو اٹھانے، سعی کرنے، عرفہ میں ٹھہرنے اور رمی جمار (کنکری مارنے) کے لیے، جنابت والے کو کھانے، پینے اور جماع کرنے کے لیے وضو کرنا مسنون ہے۔

مندرجہ بالا تمام صورتوں میں نَوَیْتُ رَفْعَ الْحَدَثِ اور نَوَیْتُ فَرْضَ الْوُضُوْءِ جیسی معتبر نیت کرے۔ وضو کے بغیر جس کام کے کرنے کی اجازت ہے ایسے کام کے مباح ہونے کی نیت کافی نہیں۔ جیسا کہ قرآن پڑھنے کی نیت سے وضو کرنا لیکن غسلِ مسنون اسباب کی نیت سے صحیح ہوتا ہے۔

حدث اصغر سے حرام ہونے والی چیزیں

حدث اصغر سے حرام ہونے والی چیزیں چھ ہیں:

۱) نماز پڑھنا۔ ۲) طواف کرنا۔ ۳) سجود (تلاوت اور شکر کے سجدے) کرنا۔ ۴) جمعہ کا خطبہ پڑھنا۔ ۵) قرآن اٹھانا۔ ۶) قرآن چھونا۔

اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا: **"لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ"** اسے نہ چھوئیں مگر باوضو۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: **"لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ صَلَاۃَ اَحَدِکُمْ اِذَا اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّأَ"** اللہ تم میں سے کسی شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا ہے جب کہ اسے حدث لاحق ہو یہاں تک کہ وہ شخص وضو کرلے۔ رسول اللہ ﷺ نے طواف کے لیے وضو فرمایا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے حج کے مناسک مجھ سے حاصل کرو۔

بغیر وضو کی قرآن شریف اٹھانا اور اسے چھونا مطلقاً حرام ہے اور وہ چیز جس میں کچھ قرآن لکھا گیا ہو اس کا حکم مکمل قرآن ہی کی طرح ہے یعنی اس کا چھونا اور اُٹھانا حرام ہے جبکہ تعلیم دینے یا پڑھنے کے لیے لکھا گیا ہو اور اگر برکت حاصل کرنے کے لیے لکھا گیا ہے تو بلا وضو اُس کا چھونا اور اُٹھانا حرام نہیں ہے۔ بلا وضو مصحف شریف کو چھونا حرام ہے اگر چہ کسی حائل سے ہی چھوئے یونہی قرآن کے اوراق، سطروں کے اطراف کی خالی جگہ اور جلد کو چھونا حرام ہے۔ اسی طرح قرآن کی پیٹی اور جزدان کا چھونا بھی حرام ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ پیٹی اور جزدان دونوں قرآن رکھنے ہی کے لیے تیار کیے گئے ہوں اور مصحف ان دونوں کے اندر ہو۔

سامان کے ساتھ قرآن شریف اُٹھاتے وقت اگر قرآن کو اُٹھانا مقصود نہ ہو تو بلا وضو اسے اُٹھانا حرام نہیں ہے۔ نہ ہی ایسی تفسیر کو چھونا حرام ہے جس میں قرآن سے زیادہ تفسیر ہو

یونہی بے وضو سمجھ دار بچے کو پڑھنے کے لیے قرآن اٹھانے اور چھونے کا اختیار دینا حرام نہیں ہے۔ لیکن ناسمجھ بچے کو قرآن اُٹھانے یا چھونے کی قدرت دینا حرام ہے۔ اسی طرح ناسمجھ بچے کو دیگر مہتم بالشان چیزوں کو اٹھانے اور چھونے کی قدرت دینا بھی حرام ہے۔

قرآن میں درہم (نوٹ یا پیسہ) جیسی چیزوں کو رکھنا، بلا وجہ اسے پھاڑنا، بلند جگہ نہ رہنے کی صورت میں اس کی طرف پاؤں پھیلانا، عربی کے علاوہ دوسری زبان میں قرآن لکھنا، وہ چیز جس پر قرآن لکھا گیا ہو اسے نگلنا حرام ہے، ہاں شفاء کے لیے اسے کھانا اور پینا حرام نہیں ہے۔ قرآن شریف کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا سنت ہے جس طرح کسی عالم یا بزرگ کے لیے کھڑا رہا جاتا ہے۔ بلکہ اس سے کہیں بہتر ہے۔ قرآن شریف کو جلانا مکروہ ہے البتہ اگر حفاظت کے لیے ہو تو مکروہ نہیں۔

غسل کا بیان

عربی زبان میں کسی چیز پر پانی بہانے کو غسل کہتے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں خاص نیت کے ساتھ تمام بدن پر پانی بہانے کو غسل کہتے ہیں۔ ارشادِ باری ہے **"وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا"** اور اگر تم حالتِ جنابت میں ہو تو خوب خوب طہارت حاصل کرو۔ " **فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰی یَطْهُرْنَ** "(البقرۃ:۲۲۲) عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں میں اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک کہ پاک نہ ہولیں۔

موجباتِ غسل:

چھ چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے۔

۱) اپنی منی کا خارج ہونا۔

لہٰذا دوسرے کی منی کے خارج ہونے سے غسل واجب نہیں ہوگا جیسے کہ کسی عورت سے جماع کیا گیا اس حالت میں کہ وہ نیند میں تھی یا چھوٹی لڑکی ہونے کی وجہ سے وہ اپنی شہوت کو پورا نہ کرسکی۔ پھراس کے غسل کرنے کے بعد مرد کی منی اس عورت کی شرم گاہ سے نکلی تو اس صورت میں عورت پر غسل واجب نہیں۔ البتہ اس کا وضو ضرور ٹوٹ جاے گا۔

منی کی شناخت کی تین علامتیں ہیں: ۱) منی کود کر نکلے، ۲) لذّت کے ساتھ نکلے، ۳) تر منی میں گوندے ہوے آٹے جیسی بُو ہو یا خشک منی میں انڈے کی سفیدی جیسی بُو ہو۔ اگر یہ تینوں علامات نہ پائی جائیں تو غسل نہ فرض ہے نہ سنت بلکہ حرام ہے۔ اور اگر کسی کو خارج شدہ شئ کے متعلق شک ہوا کہ وہ منی ہے یا مذی؟ تو اسے اختیار ہے کہ چاہے تو وہ اسے منی سمجھ کر غسل کرے اور چاہے تو اسے مذی تصور کر کے دھولے پھر وضو کرے۔

اگر کسی نے اپنے کپڑے یا بستر پر منی دیکھی اور وہ کسی دوسرے کی منی ہونے کا احتمال نہ ہو تو غسل کرنے کے بعد ہر اس نماز کو لوٹانا واجب ہوگا جس میں یہ یقین ہو کہ یہ (پڑھی گئ) نمازیں منی کے خارج ہونے کے بعد والی ہیں۔ اگر پڑھی گئ نمازیں منی کے خارج ہونے کے بعد والی ہونے کا شبہ ہو تو غسل کرنا اور ان نمازوں کو لوٹانا مندوب ہے۔ (مثال کے طور پر کسی نے پیر کے دن لُنگی پہنی پھر وہی جمعرات کے دن بھی پہنی

پھر جب سنیچر کو اُس لُنگی کو پہننے کا ارداہ کیا تو اس میں منی دیکھی جبکہ وہ لُنگی اُس شخص کے علاوہ کوئی دوسرا پہنتا ہی نہیں تو اس صورت حال میں چونکہ پیر کے دن منی کے نکلنے میں احتمال ہے لہٰذا جو نمازیں پیر سے جمعرات تک پڑھی گئیں اُن کا دہرانا مندوب ہوگا اور چونکہ جمعرات کے دن منی کے خروج میں یقین ہے اس لئے جو نمازیں جمعرات سے سنیچر تک پڑھی گئیں اُن کا دُہرانا واجب ہوگا)

(۲) حشفہ یعنی آلۂ تناسُل کے آگے کا حصہ جسے سُپاری کہتے ہیں اس کے مکمل طور پر فرج میں داخل ہونے سے غسل فرض ہوتا ہے اگر چہ فرج اور ذکر میں سے کوئی ایک کٹ کر جدا ہوا ہو یا جانور کا ہو یا میت کا ہو لیکن جس کا عضو مخصوص کٹ کر جدا ہوا ہو اس پر اور میت پر غسل فرض نہیں ہوگا۔

ہم بستری سے غسل واجب ہوجاتا ہے اگر چہ ذکر کو دبر میں داخل کرے یا کسی حائل (kondom) کے ساتھ یا بھول کر یا زبردستی سے یا بلا شہوت کے داخل کرے۔

(۳) حیض: عورت کے رحم سے طبعی طور پر مخصوص اوقات میں نکلنے والے خون کو حیض کہتے ہیں۔

کم از کم قمری نو سال کی عمر کو پہنچنے پر حیض آنا شروع ہوتا ہے۔ اگر کسی کو نو سال مکمل ہونے کے لیے سولہ دن سے کم دن باقی رہتے وقت خون آیا تو وہ حیض ہے۔ قمری ۹ سال کے بعد کبھی بھی حیض شروع ہوسکتا ہے زیادہ تر ۶۲ سال کی عمر کے بعد حیض آنے کی گنجائش نہیں رہتی۔

حیض کی کم سے کم مدت ایک دن ایک رات ہے اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہیں۔ عام طور پر چھ یا سات دن آتا ہے۔ دو حیض کے درمیان کم سے کم پاکی کا زمانہ پندرہ دنوں کا ہوتا ہے۔اور زیادہ سے زیادہ پاکی کے زمانہ کی کوئی حد نہیں ہے۔

حیض کی حالت میں کچھ وقت تک خون نکلا پھر کچھ وقت کے لیے بند ہوگیا پھر دوبارہ نکلا پھر بند ہوا تو اس صورت میں خون نکلنے اور نہ نکلنے کی مدت کا مجموعہ پندرہ دن سے زیادہ نہ ہو، ساتھ ہی اتنا خون نکلے کہ خون نکلنے کا مجموعہ ایک دن اور ایک رات سے کم نہ ہوتو اس صورت میں خون نہ نکلنے والی مدت حیض ہی میں شمار کی جاے گی۔

(۴) نفاس: وہ حیض کا جمع شدہ خون ہے جو زچگی کے بعد پندرہ روز گزرنے سے پہلے نکلنا شروع ہوتا ہے۔ اسکی کم سے کم مدت ایک لحظہ اور غالباً مدت چالیس روز اور اکثر مدت ساٹھ دن ہے۔

(۵) ولادت: علقہ (خون کی پھٹک) مُضغہ (گوشت کی بوٹی) کا گرنا بھی زچگی میں شمار ہوتا ہے۔ خواہ وہ حیوان کی صورت میں ہو یا خشک ہو یا غیر معتاد (Abnormal) طریقے سے ہو جیسا کہ پیٹ کا آپریشن کر کے بچہ نکالا جاتا ہے، ان تمام صورتوں میں غسل واجب ہوگا۔

(۶) کسی مسلمان کا شہادت کے بغیر مرنا۔ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ اسے غسل دِلانا حرام ہے۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

حدث اکبر سے حرام ہونے والی چیزیں:۔ جنابت اور ولادت سے وہ تمام چیزیں حرام ہوجاتی ہیں جو حدث اصغر سے حرام ہوتی ہیں۔ ان کے علاوہ مزید اور دو چیزیں حرام ہیں (۱) مسجد میں ٹھہرنا (۲) قرآن کے قصد سے قرآن کی تلاوت کرنا اگرچہ اس کا ایک حرف ہی ہو۔ لیکن قرآن کی تلاوت کی نیت کے بغیر ذکر الٰہی کی نیت سے (قرآنی آیات) پڑھنا جائز ہے مثلاً کھانا تناول کرتے وقت "**بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ**" پڑھنا۔ سواری پر سوار ہوتے وقت "**سُبحٰن الذی سخرلنا هذا وماكناله مقرنين**" (پاک ہے وہ ذات جس نے اسکو ہمارے قبضہ میں دیدیا اور ہم اس کی قدرت کے بغیر اسے قبضہ میں کرنے والے نہ تھے) اور مصیبت کے وقت "**اِناللّٰه وإنااليه راجعون**" (ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف پلٹنا ہے) پڑھنا۔ اور جنابت والے کا مسجد میں رکنا اور اس میں گھومنا پھرنا حرام ہے البتہ کسی ضرورت کے لیے مسجد کے راستے سے گزرنا حرام نہیں ہے۔ اور اگر بلا مقصد کے آمد ورفت ہو تو خلاف اولیٰ ہے۔

حیض اور نفاس سے وہ تمام چیزیں حرام ہوجاتی ہیں جو جنابت سے حرام ہوتی ہیں ان کے علاوہ مزید یہ چار چیزیں بھی حرام ہوتی ہیں۔ (۱) روزہ (۲) طلاق (۳) جماع اگرچہ حائل کے ساتھ ہو اور (۴) بغیر کسی حائل کے ناف اور گھٹنے کے درمیان مباشرت ہو۔

جب خون آنا بند ہوجائے تو غسل کرنے سے پہلے روزہ رکھنا اور طلاق دینا جائز

ہوجاتا ہے لیکن جماع اور مباشرت یہ دونوں غسل کے بعد ہی جائز وحلال ہوتے ہیں۔

استحاضہ کے احکامات

استحاضہ: وہ بیماری کا خون ہے جو عورت کے حیض و نفاس کے اوقات کے علاوہ میں نکلتا ہے۔ استحاضہ ایک دائمی حدث ہے جس سے نہ تو نماز پڑھنا حرام ہوتا ہے اور نہ تو روزہ رکھنا اور نہ ہی اس سے ایسی کوئی شئی حرام ہوتی ہے جو حیض ونفاس سے حرام ہوجاتی ہے۔ چنانچہ مستحاضہ جب نماز کا ارادہ کرے تو اسے چاہیئے کہ وقت داخل ہونے کے بعد پہلے اپنی شرمگاہ کو دھلے پھر نجاست دور کرنے یا اسے ہلکا کرنے کے لیے روئی یا اس طرح کی کوئی اور چیز اس میں رکھ کر خرقہ (کپڑے کا ٹکڑا) وغیرہ سے پٹی باندھ لے اگر اس کے بعد بھی خون نکلتا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ پھر وضو کر کے نماز ادا کرے۔ شرمگاہ کو دھونا، اس میں روئی رکھنا، پٹی باندھنا اور وضو کرنا ہر فرض عین کی ادائیگی کے وقت واجب ہوگا۔

مندرجہ ذیل صورتوں میں نکلے ہوئے خون کو استحاضہ کہا جائے گا۔

۱) قمری نو سال پورے ہونے کے سولہ دن سے پہلے خون نکلے۔

۲) وہ خون جو نو سال مکمل ہونے کے بعد آیا مگر وہ حیض کی اقل مدت (۲۴ گھنٹے) سے بھی کم رہا۔

۳) وہ خون جو اکثر حیض کی مدت (۱۵ دن) سے زائد ہو۔

۴) وہ خون جو طہر کی اقل مدت (۱۵ دن) تمام ہونے سے پہلے آیا۔

۵) وہ خون جو دردِ زہ (بچہ پیدا ہونے کا درد) کے ساتھ نکلا لیکن اس کے پہلے کے حیض سے متصل نہیں تھا۔

۶) ولادت کا وہ خون جو نفاس کی اکثر مدت سے زائد ہو۔

اقسام مستحاضہ

وہ استحاضہ والی عورت جس کو پہلی مرتبہ خون نکلے اور یہ خون کبھی گہرا ہو اور کبھی ہلکا ہو تو جو گہرا خون ہوگا تو وہ حیض ہوگا اور جو ہلکے رنگ کا خون ہوگا وہ استحاضہ ہوگا۔ ہاں اُس عورت کو اگر ایک ہی رنگ کا خون نکلے تو ایک دن اور ایک رات حیض ہوگا باقی ۲۹ دن استحاضہ ہوگا۔

وہ استحاضہ والی عورت جس پر کم از کم ایک صحیح حیض اور ایک صحیح طہر گزر چکا ہو اور اس کا نکلنے والا خون کبھی گہرا ہو اور کبھی ہلکا ہو تو جو گہرا خون ہے وہ حیض ہوگا اور جو ہلکا خون ہے وہ استحاضہ ہوگا۔ ہاں اُس عورت کو اگر ایک ہی رنگ کا خون نکلے تو یہ دیکھا جائے گا کہ اسے حیض اور طہر کی مدت یاد ہے یا نہیں؟ اگر یاد ہو تو اس کی سابقہ مدت پر قیاس کیا جائے گا (یعنی اُس عورت کی سابقہ عادت میں جتنے دن حیض کے تھے اُتنے دن اِس صورت میں بھی حیض کے ہوں گے اور جتنے دن طہر کے تھے اُتنے ہی دن اِس صورت میں بھی استحاضہ کے ہوں گے) اور اگر اسے یاد نہ ہو تو اس کو متحیرہ کہتے ہیں

متحیرہ تمام احکام میں حائضہ کی طرح ہے سوائے طلاق اور اس عبادت کے جس میں

نیت لازم ہوتی ہے اس کے احکامات جداہیں۔یعنی پانچ باتوں میں حائضہ کی مانند ہے (۱) ہم بستری (۲) مباشرت (۳) خارج نماز میں قرآن کی تلاوت (۴) قرآن چھونا (۵) مسجد میں رہنا۔ ہر فرض نماز کے لیے وقت داخل ہونے کے بعد غسل کرے گی اور نماز پڑھے گی، ماہ رمضان کا روزہ رکھے گی پھر اس (ماہ رمضان) کے بعد مکمّل ایک مہینہ روزہ رکھے گی۔کل دو مہینے کے روزوں میں سے اس کو صرف اٹھائیس روزے صحیح ملیں گے اس طرح کہ متحیرہ عورت کا ان دو مہینوں میں سے ہر ایک مہینہ، پندرہ دن تک حائضہ ہونے اور ایک دن خون آنے، پھر دوسرے دن خون بند ہو جانے کا امکان ہونے کی وجہ سے ہر مہینہ سولہ روزے فاسد ہونگے البتہ اس کو بالجملہ دو مہینوں میں اٹھائیس دن ملیں گے اور دو دن باقی رہ جائیں گے، ان دو دنوں کے روزے رکھ کر تیس مکمل کرنے کے لئے تیسرے مہینے میں اٹھارہ دن کے اندر چھ روزے رکھے گی ان میں سے تین روزے پہلے تین دنوں میں اور تین روزے آخری تین دنوں میں چونکہ اگر حیض ان اٹھارہ دنوں کے اول میں آگیا تو بند ہونے کی آخری حد سولھواں دن ہے اس وقت آخری دو دن کے روزے صحیح ہو جائیں گے اور اگر تیسرے دن حیض آگیا تو پہلے اور دوسرے دن کے روزے صحیح ہو جائیں گے، اس طرح اس کے ایک مہینہ کے تیس روزے بھی مکمل ہو جائیں گے۔

اگر متحیرہ صرف وقت یا مقدار کو یاد رکھے تو ایسی عورت حیض اور طہر کو یقین پر محمول کرے گی۔ ایسی مستحاضہ کا حکم وطی میں حیض والی عورت کی طرح ہے اور عبادت میں طاہرہ کی طرح ہے۔ اگر متحیرہ کو مقدار یا وقت میں شبہ پیدا ہوگا تو یہ دونوں میں ناسیہ

(بھولنے والی عورت) کی طرح ہے۔

فرائض غسل

فرائض غسل دو ہیں:۔

۱۔ نیت کرنا۔

مندرجہ ذیل نیتوں میں سے کسی ایک کو غسل کے شروع میں ملانا کافی ہے۔

۱۔ **نویت رفع الجنابة** میں نے جنابت سے پاک ہونے کی نیت کی

۲۔ **نویت رفع الحیض** میں نے حیض سے پاک ہونے کی نیت کی

۳۔ **نویت رفع النفاس** میں نے نفاس سے پاک ہونے کی نیت کی

۴۔ **نویت رفع الحدث** میں نے ناپاکی کو دور کرنے کی نیت کی

۵۔ **نویت الطهارة عن الحدث** میں نے ناپاکی سے پاکی حاصل کرنے کی نیت کی

۶۔ **نویت اداء الغسل** میں نے غسل کرنے کی نیت کی

۷۔ **نویت اداء فرض الغسل** میں نے فرض غسل کی نیت کی

۸۔ **نویت الغسل للجنابة** میں نے جنابت سے غسل کرنے کی نیت کی

پہلی پانچ نیتوں سے دائم الحدث والے کا غسل صحیح نہیں ہوگا۔

۲۔ پورے بدن پر پانی بہانا۔

وہ بال جو از خود لپٹے ہوئے نہ ہوں ان کے اندرونی اور باہری حصہ میں پانی پہنچانا واجب ہے اگر چہ وہ گھنے ہوں۔ جسم کی ظاہری کھال یہاں تک کہ ناخن اور اسکے نیچے، قلفہ (بغیر ختنہ کیے ہوئے عضوِتناسُل کا اوپری حصہ) کے اندرونی حصہ میں، دونوں کانوں کے سوراخوں کے ظاہری حصہ پر، پھٹن میں، ایسے بالوں کے اگنے کی جگہ پر جو غسل جنابت سے قبل اکھڑ گئے ہوں، عورت کے اپنے دونوں قدموں پر بیٹھتے وقت شرم گاہ کے ظاہر ہونے والے حصہ پر اور چیچک کے کھلے ہوئے منہ کے اندر پانی پہنچانا واجب ہے۔ غسل میں تعمیم یعنی تمام بدن، بالوں، کھال وغیرہ پر پانی پہنچنے کا یقین ضروری نہیں بلکہ وضو کی طرح ظنِ غالب ہونا تو کافی ہے۔

مسنوناتِ غسل:

۱۔ جنابت والے کا غسل سے پہلے پیشاب کرنا تاکہ منی وغیرہ رہے تو نکل جاے۔

۲۔ قبلہ رخ ہوکر غسل کرنا۔

۳۔ آغاز غسل میں نیت ملانے کے ساتھ بسم اللہ الرّحمن الرّحیم پڑھنا۔

۴۔ غسل سے فارغ ہونے تک نیت کا ساتھ مِلا رہنا۔

۵۔ گندگی دور کرنا جیسے منی، مذی۔

۶۔ مسواک اور کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا۔

۷۔ کامل وضو کرنا۔ غسل کے شروع میں وضو کرنا افضل ہے۔

۸۔ غسل کے اخیر تک باوضو رہنا۔

۹۔ بدن کی ہر ایسی جگہ پر دھیان سے پانی کا پہنچانا جن تک کبھی کبھار بے توجہی کی وجہ سے پانی نہ پہنچتا ہو جیسے کانوں، بغلوں، ناف وغیرہ۔

۱۰۔ بالوں کی جڑوں میں توجہ سے پانی پہنچانے کے ساتھ اس کا خلال کرنا۔

۱۱۔ پہلے سر پر پانی بہانا پھر دائیں کاندھے پر پھر بائیں کاندھے پر۔

۱۲۔ ہر بار پانی بہانے پر بدن کو ملنا۔

۱۳۔ اوپر جو سنّتیں ذکر کی گئیں انہیں بالترتیب بجالانا (یعنی پہلے جنابت والے کا پیشاب کرنا' پھر نجاست اور گندی کو دور کرنا' پھر وضو کرنا' ان ساری باتوں کے بعد پہلے سَر پر پانی بہانا پھر دائیں کاندھے پر پھر بائیں کاندھے پر۔)

۱۴۔ اعضاے بدن پر پے در پے پانی بہانا۔

۱۵۔ بغیر عذر بات نہ کرنا، مدد طلب نہ کرنا، ہاتھ سے پانی نہ جھاڑنا اور نہ پونچھنا۔

۱۶۔ غسل کا پانی ایک صاع یعنی تین لیٹر اور دو سو ملی لیٹر سے کم نہ ہونا۔

۱۷۔ واجب غسل سے پہلے اپنے بدن سے بال، ناخن اور خون وغیرہ نہ نکالنا۔

۱۸۔ ایسی سنّتیں جو غسل کی ابتدا میں فوت ہوئیں انہیں ادا کرنا یعنی وضو، کلی، ناک

میں پانی چڑھانا وغیرہ۔

۱۹۔غسل کے وقت تنہائی میں سترعورت کرنا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ اس سے حیاء کی جاے۔

۲۰۔غسل سے فارغ ہونے پر وضو کی طرح ذکر اور دعاء پڑھنا۔

۲۱۔تسمیہ پڑھنا، خلال کرنا، ملنا، دھونا ذکر کرنا اور دعاء پڑھنا ان ساری باتوں میں ہر ایک کو تین تین مرتبہ کرنا۔

۲۲۔عورت کو حیض کا غسل کرنے کے بعد اپنے اندام نہانی پر مشک جیسی خوشبو کا ملنا۔

غسل کے مکروہات

وضو کے مکروہات، غسل کے مکروہات ہیں۔

ان کے علاوہ مزید مکروہات نیچے ذکر کیے جاتے ہیں۔

غسل میں وضو کو ترک کرنا۔

غسلِ حیض کے بعد عورت کا اندام نہانی پر خوشبو نہ ملنا۔

جس عورت کا حیض ونفاس کا خون بند ہو گیا ہو اور جو شخص جنبی ہو ان کے لیے کھانے، پینے، ذِکر کرنے اور سونے سے پہلے شرمگاہ کا دُھلنا اور وضو کرنا سنت ہے۔ اسی طرح جنبی کا جماع سے پہلے وضو کرنا سنت ہے۔ شرمگاہ دھلنے سے قبل کھانا' پینا' ذکر کرنا' ہم بستری کرنا اور سونا مکروہ ہے۔

سنت غسلوں کا بیان

عیدین، نماز جمعہ، سورج گہن کی نماز اور چاند گہن کی نماز، نماز استسقاء، اعتکاف، اذان، حرمین شریفین اور کسی مسجد میں داخل ہونے کے لیے، مجلسِ خیر میں شریک ہونے اور رمضان کی راتوں میں غسل کرنا سنت ہے۔ حج وعمرہ کے غسل کا بیان عنقریب آے گا۔

کافر کے اسلام لانے، بے ہوش اور مجنون کے افاقہ پانے، اور بچہ کے عمر کے اعتبار سے بالغ ہونے پر غسل سنت ہے یہ اس وقت ہے کہ بچپن میں غسل واجب ہونے والی باتیں اس بچے سے نہ پائی گئی ہوں جیسا کہ ہم بستری۔ اگر ہم بستری جیسی باتیں بچپن میں اس بچے سے سرزد ہوئی تو عمر کے اعتبار سے بالغ ہوتے ہی غسل واجب ہوجاے گا۔ میت کو نہلانے، ناف کے نیچے کے بال مونڈنے، بغل کے بال اکھیڑنے، مونچھ ترشوانے، حجامت کرنے، پچھنا لگوانے اور بدبو جیسی چیزوں کی وجہ سے جسم میں تغیر ہونے پر غسل کرنا مسنون ہے۔

جس غسل کا ارادہ ہو اس غسل کی نیت کرے۔ مثال کے طور پر اگر جمعہ کا غسل کرنا چاہتا ہے تو یوں کہے ''نَوَیْتُ الْغُسْلَ لِلْجُمُعَةِ''۔ میں نے جمعہ کے لیے غسل کی نیت کی۔ لیکن جب، مجنون، نشہ والا اور بے ہوش' ہوش میں آے تو غسل کرتے وقت جنابت کی نیت کرے۔ اس کا وجہ وہ اس لیے مشروع کیا گیا ہے کہ ان حالتوں میں جنابت کا احتمال رہتا ہے۔ اگر سنت غسل کرنے سے عاجز ہے' تو تیمم کرے۔

ایک ساتھ دو یا دو سے زیادہ ناپاکی کا رہنا

اگر کسی بے وضو شخص پر غسل واجب ہوا اور وہ جنابت کی نیت کے ساتھ غسل کر لے تو وضو بھی حاصل ہو جائے گا۔لیکن وضو اور غسل دونوں کرنا بہتر ہے۔اگر کسی پر وضو کے کئی اسباب جمع ہو جائیں تو ایک ہی کی نیت سے تمام اسبابِ وضو دور ہو جائیں گے۔ اور اگر کسی پر غسلِ واجب کے کئی اسباب جمع ہو جائیں تو کسی ایک غسل کی نیت سے تمام اسباب دور ہو جائیں گے، جیسے کسی عورت پر جنابت اور حیض دونوں کا غسل لاحق ہوں اور وہ صرف جنابت یا صرف حیض کی نیت سے غسل کرے تو دونوں غسل حاصل ہو جائیں گے۔ اور اگر بے وضو شخص کے اعضاے وضو میں کہیں نجاست لگ گئی تو وضو کرتے وقت جب وہ اس عضو کو دھوے گا جس میں نجاست ہو تو یہ دھونا کافی ہوگا۔ بشرطیکہ نجاست زائل ہوگئی ہو۔اس پر پانی بہا ہو، پانی متغیر نہ ہوا ہو اور اس کا وزن بھی نہ بڑھا ہو۔لیکن سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے نجاست دھوے پھر حدث سے پاکیزگی حاصل کرے۔

کسی نے جنابت اور جمعہ کے غسل کی نیت کے ساتھ ایک ہی غسل کیا تو دونوں غسل حاصل ہو جائیں گے۔لیکن دونوں غسلوں کو جدا جدا کرنا افضل ہے اور زیادہ فضیلت اس میں ہے کہ اولا جنابت کا غسل لے پھر جمعہ کا۔اگر کسی نے ان دونوں میں سے کسی ایک کی نیت سے غسل کیا تو جس کی نیت سے غسل کیا صرف وہی غسل حاصل ہوگا۔اگر

عید، جمعہ، سورج گہن وغیرہ کا غسل ایک ساتھ اکٹھا ہو جائے تو ان میں سے کسی ایک کی نیت کر لینے سے تمام غسل حاصل ہو جائیں گے۔افضل یہ ہے کہ ہر ایک کے لیے الگ الگ غسل کرے۔

شک اور طہارت

۱) پانی کے متعلق شک کرنا:

اگر متغیر پانی میں کسی کو یہ شک ہوا کہ یہ تغیر قلیل ہے یا کثیر؟ یا پانی کو تبدیل کرنے والی کسی چیز کے بارے میں شک ہوا کہ یہ چیز مخالط ہے یا مجاور؟ یا اس پانی کے متعلق شک ہوا جس میں نجاست ملنے کے باوجود تغیر نہ ہوا ہو کہ وہ پانی قلتین کی مقدار کو پہنچا ہے یا نہیں؟ تو اِن تمام صورت میں پانی اپنی طہارت پر باقی رہے گا۔کیونکہ یہاں پانی کے مطہر ہونے میں یقین ہے اور غیر مطہر ہونے میں شک ہے۔

اگر تغیر کے کثیر ہونے میں یقین تھا اور پھر کچھ دنوں کے بعد یا تھوڑی دیر بعد اُس تغیر کے زائل ہونے میں شک ہوا تو وہ پانی مطہر نہیں۔(کیونکہ یہاں کثرت تغیر میں یقین ہے اور اس تغیر کے زائل ہونے میں شک ہے)

وضو کرنے والے کو اگر کسی عضو سے فارغ ہونے سے پہلے عضو کے استیعاب میں شک ہوا تو واجب میں وجوباً اور ندب میں ندباً یقین پر عمل کرے گا (مثال کے طور پر اگر کسی عضو کو مکمل دُھلنے میں شک ہوا حالانکہ اُس عضو کو مکمل دھونا واجب تھا تو اُس عضو کو پھر

سے دھونا واجب ہوگا۔ یونہی اگر اُس عضو کا دھونا سنت تھا تو اُس عضو کا دھونا سنت ہوگا)

اور اگر متوضی کو دُھلنے کی تعداد میں شک ہو تو جس عدد پر یقین ہو اس پر عمل کرے۔

اور اگر عضو کے دھونے کے بعد ان دونوں یعنی عضو کے استیعاب اور غسل کی تعداد میں سے کسی ایک میں شک کرے تو وہ شک وضو میں کچھ ضرر نہیں پہنچائے گا۔ اور اگر دوران وضو کسی عضو کے دھونے ہی میں شک کرے تو اس عضو اور اس کے بعد والے عضو کو دھونا لازم ہوگا مثلاً پیر دھوتے وقت یوں شک کرے کہ کیا میں نے دایاں ہاتھ دھویا یا نہیں تو دایاں ہاتھ دھونا پھر دوبارہ سر کا مسح کرنا اور پیر کا دھونا واجب ہوگا۔ اور اگر وضو سے مکمل طور پر فارغ ہونے کے بعد کسی عضو کو دھونے میں شک کرے تو کوئی حرج نہیں۔

۳) وضو کے ٹوٹنے میں شک کرنا:

اگر کسی کو وضو میں یقین اور اس کے ٹوٹ جانے میں شک یا گمان ہے تو وہ باوضو کہلائے گا یعنی شک اور گمان کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ یوں ہی کسی کو وضو ٹوٹ جانے میں یقین ہے اور وضو ٹوٹ جانے کے بعد دوبارہ وضو کرنے میں شک یا گمان ہے تو وہ بے وضو ہی رہے گا کیوں کہ وضو یا حدث کا یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔

مندرجہ ذیل صورتوں میں شک واقع ہونے سے وضو نہیں ٹوٹے گا:۔

الف) جب کسی کو شک واقع ہوا کہ وہ نیند میں تھا یا اونگھ میں؟

ب) سوتے وقت زمین پر مقعد جما کر بیٹھا تھا یا نہیں؟

ج) جس کو چھوا تھا وہ عورت کا بال تھا یا کھال؟

د) اس نے کسی محرم کو چھویا یا غیر محرم کو؟

ہ) جس کو چھوا وہ مرد تھا یا عورت؟

۴) غسل میں شک کرنا:

غسل کرنے والا اگر غسل کے دوران غسل کی نیت میں شک کرے تو از سرنو غسل کرے گا۔ ہاں اگر دوران غسل کسی عضو کو دھونے میں شک کرے تو اس عضو کو دھوئے گا۔ اور اگر دُھلنے کی تعداد میں شک کرے تو یقین پر عمل کرے گا۔ غُسل سے فارغ ہونے کے بعد کسی عضو کو دھونے وغیرہ میں شک کرنے سے کوئی ضرر نہیں۔

تیمم کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: **وَإِنْ كُنتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا** (سورہ نساء: ۴۳)

اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں کو چھوا اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو۔ بے شک اللہ تعالی معاف فرمانے والا اور بخشنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ساری زمین کو میرے اور میری امت کے لیے سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنا دیا گیا ہے۔ تو جہاں بھی میری امت کا کوئی شخص نماز کو پائے تو اس کے پاس پاکی موجود ہے۔ (روایت اُحمد)۔

لغت عرب میں قصد کرنے کو تیمم کہتے ہیں۔اور شریعت میں مخصوص شرائط کے ساتھ مٹی کو چہرہ اور دونوں ہاتھوں پر پہنچانے کو تیمم کہتے ہیں۔اور وہ ہجرت کے چھٹے سال فرض ہوا۔

شرائط تیمم

الف) پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونا۔

ب) تیمم کرنے سے قبل نجاست دور کرنا۔

پ) تیمم کرنے سے پہلے قبلہ معلوم کرنا (جہاں اس کی ضرورت ہو)۔

ج) وقت داخل ہونے کے بعد تیمم کرنا۔

د) پاک کرنے والی مٹی اور اس میں غبار کا ہونا۔(مٹی میں گیلا پن کا نہ ہونا)

ہ) مٹی پر دو مرتبہ ہاتھ مارنا، ایک مرتبہ چہرہ کے لیے اور ایک مرتبہ دونوں ہاتھوں کے لیے۔

ہر فرض عین کے لئے الگ الگ تیمم کرنا واجب ہے۔لہٰذا ایک تیمم سے ایک سے زیادہ فرض عین نمازیں نہیں پڑھی جاسکتیں البتہ ایک تیمم سے نفل نمازیں جتنی پڑھنا چاہیں پڑھ سکتے ہیں یوں ہی ایک تیمم سے ایک سے زیادہ نمازِ جنازہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

اسباب تیمم

پانی پر قدرت نہ رکھنے والوں کے لیے تیمم کی اجازت ہے۔پانی پر قدرت نہ ہونے کے چند اسباب ہیں:

برکاتِ شافعی حصہ سوم

الف) پانی کا نہ ملنا:

اگر کسی کو نماز کے آخری وقت تک اس کے ملنے کا یقین ہو تو اس کا انتظار کرنا افضل ہے اور اگر آخری وقت میں پانی کے ملنے کا گمان ہو تو جلدی تیمم کرنا افضل ہے۔اگر کسی کو اتنا پانی ملا جو اس کے مکمل اعضاے وضو کو دھونے کے لیے کافی نہیں ہے تو اعضاء وضو پر اس کا استعمال واجب ہے پھر باقی اعضاء کے لیے تیمم کرے۔

ب) پانی موجود ہو لیکن کسی محترم جاندار کی پیاس بجھانے کے لیے اس کی ضرورت ہو اگر چہ وہ جاندار کتا ہی کیوں نہ ہو۔

ج) پانی کے استعمال سے کسی نقصان کا خوف ہو جیسے جان جانے یا کسی عضو کے تلف ہونے یا اُس عضو سے منفعت ختم ہونے یا مرض لاحق ہونے یا مدتِ مرض زیادہ ہونے کا ڈر ہو، یا دیر سے صحت یاب ہونے یا کسی ظاہری عضو میں کسی برے عیب کے پیدا ہونے کا خوف ہو۔

لہٰذا ان ساری صورتوں میں تیمم کی اجازت ہے۔

ارکان تیمم

ارکان تیمم پانچ ہیں

الف) عضو کی جانب خاک کو منتقل کرنا۔

اگر ہوا سے خاک کے ذرات اڑ کر کسی شخص کے تیمم کے اعضا پر پڑے تو وہ تیمم کے لیے کافی نہیں ہوگا۔اور اگر کسی نے اس کی اجازت سے تیمم کرایا اور اِس نے نیت بھی کی

تو کافی ہوگا۔

ب) فرض نماز مباح کرنے کی نیت کرنا، یا کسی ایسی چیز کے مباح ہونے کی نیت کرنا جس کے لیے طہارت فرض ہے جیسے طواف، قرآن چھونا وغیرہ۔ دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مارنے کے وقت سے لے کر، چہرے کے مسح کی ابتدا کرنے تک نیت دل میں حاضر رہنا۔

ج) چہرے کا مسح کرنا۔ یہاں تک کہ لٹکی ہوئی داڑھی کے ظاہر اور ناک کے سرے پر۔

د) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا۔

دوسری ضرب میں انگوٹھی اتارنا لازم ہے تاکہ اس کے نیچے تک خاک پہنچ سکے۔

ہ)۔ چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے درمیان ترتیب کا ہونا۔ یعنی پہلے چہرے کا مسح کرنا پھر دونوں ہاتھوں کا۔

تیمم کی سنتیں

الف) تیمم کرنے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا۔

ب) قبلہ رخ ہونا۔

ت) مسواک کرنا۔

ث) دونوں ہاتھوں کو ایک ساتھ مٹی پر مارنا۔

ج) پہلی مرتبہ مٹی پر ہاتھ مارنے سے پہلے انگوٹھی کو اتارنا سنت ہے جبکہ دوسری مرتبہ مٹی پر مارنے سے پہلے انگوٹھی کو اتارنا واجب ہے۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

ح) دونوں مرتبہ مٹی پر ہاتھ مارتے وقت انگلیوں کو کشادہ کرنا۔

خ) جھاڑ کر یا پھونک کر ہتھیلیوں کی مٹی کو کم کرنا۔

د) چہرہ کے اوپری حصہ اور دائیں ہاتھ کو مقدم کرنا۔

ذ) دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا تشبیک کے ذریعے خلال کرنا یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے خلال کرنا۔

ر) ہاتھ کے ساتھ بازو کا مسح کرنا۔

ز) ایک ہتھیلی کو دوسرے ہتھیلی پر پھیرنا۔

س) غسل میں ملنے کی طرح عضو پر ہاتھ پھرانا۔

ش) پے در پے ہونا۔

ص) مسح کو نہ دہرانا۔

ض) اپنے اعضا سے مٹی کو نہ پونچھنا جب تک کہ نماز سے فارغ نہ ہو جائے۔

ط) وضو کی طرح تیمم کے بعد ذکر و دعاء پڑھنا۔

ظ) تیمم کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا۔

تیمم کا طریقہ

قبلہ رخ ہو کر بسم اللہ پڑھے، پھر مسواک کرے پھر نماز فرض کو مباح کرنے کی نیت کرے اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مارے، چہرہ کے مسح کرنے کی ابتدا تک نیت کو دل میں حاضر رکھے اور اسی حالت میں چہرہ کا مسح کرے کہ نیت مقارن ہو پھر پورے

چہرے پر مسح کرے یہاں تک کہ اپنے ناک کے اگلے سرے اور لٹکی ہوئی داڑھی کو بھی شامل کرلے۔ پھر دوسری مرتبہ دونوں ہاتھ مار کر مشہور طریقے پر پہلے اپنے دائیں ہاتھ پھر بائیں ہاتھ پر پھیرے۔

وہ مشہور طریقہ یہ ہے کہ اپنے بائیں ہاتھ کی انگلیوں کے پیٹ کو (سوائے انگوٹھے کے) دائیں ہاتھ کی انگلیوں کی پیٹھ پر رکھ کر انگلیوں کو کلائیوں تک لے آئے' پھر انگلیوں کے سروں کو کلائی کے پکڑنے کی صورت میں ملاتے ہوئے کہنی تک لے جائے۔ اور اپنی ہتھیلی کو پھرا کر انگوٹھا اٹھاتے ہوئے دائیں ہاتھ کے پیٹ پر مسح کرے، جب بائیں ہتھیلی کلائی تک پہنچے تو اپنے بائیں انگوٹھے کے اندرونی حصہ سے دائیں انگوٹھے کے بیرونی حصہ پر مسح کرے، پھر اسی طریقہ سے بائیں ہاتھ کا مسح دائیں ہاتھ سے کرے اور ایک ہتھیلی کو دوسرے ہتھیلی سے مسح کرے اور ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے بیچ میں داخل کر کے خلال کرے۔

ایک سے زیادہ تیمم

اگر پانی کا استعمال ایک عضوِ وضو پر دشوار ہو تو ایک تیمم، دو اعضاء پر دشوار ہو تو دو اور تین اعضاء پر دشوار ہو تو تین تیمم واجب ہے ان تمام صورتوں میں صحیح جگہوں کو دھوئے اور تیمم کرے۔

اگر مرض صرف مکمل چہرے یا مکمل چہرے اور مکمل دونوں ہاتھوں یا مکمل تمام اعضاء

کو لاحق ہو تو ایک ہی تیمم کافی ہے اور اگر سر کے علاوہ باقی اعضاے وضو پر پانی کا استعمال دشوار ہو تو دو تیمم کریگا۔ ایک تیمم چہرے اور دونوں ہاتھوں کے لیے دوسرا دونوں پاؤں کے لیے کریگا۔ دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے لیے الگ الگ دو تیمم کرنا واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔ کیونکہ دونوں ہاتھ اور دونوں پیرد ایک ہی عضو کے مانند ہیں۔

جس عضو میں مرض ہے اُس عضو کو دھلتے وقت ہی تیمم کرے گا۔ کسی عضو کے صحیح حصہ کو دُھلنے اور اس کا تیمم کرنے کے بعد ہی دوسرے عضو کی طرف منتقل ہوگا۔ دھلنے اور تیمم کرنے کے درمیان کوئی ترتیب نہیں یعنی چاہے پہلے عضو کو دھولے پھر تیمم کرے یا پہلے تیمم کرے پھر عضو کو دھوے۔ البتہ تیمم کو مقدم کرنا افضل ہے تاکہ پانی مٹی کے اثر کو دور کردے۔ مذکورہ صورتیں وضو کرنے والے کے لیے ہیں۔ لیکن غسل کرنے والے کے لیے ایک ہی تیمم کرنا کافی ہوگا اگر چہ مرض شدہ اعضاء متعدد ہوں۔ غسل میں بدن کے صحیح حصے کے دھونے اور تیمم کرنے کے درمیان ترتیب ضروری نہیں ہے۔ لیکن مذکورہ بنیاد پر تیمم کو مقدم کرنا افضل ہے۔

تیمم اور اعادة

غیر مستور زخم یعنی ایسا زخم جس پر کوئی پٹی وغیرہ نہ ہوایسے زخم کا مسح پانی سے واجب نہیں۔ البتہ اگر یہ زخم اعضاے تیمم میں ہو اور مٹی سے مسح کرنا ممکن ہو تو اس پر مٹی سے مسح

کرنا واجب ہوگا اور اگر زخم پر پٹی باندھنے کی ضرورت ہو تو جس جگہ پٹی باندھی جا رہی ہوئی پٹی باندھنے سے پہلے اس عضو کو نجاست اور حدث سے پاک کرنا ضروری ہے۔ پھر بھی پاکی وضو، غسل یا ازالۂ نجاست کے لیے پٹی کو نکالنا واجب ہے جب کہ نکالنے میں نقصان کا اندیشہ نہ ہو اور اگر نقصان کا اندیشہ ہو تو پٹی کو نہ اُتارے اور وضو کرتے وقت اُس پٹی پر پانی سے مسح کرنا واجب ہے مٹی سے مسح کرنا واجب نہیں۔

اگر ایسا شخص تیمم کرے جس کے زخم میں بہت خون ہو یا اعضاے تیمم پر پٹی باندھی ہوئی ہو یا پٹی عضو کے درست حصے کو ضرورت سے زیادہ گھیرے ہوئے ہو تو ان تمام صورتوں میں تیمم کر کے نماز پڑھ لے لیکن پٹی اُتارنے کے بعد اِس حالت میں پڑھی ہوئی نمازوں کو دُہرانا ضروری ہے۔

اور اگر پٹی ضرورت سے زیادہ حصے کو گھیرے ہوئے نہ ہو تو اِس صورت میں وہ پٹی یا تو طہارت کی حالت میں باندھی گئی ہوگی یا ناپاکی کی حالت میں۔ اگر طہارت کی حالت میں باندھی گئی ہو تو اِس حالت میں پڑھی ہوئی نمازوں کو دہرانا واجب نہیں اور اگر حدث کی حالت میں باندھی گئی ہو تو نمازوں کو دہرانا ضروری ہوگا۔

جن جگہوں پر زیادہ تر پانی پایا جاتا ہے وہاں پر پانی کے نا ملنے کی وجہ سے تیمم کر کے نماز پڑھنے پر یا سخت ٹھنڈی کے سبب تیمم کر کے نماز پڑھنے پر پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ واجب ہے۔ یوں ہی وہ شخص جو گناہ کے ارادے سے سفر کر رہا ہو اور اس سفر میں تیمم کر کے نماز پڑھے تو اس نماز کا دہرانا واجب ہے۔

تیمم سے مباح ہونے والی چیزیں

جب کسی نے فرض نماز کی نیت سے تیمم کیا تو اس کو اس تیمم سے فرض عین ادا کرنا جائز ہے۔ اس کے علاوہ نوافل، جنائز، خطبۂ جمعہ (خطیب پر خطبہ اور نماز کے لیے الگ الگ تیمم واجب ہے) اور قرآن مجید وغیرہ چھونا بھی جائز ہے۔ اور اگر تیمم کے وقت نفل، یا صرف نماز یا نمازِ جنازہ کی نیت کی تو فرض عین کے علاوہ سب کچھ جائز ہے۔ یا نماز کے سوا کسی اور چیز کی نیت کی تو نماز کے علاوہ چیزیں جائز ہوگی۔

حدث اصغر کی وجہ سے تیمم کرنے والا اپنا وضو ٹوٹنے سے پہلے کسی دوسری فرض نماز کا ارادہ کرے تو اس پر صرف تیمم کا لوٹانا ضروری ہے۔ اور اگر تیمم کے بعد وضو ٹوٹ گیا تو اس پر تمام چیزوں جیسے صحیح اعضا کو دھونا پٹی یا پلاسٹر وغیرہ پر پانی سے مسح کرنا اور تیمم کو لوٹانا لازم ہے۔ اسی طرح جو جنابت والا ہو اور وہ تیمم کر کے نماز پڑھے پھر حدث لاحق ہونے سے پہلے کسی دوسری فرض نماز کو پڑھنا چاہے تو اس پر صرف تیمم کا لوٹانا ضروری ہے۔ اگر پہلے تیمم کے بعد محدث ہوا تو وضو کرے اور مسح و تیمم کو لوٹائے جب کہ وضو کے اعضاء میں مرض ہو ورنہ مسح کرنا واجب نہیں کیونکہ بدن پر پانی بہاتے وقت ہی مسح واجب ہو جاتا ہے۔ جب بدن کا تیمم باطل ہو جائے تب ہی بدن پر پانی بہانا واجب ہے اور حدث اکبر کی وجہ سے کیا ہوا تیمم حدث اکبر کے پائے جانے سے ہی ٹوٹتا ہے۔

مبطلات تیمم (تیمم کو توڑنے والی چیزیں)

الف) حدث اصغر یا اکبر کا لاحق ہونا۔ (حدث اصغر کو دور کرنے کے لیے تیمم کیا تو حدث اصغر کے

واقع ہونے سے ہی تیمم ٹوٹے گا، اگر حدثِ اکبر کو دور کرنے کے لیے تیمم کیا تو اس کے واقع سے ہی تیمم ٹوٹ جاتا ہے)

ب) مرتد ہونا۔

ج) مرض سے صحت یاب ہونا۔

د) غیر نماز میں پانی کی موجودگی کا وہم پیدا ہونا جب کہ اس پانی کے استعمال سے اسے کوئی ضرر نہ ہو۔

ہ) ایسی نماز کی حالت میں پانی کا پایا جانا جس کا اعادہ واجب ہے جب کہ اس پانی کے استعمال سے کوئی ضرر نہ ہو۔

نجاست کا بیان

لغت میں نجاست کا معنی گھن پیدا کرنے والی چیز ہے جیسے تھوک ، رینٹھ، بلغم وغیرہ اور اصطلاحِ شرع میں ایسی گھن والی چیز ہے جس کی وجہ سے نماز صحیح نہ ہو ہاں بعض صورتوں میں نجاست کو معاف رکھا گیا ہے جسے معفو عنہ نجاست کہا جاتا ہے۔ نماز پڑھنے سے پہلے نجاست کا زائل کرنا واجب ہے یونہی نجاست لگی ہوئی چیز کو اُس کے استعمال کرنے سے پہلے دُھونا واجب ہے۔ اور بدن پر یا پہنے ہوے کپڑے پر لگی ہوئی نجاست کو بغیر ضرورت کے ویسے ہی چھوڑے رکھنا حرام ہے لہٰذا بدن پر لگی ہوئی نجاست کو زائل کرنا اور کپڑے پر لگی ہوئی نجاست کو دھو کر زائل کرنا یا کپڑا اُتارنا واجب ہے ۔ یونہی کسی نے ایسی چیز پر نجاست لگائی جو غیر کی ملکیت میں ہو تو اُس پر اُس نجاست کا زائل کرنا واجب ہوگا۔

نیز جب میت سے نجاست خارج ہوئی تو اس کا ازالہ واجب ہے۔ اسی طرح مسجد، مصحف شریف، اور ہر معزز چیز کی نجاست کو زائل کرنا بھی واجب ہے۔

نجاست کی قسمیں

الف) فضلات کے علاوہ ایسی نجاستیں جن کا شمار جمادات میں ہو:

۱) ہر نشہ آور سیّال (بہنے والی) چیز۔

جیسے شراب جو انگور سے بنائی جاتی ہے اور نبیذ جو انگور کے علاوہ چیزوں سے بنائی جاتی ہے۔ اگر چہ ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو۔ خشک نشہ آور چیز جیسے گانجا، افیون، نشہ آور گھاس پاک ہے لیکن اتنا کھانا کہ اس سے نشہ پیدا ہو تو حرام ہے۔

ب) حیوان کی نجاست:

۲) کتا اور سور۔

ان دونوں میں سے ہر ایک کی اولاد اسی کے حکم میں ہے خواہ کسی بھی شکل میں ہو۔ اگر کوئی کتا یا سور کسی عورت پر غالب آیا اور اس عورت کا بچہ انسانی صورت پر پیدا ہوا تو وہ نجس ہے لیکن وہ معفو عنہ ہوگا اور نماز وغیرہ میں مکلف جیسا حکم نافذ ہوگا۔ اس کی امامت اس کو چھونا اور اس کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے اگر چہ اس میں تری (رطوبت) پائی جاے۔

فضلات کی نجاست

۳) مردار۔

سوائے انسان، مچھلی، ٹڈی، شکار کا جانور جس کو ذبح نہ کر سکا ہو اور مذبوحہ کے پیٹ کا بچہ جو مذبوحہ کے ذبح کرنے سے مرا ہو یہ تمام چیزیں نجس نہیں ہیں ان کے علاوہ دیگر تمام مردار نجس ہیں اگر چہ ان کا شمار ان حیونات میں ہو جن میں بہتا خون نہ ہو جیسے کہ مکھی، مچھر اور پسو وغیرہ۔ اسی طرح سے مردار کا بال، اس کی ہڈی، اور اس کی سینگ سب نجس ہے اگر چہ اس پر چربی نہ ہو۔

۴) **گوبر اور پیشاب**۔خواہ ایسے جانور کا ہو جس کا گوشت کھایا جاتا ہو۔

اگر کسی چوپایے نے کوئی دانہ لیدا، یا قئے کیا، اگر وہ سخت ہے تو مُتَنَجِّس ہے یعنی وہ دھو کر پاک ہو سکتا ہے۔ اور اگر نرم ہو تو نَجَس ہے یعنی جو دھو کر بھی پاک نہ ہو سکے۔ اور اگر دانے کے علاوہ کوئی دوسری چیز لیدا تو یہ دیکھا جائے گا کہ وہ چیز متغیر ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر متغیر نہیں ہوئی ہے تو وہ متنجس ہے اور اگر متغیر ہوئی ہے تو وہ نجس ہے اگر چہ اس میں تھوڑا سا تغیر ہوا ہو۔
عنبر نجس نہیں ہے بلکہ وہ تو ایک قسم کی سمندری گھاس ہے۔

۵) **مذی اور ودی**۔

مذی اور ودی نجس ہے۔ مذی وہ پتلا سفید یا پیلا پانی ہے جو زیادہ تر شہوتِ غیرِ قویہ کے وقت نکلتا ہے۔ ودی وہ سفید گدلا گاڑھا پانی ہے جو زیادہ تر پیشاب کے فوراً بعد یا وزنی بوجھ اٹھاتے وقت خارج ہوتا ہے۔

۶) **خون، پیپ اور صدید**

خون، پیپ اور صدید (خون ملا ہوا پیپ)

خون سے کلیجہ، تلی، مشک، بستہ خون، گوشت کا لوتھڑا، خون کے رنگ کا دودھ اور اس انڈے کا خون جو خراب نہ ہو مستثنیٰ ہیں، یہ سب پاک ہیں۔

۷) معدے کی قئے اور چوپایے کی جگالی۔

۸) پتّ اور رینگنے والے جانور کا زہر جیسے سانپ اور بچھو۔

وہ چیزیں جو کبھی کبھار نجس ہو جاتی ہیں

۱) **منی**: اگر وہ پاک جانور کی ہے تو پاک ہے ورنہ نجس۔

۲) **دودھ**: اگر وہ مأکول جانور یا کسی انسان کا ہے تو پاک ہے ورنہ نجس۔

۳) **سونے والے کا لعاب**: اگر اس کا معدے سے نکلنا یقینی طور پر معلوم نہ ہو تو پاک ہے ورنہ نجس۔

۴) **میت کا دودھ**: اگر میت انسان ہے تو پاک ورنہ نجس۔

۵) **زخم، چھوٹی اور بڑی چیچک کا پانی**: اگر تغیر نہ ہوا تو پاک ورنہ نجس۔

۶) **بلغم**: اگر غیر معدے سے خارج ہوا تو پاک ہے ورنہ نجس۔

۷) **جزء منفصل**: جس جانور کا مردار پاک ہے اس کا جزء منفصل بھی پاک ہے ورنہ نجس ہے۔

۸) **بال و پر**: اگر یہ دونوں ماکول جانور کی زندگی میں یا ذبح شرعی کے بعد جھڑے ہیں تو پاک ہیں ورنہ نجس۔

۹) **پسینہ**: اگر طاہر جانور کا ہے تو پاک ورنہ نجس ہے۔

۱۰) **انڈا:** اگر یہ زندہ جانور سے نکلا ہو تو مطلقا پاک ہے یعنی چاہے سخت ہو کر یا نرم ہو کر۔ اور اگر مردہ حیوان سے سخت ہو کر نکلا تو پاک ہے اور مردہ جانور سے نرم ہو کر نکلا تو ناپاک ہے۔

۱۱) **پاک جانور کا جھوٹا جس کا منہ نجس تھا:** اگر اس کا منہ ڈالنا اس کے منہ کی طہارت کے احتمال کے بعد تھا تو پاک ہے ورنہ نجس۔

۱۲) **بال، پر اور ہڈی:** اگر اس کی نجاست کا یقین نہ ہو تو پاک ہے ورنہ نجس ہے۔

۱۳) **فرج کی تری:** اگر فرج کے ظاہری یا اس کے باطنی حصہ سے ہو تو پاک ہے ورنہ نجس ہے۔ یہاں عورت کی فرج کے باطنی حصے سے مراد عورت کی شرمگاہ کا وہ حصہ ہے جہاں تک جماع کرنے والے کا ذکر پہنچتا ہے اور ظاہری حصے سے مراد عورت کی شرمگاہ وہ حصہ ہے جو پاخانے کے لیے بیٹھنے پر ظاہر ہوتا ہے۔ ان دونوں حصوں کی تری پاک ہے۔ اب رہا عورتوں کی شرمگاہ کے اندر کا وہ حصہ جہاں تک جماع کرنے والے کا ذکر نہیں پہنچتا اس حصے کی تری ناپاک ہے۔

معاف نجاست کا بیان

۱) مطلقاً معفو عنہ:

الف) تھوڑی نجاست یا تھوڑا نجس بال یا پر، یا نجاست سے پیدا ہوا تھوڑا دھواں یا نجاستوں کا غبار یا اس کی تھوڑی بھاپ۔

ب) وہ نجاست جو مکھی کے پاؤں یا انسان کے علاوہ کسی جانور کی شرمگاہ پر یا بچہ، مجنون یا جگالی کرنے والے حیوان یا پرندے کے منہ پر ہو۔

ج) وہ نجاست جو معتدل نگاہ والے شخص کو نظر نہ آئے۔

مذکورہ بالا تمام صورتوں میں شرط لگائی جائے گی کہ وہ خود کے فعل سے آلودہ نہ کیا گیا ہو۔ اور نہ ہی وہ نجاست مغلظہ ہو یعنی اس کا تعلق کتے، سور سے نہ ہو۔ ساتھ ہی یہ شرط بھی لگائی جائے گی کہ وہ معفو عنہ نجاست پانی میں واقع ہونے سے پانی میں کوئی تغیر نہ ہو۔ اور اگر پانی کے علاوہ کسی ایسی چیز پر معفو عنہ نجاست لگ جائے جو تر ہو تو ایسی صورت میں اس نجاست کے معاف ہونے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

۲) وہ معفو عنہ نجاست جس کی رخصت پانی کے ساتھ خاص ہے:

الف) ان جانداروں کی بیٹ جن کی پیدائش پانی میں ہوتی ہے۔ جیسے مچھلی اور جونک۔

ب) ان جانداروں کی بیٹ جن کی پیدائش درختوں کے پتوں پر ہوتی ہو جب کہ ان سے پانی کو بچا نہ سکے۔

ج) عموم بلوی (جس سے بچنا مشکل ہو) کے وقت بیت الخلاء کے حوضوں میں چوہوں کی بیٹ۔

د) وہ مردار جس میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا جیسے جوں، مچھر، کھٹمل، مکھی، گبریلا، پسو، بچھو، چھپکلی، اور بھڑ۔ یہ مردار ہر بہنے والی چیز میں معاف ہے جیسا کہ تیل وغیرہ۔

۳) صرف کھانے میں معاف ہونے والی چیزیں:

الف) ایسا خون جو گوشت اور ہڈی پر باقی رہ جائے۔

ب) گاے سے روندے گئے دانوں پر اس کا پیشاب۔

پ) ماکول اشیاء میں رہنے والے کیڑے۔

مثلاً سیب، سرکہ اور اناج میں پیدا شدہ کیڑے خواہ مردہ ہوں یا زندہ، سیب وغیرہ کے ساتھ ان پیدا شدہ کیڑوں کا کھانا جائز ہے۔ گھی کی چیونٹی اس کے ساتھ کھانا جائز نہیں اس لیے کہ وہ سیب وغیرہ کے کیڑوں کی طرح گھی میں میں پیدا نہیں ہوتی۔

ج) بکری یا بکری جیسے جانور کے تھن پر لگی ہوئی نجاست جیسے گاے، بھینس وغیرہ۔

د) وہ نجاست جو چولہے کی راکھ سے اڑتی ہے۔

ہ) وہ نجاست جو چھوٹی مچھلی کے پیٹ میں موجود ہوتی ہے۔

یعنی مندرجہ بالا صورتوں میں مذکورہ معفوعنہ نجاست کے پائے جانے کے باوجود اوپر بتائی گئی چیزیں کھائی جاسکتی ہیں۔

۴) صرف نماز میں معاف ہونے والی چیزیں:

الف) ایسے جانور کا خون جس میں بہنے والا خون نہ ہو۔

ب) خود کا خون جیسے زخم، پھوڑے، پھنسی، پچھنا لگوانے، نشتر مارنے اور انجکشن لگانے کی جگہوں کا خون۔

پ) اجنبی کا تھوڑا خون۔

مذکورہ بالا تینوں چیزیں نماز میں معاف ہے بشرطیکہ خود کو خون سے آلودہ نہ کیا ہو اور اس خون میں خون کے علاوہ کسی دوسری چیز کی آمیزش نہ ہو۔ اور اگر خود کو خون سے آلودہ کیا یا خون میں کسی دوسری چیز کی آمیزش ہوئی اگرچہ پانی ہی کیوں نہ ہو تو نماز میں معاف نہ ہوگا۔ پہلی اور دوسری صورت میں زیادہ خون کے موجود ہوتے وقت یہ بھی شرط لگائی جاے گی کہ وہ اس کے خود کے عمل سے نہ ہوا اور نہ ہی اپنی جگہ سے متجاوز ہوا ہو اور اس کے بدن اور پہنے ہوے کپڑے میں ہی ہو۔ اور اگر وہ خود کے عمل سے ہو یا اپنی جگہ سے تجاوز کر گیا یا بدن پر لٹکا ہوے کپڑے میں ہو یا اس کے بستر پر ہو تو صرف تھوڑا خون ہی معاف ہوگا۔

ج) سوراخ سے نکلنے والا تھوڑا خون۔

جیسے کہ حیض، آنکھ' کان اور کان میں سے نکلا ہوا خون لیکن معدنِ نجاست سے نکلنے والا خون خواہ قلیل ہو یا کثیر، معاف نہیں ہے جیسے بچہ دانی یا پیشاب جمع ہونے کی جھلی سے نکلا ہوا خون۔

ح) راستہ پر تھوڑی نجاست جس کے متعلق یقین ہو کہ وہ نجس ہی ہے۔

خ) اپنے حق میں استنجاء کی جگہ۔ (یعنی کوئی ڈھیلے سے استنجاء کرے تو وہ خود نماز تو پڑھ سکتا ہے اگر کوئی اس کو لے کر نماز پڑھے تو نماز صحیح نہیں ہوگی)

د) مکھی اور چمگادر کی بیٹ اور ان کا پیشاب۔

ر) پرندے کی بیٹ۔

لیکن پرندوں کی بیٹ چار شرطوں کے ساتھ نماز میں معاف ہے: بیٹ کا نماز کی جگہ

میں ہونا، بدن اور کپڑے میں نہ ہونا، اس کا خشک ہونا، اس میں عموم بلویٰ (یعنی عام
طور پر جس سے بچنا مشکل) ہونا اور جان بوجھ کر اس پر پاؤں نہ رکھنا۔

س) مسوڑھے کا خون، جب کہ نماز میں نگلا نہ ہو۔

ط) مردہ مکھی کا نمازی کے کپڑے وغیرہ میں ہونا جب کہ اس سے بچنا مشکل ہو۔

ہ) بواسیر میں مبتلا شخص کے بواسیر کی رطوبت۔

ازالۂ نجاست

نجاست عین پاک نہیں ہوتی سوائے تین چیزوں کے: (۱) شراب جب کہ خود بخود
سرکہ بن جائے۔ ۲) مردے کی جلد جب اس کو دباغت دی جائے۔ ۳) عین نجاست
سے پیدا ہونے والا جانور جیسا کہ مردار سے پیدا ہونے والا کیڑا۔ حلال کیا ہوا جانور
متنجس کے حکم میں ہے۔ اس کا دھلنا ضروری ہے۔

نجاست کی تین قسمیں ہیں:

(۱) مغلظہ۔ (۲) مخفّفہ۔ (۳) متوسطہ۔

کتا، خنزیر اور کتے اور خنزیر کے ملاپ سے پیدا ہونے والے جانور کو نجاست مغلظہ
کہتے ہیں ان کی نجاستوں سے آلودہ ہونے والی چیز کو سات بار دھونے سے ہی طہارت
حاصل ہوتی ہے سات مرتبہ میں ایک بار پاک مٹی ملائے ہوئے پانی کا استعمال ضروری
ہے۔ اور مٹی ملائے ہوئے پانی کو سب سے پہلے استعمال کرنا بہتر ہے۔ نجاست کے
رنگ بو اور مزہ دور ہونے تک عدد کا شمار نہیں کیا جائے گا اگرچہ اس کو کئی مرتبہ دھویا جائے

لہٰذا جس مرتبہ دھونے پر نجاست کا اثر زائل ہو جائے اسے پہلی مرتبہ شمار کیا جائے گا۔
مثال کے طور پر کتے کا پاخانہ کپڑے میں لگ جائے اور اس کو سات مرتبہ دھویا پھر بھی
پاخانے کے اوصاف زائل نہ ہوئے ہوں تو مذکورہ سات مرتبہ دھونے کا کوئی
اعتبار نہیں۔ ہاں اگر آٹھویں مرتبہ دھوتے وقت نجاست کے اوصاف زائل ہو جائیں تو
آٹھویں مرتبہ کو پہلی مرتبہ شمار کیا جائے گا اور اس کے بعد اور چھ مرتبہ دھونا واجب ہوگا۔

ٹھہرے ہوئے کثیر پانی میں متنجس چیز کو چھ مرتبہ ہلانا کافی ہوگا یعنی سات مرتبہ
ہلانے کی ضرورت نہیں اس لیے کہ ڈبانے سے ایک مرتبہ کا دھونا حاصل ہو جاتا ہے۔ اور
بہتے ہوئے پانی میں متنجس چیز پر سات بہاؤ کا گزرنا کافی ہے۔ مٹی والی زمین کو پاک
کرنے کے لیے پانی میں مٹی ملانے کی ضرورت نہیں۔

جو چیز نجاست مخففہ سے نجس ہو یعنی اس شیر خوار بچہ کے پیشاب سے ناپاک ہو جس
کی عمر دو سال سے کم ہو اور دودھ کے سوا کوئی غذا نہ کھاتا ہو۔ اس پر پانی چھڑکنے سے وہ
چیز پاک ہو جاتی جب کہ پانی پیشاب کی جگہ کو گھیر لے۔ مغلظہ اور مخففہ کے علاوہ بقیہ تمام
نجاستیں متوسطہ ہیں۔

اگر متوسطہ نجاست سے کوئی چیز ناپاک ہو اور وہ متوسّطہ نجاست حکمی ہو یعنی اس کے
ذائقہ، رنگ یا بو کو حواس سے محسوس نہ کیا جاتا ہو تو اس پر ایک دفعہ پانی بہا دینا کافی ہے
جیسے کہ خشک پیشاب جس میں کسی صفت کا ادراک نہیں ہوتا۔

اور اگر کوئی چیز نجاستِ متوسطہ سے ناپاک ہو اور متوسطہ نجاست عینی ہو اور اس کے

رنگ، بو یا مزے کو محسوس کیا جاتا ہو تو عین نجاست اور اس کی صفات کو زائل کرنے سے ہی وہ چیز پاک ہوگی۔ اگر ازالہ نجاست صابون جیسی چیزوں پر موقوف ہو تو اس کا استعمال واجب ہے۔ رنگ یا بو کا باقی رہ جانے میں کوئی مضائقہ نہیں جب کہ اس کو دور کرنا مشکل ہو۔ اگر دونوں ایک ساتھ باقی رہے یا صرف مزہ باقی رہا تو وہ پاک نہیں ہوگا۔

نجاست کو پاک کرنے کی صورتیں

دو قلے سے کم پانی سے کسی چیز کو پاک کرنے میں یہ شرط ہے کہ پانی کو اس (متنجس) چیز پر بہایا جائے۔ اگر کسی نے کم پانی میں متنجس چیز کو ڈالا تو وہ چیز پاک نہ ہوگی بلکہ پانی بھی ناپاک ہوجائے گا۔ لیکن ناپاک برتن میں ایک مرتبہ پانی ڈال کر اس کے چاروں طرف گھمادینے سے برتن پاک ہوجائے گا جب کہ اس میں نجاست کا عین موجود نہ ہو۔ یہی حکم منہ کا حکم بھی ہے یعنی منہ میں پانی ڈال کر چاروں طرف گھمادینے سے منہ پاک ہوجاتا ہے منہ ناپاک ہوجائے تو غرغرے میں مبالغہ کرنا ضروری ہے تا کہ منہ کا تمام ظاہری حصہ دھل جائے۔

اگر قلتین سے کم ناپاک پانی میں دوسرا پانی ڈالنے سے دو قلہ کی مقدار کو پہنچ جائے تو وہ پانی پاک ہوگا۔ قلتین یا اس سے زیادہ پانی میں نجاست کی وجہ سے تغیر آجائے تو وہ ناپاک کہلائے گا لیکن اس کا تغیر خود بخود یا دوسرا پانی اس میں ڈالنے کی وجہ سے دور ہوجائے تو پانی پاک ہوگا۔ زیادہ پانی میں اگر بلی یا چوہے کا بال گر گیا تو وہ پانی پاک

ہے لیکن اس کو استعمال نہیں کیا جاسکتا اس لیے کہ ہر چلو اور ہر ڈول میں بال ہوسکتا ہے۔ مگر جب تک کسی چلو یا ڈول میں بال رہنے کا یقینی علم نہ ہو تو اس پانی کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ہر ڈول اور ہر چلو میں نجس بال آنے کی صورت میں مکمل بال نکلنے تک پانی کا نکالنا ضروری ہوگا۔

اگر کوئی نجاست مائع (بہنے والی) چیز میں گر جائے تو اس سیال چیز کو پاک نہیں کر سکتے۔ اگر گھی جیسی جمی ہوئی چیز میں گر جائے تو نجاست کو نکالے اور گھی کے اس حصہ کو بھی نکالے جو نجاست سے مس ہوا ہو۔ اس کے بعد برتن میں رہنے والی بقیہ چیز پاک ہے۔

جامد نجاست سے جب زمین کا کوئی حصہ ناپاک ہوجائے تو اس وقت تک پاک نہیں ہوگا جب تک کہ اس نجاست اور نجاست آلودہ مٹی کو زائل نہ کیا جائے۔ پھر اگر نجاست کی رطوبت رہ جائے تو اس پر ایک دفعہ پانی ڈالا جائے۔

اور اگر بہنے والی نجاست ہو اور زمین نے اس نجاست کو جذب کر لیا ہو تو اس پر ایک مرتبہ اتنا پانی بہایا جائے کہ اس پر غالب آجائے اگر زمین نے وہ نجاست جذب نہ ہوا تو عین نجاست کا زائل کرنا ضروری ہوگا۔ یعنی پانی ڈالنے سے پہلے عین نجاست کا زائل کرے پھر پانی ڈالے۔

قلیل متنجس کا غسالہ پاک ہے بشرط یہ کہ جدا ہوتے وقت نجاست کی جگہ پاک ہوئی ہو، غسالہ متغیر نہ ہو، اور اس کا وزن زیادہ نہ ہو۔

بیت الخلاء کے آداب

بیت الخلاء جانے والوں کے لئے مندرجہ ذیل امور سنت ہیں۔

۱) جوتے یا چپل پہننا۔ ۲) سر کو چھپانا۔

۳) ہر معظم چیز کو علاحدہ کرنا جس پر قرآن ہو یا کسی نبیؑ کسی فرشتہ یا دیگر معزز نام ہوں۔

۴) استنجاء کے لیے پتھر لینا اور اس کے لیے پانی تیار رکھنا۔

۵) داخل ہوتے وقت اپنے بائیں پاؤں کو پہلے رکھنا۔

۶) داخل ہونے سے پہلے یہ پڑھنا: **بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔**

۷) قضائے حاجت کرنے کے لیے اتنا دور جانا جہاں سے فضلہ خارج ہونے کی آواز سنائی نہ دے اور نہ ہی اس کی بو آے۔

۸) کسی ایسی چیز کو ساتر بنانا جس کے ذریعہ خود کو لوگوں کی نظروں سے اوجھل کرلے۔

۹) بلا حاجت کھڑے ہو کر قضائے حاجت نہ کرنا۔

۱۰) اونچی جگہ پر بیٹھنا۔ ۱۱) زمین سے قریب ہونے تک کپڑا نہ اٹھانا۔

۱۲) کسی ایسی جگہ قضائے حاجت نہ کرنا جس جگہ قضائے حاجت مکروہ ہے (اس کا ذکر عنقریب آے گا)۔

۱۳) قبلہ کی طرف رخ کر کے یا پیٹھ کر کے قضائے حاجت یا پیشاب نہ کرنا مگر جب کوئی آڑ ہو اور وہ آڑ اس شخص سے قریب ہو،اس وقت قبلہ رخ یا پیٹھ کر کے قضائے حاجت یا پیشاب کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔لیکن آڑ کے باوجود قبلہ کی طرف رخ یا

پیٹھ نہ کرنا سنّت ہے اور آڑ نہ ہونے کی حالت میں حرام ہے۔

۱۴) بلا حائل بیت المقدس کی طرف رخ یا پیٹھ نہ کرنا۔

۱۵) بغیر آڑ کے سورج اور چاند کی طرف رخ نہ کرنا۔

۱۶) بائیں پاؤں پر ٹیک لگا کر بیٹھنا۔ ۱۷) بغیر ضرورت باتیں نہ کرنا۔

۱۸) بلا حاجت اپنی شرم گاہ اور اس سے نکلنے والی چیز کو نہ دیکھنا۔

۱۹) اپنے ہاتھوں سے فضول کام نہ کرنا۔

۲۰) مسواک نہ کرنا۔ ۲۱) پیشاب میں نہ تھوکنا۔

۲۲) کھانے پینے کو ترک کرنا۔ ۲۳) زیادہ دیر نہ بیٹھنا۔

۲۴) پیشاب کے بعد استبرا کرنا۔یعنی چلنے، کھنکھارنے، یا پیچھے کے شرمگاہ سے لیکر ذکر کے سرے تک بائیں ہاتھ سے مسح کرنے کے ذریعہ سے ایسا اطمینان قلبی حاصل کرلینا کہ اب پیشاب کے قطرات خارج نہیں ہونگے۔

۲۵) کھڑے ہونے سے پہلے اپنی لنگی کو رفتہ رفتہ نیچے کرنا۔

۲۶) نکلتے وقت اپنے دائیں پاؤں کو پہلے نکالنا۔

۲۷) نکلنے کے بعد یہ دعا پڑھنا: **غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیْ الأَذٰی وَعَافَانِیْ۔**

وہ جگہیں جہاں قضائے حاجت مکروہ ہے

۱) دریا کے علاوہ ٹھہرے ہوئے پانی اور بہتے ہوئے کم پانی میں قضائے حاجت کرنا۔

۲) لوگوں کی اچھی بات کرنے کی جگہ قضاے حاجت کرنا۔

۳) لوگوں کے راستہ میں۔

۴) پھل دار درخت کے نیچے۔

۵) بلوں میں (سوراخ اور سرنگ)۔

۶) سخت جگہوں میں۔

۷) جس طرف سے تیز ہوا آرہی ہو اس رخ پر قضاے حاجت کرنا۔ پیشاب کے وقت اس طرف پیٹھ کرے جہاں سے تیز ہوا چلتی ہو اور پاخانہ کے وقت رخ کرے، تاکہ دونوں بدن پر نہ اڑے۔

۸) عظمت والی قبر کے نزدیک۔ اولیا، علما اور شہدا کی قبروں کے پاس پاخانہ اور پیشاب کرنا سخت مکروہ ہے۔ لیکن کسی نبی کی قبر کے پاس پیشاب و پاخانہ کرنا حرام ہے۔

۹) ایسے غسل خانے میں جس میں پانی بہنے کے لیے سوراخ نہ ہو۔

۱۰) مسجد کی دیوار کے پاس۔

وہ جگہیں جہاں قضاے حاجت حرام ہے

کسی کھائی جانے والی چیز پر، ہڈی پر، معزز چیز پر، محترم قبر پر، کسی نبی کے قبر کے پاس، مسجد میں، بغیر اجازت ایسے پھل دار درخت کے نیچے جو دوسرے کی ملکیت میں ہو، اسی طرح ایسی جگہ اور پانی میں جو دوسروں کی ملکیت میں ہو' پیشاب و پاخانہ کرنا حرام ہے۔ اور صحرا میں پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف رخ یا پیٹھ کرنا حرام

ہے جب کہ اس کی جہت میں کم از کم دو تہائی ہاتھ اونچی آڑ نہ ہو یا آڑ ہو لیکن پیشاب و پاخانہ کرنے والے شخص اور آڑ کے درمیان کا فاصلہ تین ہاتھ سے زائد ہو۔ ہاں اگر صحرا میں ہو دو تہائی ہاتھ یا اس سے لمبی آڑ، تین ہاتھ کے فاصلے یا اس سے کم فاصلے پر ہو تو قبلہ رخ ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا حرام نہیں اور بیت الخلا میں قبلہ رخ پیشاب اور پاخانہ کرنا مطلقا جائز ہے خواہ آڑ ہو یا نہ ہو۔

استنجا کے احکام

شرم گاہ سے خارج ہونے والی ہر گیلی نجاست کو پانی یا پتھر سے پاک کرنا واجب ہے۔ ایسی نجاست جو گیلی نہ ہو اسے صاف کرنا سنت ہے جیسے کیڑے اور مینگنی وغیرہ' ہوا خارج ہونے پر استنجاء کرنا مکروہ ہے' کھائی جانے والی چیزوں سے استنجا حرام ہے اور آب زم زم سے خلاف اولیٰ ہے۔ پتھر کی طرح ہر جامد طاہر غیر محترم چیز جو نجاست کو جذب کرنے والی ہو اس سے بھی استنجا درست ہے جیسے چمڑہ، اینٹ (پکی ہوئی مٹی) سے استنجا کرنا' سرکہ، مینگنی، بانس، اور روٹی سے استنجا درست نہیں۔

پتھر سے استنجا کرنے کی شرطیں

پتھر سے استنجا کرنے کی شرائط سات ہیں:

(۱) نکلی ہوئی نجاست سوکھ نہ جاے۔

(۲) نکلتے وقت منفصل نہ ہو اور نہ ہی محل خروج سے منتقل ہو جاے۔

(۳) صفحہ(۱) یا حشفہ سے تجاوز نہ کیا ہو۔

(۴) اس پر اجنبی چیز نہ لگی ہوئی ہو اگرچہ پانی جیسی پاک چیز ہو۔(۲)

(۵) تین مرتبہ مسح کرنا اگرچہ ایک ہی پتھر کے گوشوں سے ہو۔

(۶) ہر مرتبہ پورے محل نجاست پر پھیرنا۔(۷) پتھر کا محل نجاست کو صاف ستھرا کرنا۔

اگر تین پتھر یا تین ڈھیلوں سے بھی نجاست دور نہ ہو سکے تو زیادہ پتھر کا استعمال واجب ہے۔استنجاء کرنے والے پر استر خاء(۳) واجب ہے تاکہ دبر یا فرج میں نجاست کا اثر باقی نہ رہے۔ انگوٹھی پر اگر معظم نام ہو تو اسے استنجا کے وقت بائیں ہاتھ سے نکالے۔

---

۱) کھڑے رہنے پر سرین کا وہ حصہ جو آپس میں ملتا ہے۔ ۲) مگر اپنے پسینے کے ملنے سے کوئی حرج نہیں۔
۳) ڈھیلا پن۔ پیشاب کرنے کے بعد ایسا کام کرنا کہ اگر قطرہ رکا ہوا ہو تو اتر جائے۔

استنجاء کی سنتیں

استنجاء کی سنتیں یہ ہیں:

۱) اگر چھینٹیں پڑنے کا اندیشہ ہو تو قضاے حاجت کی جگہ پانی سے استنجا نہ کرنا۔

۲) پچھلی شرمگاہ کے دھلتے وقت بیچ والی انگلی پر اعتماد کرنا اور اس کو ملنا۔

۳) بائیں ہاتھ سے طہارت حاصل کرنا اور اس کو ملنا۔

۴) طاق عدد میں پتھر کا استعمال کرنا۔

۵) پانی سے استنجا کرتے وقت پہلے اگلی شرمگاہ کا دھونا، اور پتھر سے استنجا کرتے وقت پہلے پچھلی شرمگاہ کا استنجا کرنا۔

۶) پانی اور پتھر دونوں سے استنجا کرتے وقت پہلے پتھر سے کرنا پھر پانی سے کرنا اور اگر ایک پر اکتفاء کرنا ہو تو پانی سے طہارت حاصل کرنا بہتر ہے۔

۷) پتھر سے طہارت حاصل کرنے میں دائیں صفحہ(۱) کے اگلے حصہ سے شروع کرنا، پھر بائیں سے اس کے بعد صفحتین اور پورے مخرج میں پتھر کو پھرانا۔

۸) طہارت حاصل کرنے کے بعد یہ دعا پڑھنا: **اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَحَصِّنْ فَرْجِیْ مِنَ الْفَوَاحِشِ۔** اے اللہ میرے دل کو نفاق سے پاک کردے اور میری شرمگاہ کو برائی سے بچا۔

۱) سرین کا وہ حصہ جو کھڑے رہتے وقت آپس میں مل جاتا ہے۔

ستر عورت

''ستر عورت'' نماز کے شرائط میں سے ایک شرط ہے۔خواہ تنہائی میں ہو یا اندھیرے میں۔خارجِ نماز میں بھی ستر عورت واجب ہے۔ٹھنڈک حاصل کرنے، غسل کرنے اور کپڑے کو گندگی سے بچانے جیسی کسی چھوٹی سی ضرورت کے لیے تنہائی میں ستر کھولنا جائز

ہے۔ دوسروں کی ستر گاہ پر نگاہ کرنا حرام ہے۔ بلا حاجت غیر نماز میں خود کی ستر گاہ کو دیکھنا مکروہ ہے جب کہ نماز کے درمیان خود کی ستر گاہ پر نگاہ کرنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔

مردوں کا ستر نماز اور خارج نماز میں ناف اور گھٹنوں کا درمیانی حصہ ہے۔ اور تنہائی میں آگے اور پیچھے کا مقام۔ باندی کا ستر نماز میں ناف اور گھٹنوں کا درمیانی حصہ ہے جب کہ آزاد خواتین کا ستر چہرے اور ہتھیلی کے علاوہ سارا بدن ہے۔ غیر محرم کے سامنے آزاد خواتین اور باندیوں کا ستر سارا بدن ہے۔ محرم کے سامنے اور تنہائی میں ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے اور کافرہ عورتوں کے سامنے کام کاج کے وقت ظاہر نہ ہونے والے اعضا کا چھپانا ضروری ہے۔

ہر ایک کو اپنی ستر گاہ کا ایسے کپڑے سے چھپانا واجب ہے جس سے بدن کا رنگ بالکل ظاہر ہو۔ ایسا تنگ کپڑا جس سے دیکھنے والے کو عضو کی ہیئت معلوم ہوتی ہو جیسے تنگ پائجامہ ،پینٹ وغیرہ مردوں کے لیے خلاف اولیٰ اور مردوں کے علاوہ عورتوں اور خنثیٰ کے لیے مکروہ ہے۔

۱) ہاں اگر نیچے سے ظاہر ہوا تو کوئی حرج نہیں مگر نماز میں خواتین اپنے قدم کے نچلے حصے کو بھی ستر کرے کہ یہ واجب ہے۔

اوقات نماز کا بیان

۱) ظہر کا وقت: آفتاب ڈھلنے سے لے کر ایک چیز کا سایہ اسی چیز کی لمبائی کے برابر ہونے تک ہے لیکن اس چیز کا سایہ اصلی اس میں شمار نہ ہوگا۔

۲) عصر کا وقت ظہر کے آخری وقت سے شروع ہو کر پورا سورج غروب ہونے تک رہتا ہے۔

۳) مغرب کا وقت سورج ڈوبنے سے لے کر آسمان پر پھیلی ہوئی لالی کے ختم ہونے تک رہتا ہے۔

۴) عشاء کا وقت آسمان کی لالی ختم ہونے کے بعد سے لے کر فجر صادق تک ہوتا ہے۔

۵) ۔فجر کا وقت صبح صادق سے لے کر سورج نکلنے تک ہوتا ہے۔

ادا اور قضا

وقت شروع ہوتے ہی نماز واجب ہوجاتی ہے لیکن فوراً پڑھنا واجب نہیں بلکہ وقت ختم ہونے سے پہلے ادا کرنے کے عزم کے ساتھ اول وقت گزار کر پڑھنا جائز ہے۔ اگر وقت میں اتنی ہی وسعت ہو کہ جس میں صرف مختصراً نماز پڑھ سکتے ہیں تو فوری طور پر نماز شروع کرے اس لیے کہ یہ واجب ہے۔

اگر کسی کی صرف ایک ہی رکعت وقت میں ہوئی اور باقی رکعتیں خارج وقت میں واقع ہوئی تو پوری نماز ادا میں شمار ہوگی لیکن بغیر عذر نماز کے مکمل حصہ کو وقت میں ادا نہ کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔ اور اگر کامل ایک رکعت وقت میں ادا نہ ہوئی تو نماز قضا ہوجائے گی۔ ہاں اس وقت گنہ گار نہیں ہوگا جب اس نے ایسے وقت میں نماز شروع کی کہ نماز وقت کے اندر ہی ادا کرسکتا تھا لیکن قرأت وغیرہ کو طول دینے کے وجہ سے سلام پھیرنے سے پہلے ہی وقت ختم ہوگیا اس صورت میں گنہ گار نہیں ہوگا چونکہ وہ جائز۔ ہے لیکن جمعہ کا حکم اس سے جدا ہے۔ اور نماز کا وقت تنگ ہونے کی صورت میں

قرائت وغیرہ کو طول دینا ناجائز ہے یوں ہی جمعہ کی نماز کو اس طرح طول دینا کہ اس کا حصہ وقت سے باہر آجائے تب بھی ناجائز ہے۔ پوری نماز کو وقت میں پانے کے لئے صرف ارکان نماز پر اختصار کرنا سنّت نہیں بلکہ سنّتوں کو بھی ادا کرنا بہتر ہے اگرچہ اس کی وجہ سے نماز کا بعض حصّہ وقت سے خارج ہو۔

اول وقت میں نماز

اول وقت میں نماز پڑھنا سنت ہے اور جماعت ملنے کا یقین یا ظن ہو تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے اول وقت سے تاخیر کرنا سنّت ہے جب کہ وقت تنگ نہ ہو ورنہ حرام ہے۔ وقوفِ عرفہ پانے کے لئے، ڈوبنے والے یا قیدی کو بچانے کے لیے، کسی پر حملہ کرنے والے کو روکنے کے لئے اور ایسی میت کا جنازہ پڑھنے کے لیے جس کے پھٹنے کا خوف ہو تو نماز کو تاخیر کرنا واجب ہے۔ نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد نماز پڑھے بغیر سونا مکروہ ہے یہ اس صورت میں ہے جب وقت تنگ ہونے سے پہلے نیند سے جاگنے کا گمان ہو لیکن اگر بیدار ہونے یا کسی کے بیدار کرنے کا گمان نہ ہو تو نماز ادا کرنے سے پہلے سونا حرام ہے۔ ہاں اگر نیند غالب آجائے اور نماز کو صحیح طور سے ادا نہ کرسکتا ہو تو سونا جائز ہے۔

وہ اوقات جس میں نماز پڑھنا حرام ہے

وہ نمازیں جن کے لیے اصلا کوئی سبب نہیں جیسے نفل مطلق اور نماز تسبیح یا وہ نمازیں جن کے لیے کوئی سبب ہو لیکن نماز پڑھنے کے بعد وہ سبب پایا جاتا ہو جیسے استخارہ کی دو رکعتیں اور احرام کی دو رکعتیں مذکورہ نمازوں کو نیچے دیے گئے پانچ اوقات میں پڑھنا حرم مکہ کے علاوہ دیگر تمام جگہوں میں مکروہ تحریمی (حرام) ہے۔ وہ پانچ اوقات یہ ہیں:

۱) نماز صبح ادا کرنے سے لیکر آفتاب ایک نیزے کے برابر بلند ہونے تک۔ (تقریباً پانچ ڈگری (طلوع ہوکر ۲۰ منٹ تک))

۲) طلوع آفتاب کے وقت حتی کہ سورج ایک نیزے کے برابر بلند ہوجائے۔

۳) نماز عصر کے بعد سے لےکر سورج غروب ہونے تک۔

۴) سورج پیلا پڑ جانے کے بعد سے لےکر سورج غروب ہوجانے تک۔

۵) یوم جمعہ کے علاوہ دوسرے دنوں میں استواء کے وقت حتی کہ سورج ڈھل جائے۔

ان اوقات مکروہ میں نماز درست نہ ہوگی۔ اگر کسی نے کسی نماز کو اوقات مکروہ میں پڑھنے کا عزم کیا تو ایسا کرنا حرام ہے، اور نماز صحیح نہ ہوگی اگرچہ سبب والی نماز ہو اور عذر کے بغیر نماز فوت ہوئی ہو۔ البتہ کسی نے کسی دن کی عصر کی نماز اسی دن سورج زرد ہونے کے بعد پڑھنے کا عزم کیا تو حرام نہیں ہوگا کیوں کہ عصر کا وقت سورج ڈوبنے تک رہتا ہے۔

استقبال قبلہ

خانہ کعبہ کے قریب رہنے والوں کو یقینی اور دور رہنے والوں کو ظنی طور پر عین قبلہ کی طرف منہ کرنا نماز کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے۔مگر سخت خوف کی نماز، اور مباح سفر میں پڑھی جانے والی نفل نماز میں نمازی کے لیے استقبال قبلہ شرط نہیں۔قبلہ میں خود کی معلومات ہی پر اعتماد کرے پھر قبلہ جاننے والے باوثوق شخص کے بتانے پر پھر خود کی تحری پر پھر قبلہ کے متعلق اجتہاد کرنے والے کی تقلید پر۔ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نماز پڑھنے والا اپنے سینہ سے قبلہ کا رخ کرے گا اور رکوع اور سجدے میں پورے بدن سے قبلہ کا رخ کرے گا، پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھنے والا اپنے چہرہ اور سینے کو قبلہ جانب رکھے گا اور چت لیٹ کر نماز پڑھنے والا پاؤں کے تلووں سے اور چہرے سے قبلہ کا رخ کرے گا۔

اگر کوئی شخص دشمن، سانپ، درندہ، سیلاب یا آگ جیسی کسی چیز کے خوف کی زیادتی کی وجہ سے بھاگ رہا ہو یا میدان جنگ میں دشمن سے مقابلہ کر رہا ہو تو ایسا شخص جس طرح اس سے ممکن ہو نماز پڑھے خواہ پیدل ہو یا سوار، قبلہ کی طرف رخ کر کے ہو یا پشت کر کے۔مسافر نفل نماز پیدل اور سواری پر پڑھ سکتا ہے لیکن وہ بلاضرورت عمل کثیر سے پرہیز کرے۔اور جان بوجھ کر کسی نجاست کو روندنے سے بچے۔

پیدل نفل نماز پڑھنے والا مسافر تکبیر تحریمہ، رکوع، سجود اور دونوں سجدوں کے درمیان جلوس کو قبلہ کی طرف رخ کر کے مکمل کرے گا۔اور قیام، اعتدال، تشہد اور سلام پھیرنے میں قبلہ رخ کرنا ضروری نہیں البتہ جس منزل کی طرف جانے کا ارادہ

برکاتِ شافعی — حصہ سوم

رکھتا ہے اس کے راستے کی جانب رخ کرنا ضروری ہے۔

سوار اگر بس اور کار جیسی سواری میں ہے تو صرف تکبیر تحریمہ میں قبلہ کی طرف رخ کرے گا جب کہ ایسا کرنا ممکن ہو اور رکوع اور سجدہ اشارے سے کرے گا۔اگر کوئی کشتی میں سوار ہو کر سفر کر رہا ہے اور اس میں استقبال اور اتمامِ ارکان ممکن ہو تو پوری نماز میں قبلہ کا استقبال کرنا اور ارکان کو صحیح طریقے سے ادا کرنا واجب ہے۔ہاں اگر کوئی کشتی چلا رہا ہے تو اس سمت رخ کر کے نماز ادا کرے جس سمت کشتی کا رخ ہے۔

فرض نماز پڑھنے والوں کو اپنے سفر میں ترک قبلہ، پے در پے تین یا اس سے زیادہ حرکت کرنا اور رکوع، سجدہ کے لئے اشارہ کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر سواری سے اترنے پر ایسے مشقت کا اندیشہ ہو جس کو عادتاً برداشت نہیں کیا جاسکتا ہے یا ساتھیوں سے پیچھے رہ جانے کا خدشہ ہو تو نوافل کی طرح اپنی حالت کے مطابق نماز پڑھے۔اور اگر استقبال قبلہ ترک کر دیا تھا یا ارکان کو مکمل نہیں کیا تھا تو بعد میں نماز کو لوٹائے۔

نماز کی شرائط پر قدرت نہ رکھنے والوں کی نماز کا حکم

حدث سے پاکی:

جو کوئی حدث اصغر یا حدث اکبر کو دور کرنے کے لیے کسی عذر کی وجہ سے پانی کا استعمال نہ کر سکے تو تیمم کرے۔اگر اس سے بھی عاجز ہو تو وقت کا احترام کرتے ہوئے حدث (ناپاکی) کے ساتھ فرض نماز ادا کرے پھر بعد میں لوٹائے۔

نجاست سے طہارت

جو اپنے بدن سے نجاست کو پاک کرنے سے عاجز ہو تو وقت کا احترام کرتے ہوئے نماز پڑھے پھر بعد میں لوٹائے یا کپڑے سے نجاست دور کرنے پر قادر نہ ہو تو برہنہ نماز پڑھے اور نماز کا اعادہ نہ کرے۔ لیکن ایسا شخص برہنہ نماز نہ پڑھے جو نجاست دور کرنے پر قادر ہے اگرچہ نجاست دور کرنے میں مصروف ہونے کی وجہ سے نماز کا وقت نکل جائے۔ اگر کسی کو نجس جگہ میں قید کر دیا گیا اور اس پر بچھانے کے لئے کو چیز موجود نہیں ہے تو اس جگہ اس طرح سے نماز ادا کرے کہ سجدہ کے لیے جھکے اور اپنی پیشانی کو نجاست پر نہ رکھے پھر بعد میں نماز لوٹائے۔

سترعورت (مخصوص اعضاء کا چھپانا)

اگر کسی کے پاس کپڑا نہ ہو تو مٹی، یا گھاس، یا پتّی وغیرہ سے نماز کے لیے اپنی ستر گاہ کو چھپانا اس پر واجب ہے۔ اگر کوئی ایسے کپڑے پر قادر ہو جس سے پورا ستر نہ کیا جا سکتا ہو تو جتنے پر قدرت رکھتا ہے اسی سے آگے اور پیچھے کی شرم گاہ کا ستر کرے اور اگر اتنا ہی ساتر ملا جس سے اگلی اور پچھلی شرم گاہ میں سے کسی ایک ہی کو چھپا سکتا ہے تو اگلی شرمگاہ کو چھپانا واجب ہے۔ اگر بالکل ساتر ہی نہ ملا تو بلا اعادہ برہنہ نماز ادا کرے۔

وقتِ نماز کی معرفت

جو شخص وقتِ نماز سے ناواقف ہو اور اسے کسی بھروسہ مند آدمی سے اس کی اطلاع بھی نہ ملی تو وہ اپنے یومیہ معمولات سے اجتہاد کرے مثلاً یہ سوچے کہ فلاں وقت کی نماز میرا کام مکمل ہو جاتا ہے آج وہ کام مکمل ہوا یا نہیں اگر مکمل ہوا ہے تو وقت داخل ہو چکا ہے۔ اور اگر نہیں ہوا تو وقت بھی داخل نہیں ہوا ہے۔ اگر یہ بات ظاہر ہوئی کہ اس کی نماز وقت سے پہلے ہوئی تو اعادہ کرے اگر یہ بات ظاہر ہوئی کہ وقت ہو چکا تھا تو اعادہ کی ضرورت نہیں۔ کسی چیز سے اس کی معرفت نہ کر سکا تو وقت کا احترام کرتے ہوئے اندازہ سے نماز پڑھے پھر بعد میں اعادہ کرے۔

استقبال قبلہ

اگر کسی کو سمت قبلہ کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا اور وقت بھی تنگ ہے تو جس سمت رخ کر کے نماز پڑھ سکے پڑھ لے پھر اعادہ کرے۔ اور جو شخص استقبال قبلہ سے عاجز ہو مثلاً مریض اور وہاں کوئی ایسا شخص بھی موجود نہیں جو اسے قبلہ رخ کر دے۔ اسی طرح کسی شخص کو جہت قبلہ کے علاوہ کسی دوسری سمت میں باندھ دیا گیا ہو تو ان صورتوں میں جس حالت میں ہو اس حالت میں نماز پڑھے پھر بعد میں اعادہ کرے۔

اذان واقامت کا بیان

اذان واقامت کی فضیلت:

اللہ تعالی نے فرمایا: وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحاً وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (سورہ فصّلت ۔ ۳۳)۔

ترجمہ: ’’اس سے اچھی کس کی بات ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں‘‘۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤذن کی آواز جہات تک جاتی ہے اور اسے جو جنات، انسان اور دیگر اشیاء سنتی ہیں تو یہ سب قیامت کے دن مؤذن کے حق میں گواہی دیں گی (بخاری) اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے سات برس ثواب کے غرض سے اذان دی اللہ تعالی اس کے لیے جہنم سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔ (ترمذی، اُبوداؤد، ابن ماجہ)۔

اسلام میں اذان کی ابتدا کب سے ہوئی؟

ہجرت کے پہلے سال اذان واقامت مشروع ہوئی وہ اس طرح کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ شریف میں مسجد تعمیر کرائی تو صحابہ کرام سے لوگوں کو نماز کے لئے اکٹھا کرنے کے طریقہ کار پر مشورہ فرمایا، تو بعض نے جھنڈا نصب کرنے، بعض نے بگل بجانے، بعض نے ناقوس بجانے، اور بعض نے آگ جلانے کا مشورہ دیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان باتوں میں سے کسی ایک سے بھی اتفاق نہ فرمایا چونکہ پہلا طریقہ اندھے،

خوابیدہ شخص، اور غافل کو فائدہ نہیں پہنچا تا۔ دوسرا یہودیوں کا طریقہ تھا۔ تیسرا عیسائیوں کا پہچان تھا۔ چوتھا مجوسیوں کا معمول تھا۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ نماز کے سلسلے میں بلانے کے لیے کسی شخص کو کیوں نہیں بھیج دیتے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے بلال کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کو نماز کے لیے آواز دو" تو حضرت بلال نے صدا لگائی "اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ" نماز کو حاضر ہو جاؤ۔

پھر ایک رات گیارہ صحابہ کرام نے خواب میں اذان واقامت سنی۔ ان میں سب سے پہلے حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور خواب میں جو کچھ دیکھا اور سنا بیان کردیا جب کہ ان کے بیان کرنے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی اتر چکی تھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک یہ خواب سچ ہے ان شاء اللہ۔ تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور جو کچھ تم نے دیکھا ہے بلال کو سناؤ تاکہ وہ اذان دے اس لیے کہ بلال کی آواز تم سے بلند تر ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کے اذان کی آواز سنی تو زمین پر اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے تیزی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: الحمد للہ کہ تمہارے خواب سے پہلے وحی اتر چکی ہے۔

اذان واقامت کے احکام

اذان واقامت ہر فرض نماز میں تنہا نماز پڑھنے والے کے لیے سنتِ عین اور

جماعت کے لیے سنتِ کفایہ ہے۔عورتوں اور ہجڑوں کے لیے اقامت سنت ہے لیکن ان پر اذان سنت نہیں ہے۔تنگیٔ وقت یا اس جیسے کسی سبب سے اگر کسی کو اذان واقامت میں سے ایک پر اختصار کرنا پڑا تو اذان دینا' اقامت سے اولیٰ ہے۔مسلسل کئی نمازیں پڑھنی ہیں تو پہلی کے لیے اذان اور باقی نمازوں میں ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ اقامت دیں۔

نفل نماز کی جماعت کے لیے" اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ" دو دفعہ پکارے وقت داخل ہوتے وقت ایک دفعہ اور ایک دفعہ نفل نماز کی جماعت شروع ہوتے وقت ،نماز فجر کے لیے دو اذانیں ہیں: آدھی رات گزرنے کے بعد ایک اذان اور دوسری اذان دخول وقت کے بعد اور جمعہ کے لیے دو اذانیں سنت ہیں: ایک دخول وقت کے بعد دوسری خطیب کے منبر پر چڑھنے کے بعد۔اذان دینا امامت کرنے سے بہتر ہے۔

نماز کے علاوہ کسی دوسرے مقصد کے لیے اذان دینا:

رنجیدہ شخص کے کان میں، مرگی زدہ کے کان میں، غصہ کی حالت میں رہنے والے شخص کے کان میں، انسان یا کسی جانور کے اخلاق برے ہوجانے پر ان کے کان میں، آگ لگنے پر اور جنّات وشیاطین کے مختلف شکلوں میں آکر ستانے پر اذان دینا سنت ہے۔نومولود بچے کے دائیں کان میں اذان دینا اور بائیں کان میں اقامت کہنا سنت ہے اور یوں ہی مسافر کے پیچھے اذان دینا بھی سنت ہے۔

برکاتِ شافعی حصہ سوم

شرائط اذان واقامت:

۱) اذان دینا کا مسلمان ،مرد اور ممیز ہونا ۔اور مقرر کیے گئے مؤذن کا مکلف، امانتدار، اور نماز کے وقتوں کی معلومات رکھنے والا ہونا۔

۲) فجر کی اذان کے علاوہ باقی نمازوں کی اذان کے لیے اس کے وقت کا داخل ہونا۔فجر کی اذان آدھی رات سے دی جاسکتی ہے۔

۳) اذان واقامت کا عربی زبان میں ہونا۔

۴) اذان واقامت کا ایک ہی شخص سے ہونا،(ایک نے حی علی الصلاۃ تک اذان دی اور دوسرے شخص نے اس کے آگے سے آخر تک اذان دی تو یہ کافی نہیں)

۵) اذان واقامت اور ان کے کلمات کے درمیان ترتیب ہونا۔

۶) اذان واقامت کے کلمات اور اقامت ونماز کے درمیان موالات۔

۷) منفرد کا خود کو سنائی دینا، اور جماعت کے لئے جہر کرنا۔

اذان واقامت کی سنتیں

۱) اذان واقامت پکارنے والوں میں سے ہر ایک کا پاک ہونا۔

۲) اذان واقامت پکارنے والوں میں سے ہر ایک کا عادل، نفل گذار، اونچی اور اچھی آواز والا ہونا، نبی کریم ﷺ کے مؤذنوں کی اولاد میں سے ہونا۔

۳) اذان کا اونچی جگہ مثلاً منارہ یا چھت پر ہونا۔اسی طرح اقامت کا بھی اونچی جگہ

پر ہونا جب کہ اس کی ضرورت ہو۔

۴) کھڑے ہونا اور چلنے کو ترک کر دینا۔

۵) استقبال قبلہ۔

۶) اگر جماعت کے لیے اذان دی جارہی ہو تو مؤذن اپنی شہادت کی دونوں انگلیوں کو کانوں کے سوراخ میں رکھے۔

۷) آواز بلند کرنا جبکہ جماعت قائم نہ ہوئی ہو۔منفرد کے لیے کم از کم اتنی آواز کہ خود سن سکے اور جماعت کے لیے اتنی آواز سے اذان واقامت کہے کہ ایک آدمی کے سننے سے بھی اونچی آواز ہو۔اور اکمل یہ کہ آواز زیادہ بلند رکھے۔

۸) اقامت کا اذان سے پست آواز میں ہونا۔

۹) اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا اور اقامت کے کلمات جلدی جلدی ادا کرنا۔

۱۰) ہر کلمہ کے آخر میں ٹھہرنا۔

۱۱) اذان میں دونوں تکبیروں کو ایک سانس میں کہنا، بقیہ کلموں میں سے ہر ایک کو علاحدہ علاحدہ سانس میں کہنا اور اقامت میں دو دو کلموں کو ایک سانس میں کہنا۔

۱۲) جب چھینکے تو اپنے دل میں **الحمد للہ** کہنا،سلام کا جواب دینے اور چھینکنے والے کے جواب میں **"یرحمک اللہ"** کہنے میں اذان سے فارغ ہونے تک تاخیر کرنا۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

۱۳) ترجیع کہنا۔(بلند آواز سے شہادتین کہنے سے پہلے پست آواز سے شہادتین کہنا)

۱۴) حیعلتین میں چہرہ پھیرنا، حی علی الصلوۃ میں دونوں مرتبہ دائیں جانب اور حی علی الفلاح میں دونوں مرتبہ بائیں جانب چہرہ پھیرنا۔

۱۵) صبح کی دونوں اذانوں میں حیعلتین کے بعد تثویب (الصلوۃ خیر من النوم) کا دو مرتبہ کہنا۔

۱۶) اذان واقامت کے درمیان آیۃ الکرسی پڑھنا۔

۱۷) مغرب کے علاوہ نماز میں اذان کہنے کے بعد اقامت کے لیے اتنی دیر تاُخیر کرنا جتنی دیر میں لوگ جمع ہو سکیں۔

۱۸) اذان اور اقامت کا ایک ہی شخص سے ہونا

۱۹) اذان دی ہوئی جگہ سے ہٹ کر اقامت دینا۔

۲۰) اقامت سے پہلے نبی ﷺ پر درود بھیجنا۔

۲۱) اذان واقامت کے بعد نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجنا پھر دعاے ماثورہ پڑھنا۔ سننے والے کے لیے بھی درود وسلام بھیجنا اور دعا پڑھنا سنت ہے۔

اذان واقامت کے بعد کی دعاے ماثورہ

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ آتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَارْزُقْنَا

شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔

اے اللہ! اس دعاے تام اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب ! ہمارے سردار محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور آپ ﷺ کو اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا تونے آپ ﷺ سے وعدہ فرمایا ہے۔ بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اذان سننے کے بعد کہے "اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ۔۔۔۔الخ" قیامت کے دن میری شفاعت اس کے لیے حلال ہوگئی۔ (بخاری)

مغرب اور اذان فجر کے بعد کی دعاء

مغرب کی اذان کے بعد پڑھے: اَللّٰهُمَّ هٰذَا اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَ اِدْبَارُ نَهَارِكَ وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْلِي اور فجر کی اذان کے بعد: اَللّٰهُمَّ هٰذَا اِقْبَالُ نَهَارِكَ وَاِدْبَارُ لَيْلِكَ وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْلِيْ کہنا سنت ہے۔

اذان واقامت کے مکروہات

ان دونوں میں تطریب (گانے کی طرز میں اور لحن کے ساتھ پڑھنا)، تمطیط (زیادہ کھینچنا)، اذان واقامت کے دوران بلا مصلحت تھوڑا سا کلام کرنا، بیٹھ کر اذان واقامت کہنا، چلتے ہوے کہنا، سواری پر سوار ہوکر کہنا، اور قبلہ کی طرف رخ کئے بغیر کہنا یہ تمام

باتیں مکروہ ہیں۔ محدِث کے لئے مطلقاً اور فاسق، غیر ممیز بچہ اور نابینا کو جماعت کے لیے اذان واقامت کہنا مکروہ ہے۔

اذان واقامت سننے کے آداب

اذان واقامت سننے والوں کے لیے اذان واقامت کا جواب دینا سنت ہے اگرچہ اذان واقامت کے بعض حصہ کو سنا ہو حتی کہ ترجیع میں بھی جواب دینا سنت ہے، خواہ وہ وضو کررہا ہو یا استنجا کررہا ہو یا عورت حائضہ ہو۔ لیکن جماع کرتے وقت' قضاء حاجت کرتے وقت، اور نماز پڑھتے وقت جواب دینا مکروہ ہے البتہ ان مصروفیات سے فارغ ہونے کے بعد جواب دینا سنت ہے۔ اگر یکے بعد دیگرے اذانیں ہوئیں تو سب کا جواب دینا سنت ہے۔ لیکن سب سے پہلے سنائی دینے والی اذان کا جواب نہ دینا مکروہ ہے۔

اذان واقامت کے جو کلمات مؤذن کہے سننے والا بھی مؤذن کے کہنے کے بعد ان کلمات کو دہرائے' مگر حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ کہے۔ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرِرْتَ کہے اور قَدْقَامَتِ الصَّلٰوةُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَ اَدَامَهَا وَجَعَلَنِيْ مِنْ صَالِحِي اَهْلِهَا کہے۔ اذان کے جواب کے لیے قرآن مجید کی تلاوت، ذکر اور دعا کو موقوف کردے۔

ارکان نماز

ارکان نماز چودہ ہیں:

۱) نیت:

ادا کی جانے والی فرض نماز میں خواہ فرض کفایہ ہو خواہ نذر والی نماز ہو ان نمازوں میں نماز پڑھنے کا قصد، تعین اور نماز کی فرضیت کی نیت کرنا واجب ہے اور وقت یا سبب سے مقید نفل نماز جیسے رواتب اور کسوف کی نماز' ان نمازوں میں نماز پڑھنے کا قصد اور تعین واجب ہے۔ نفل مطلق میں صرف نماز پڑھنے کا قصد کرنا واجب ہے۔ دوسری نمازوں میں داخل ہونے والی نمازوں مثلاً تحیۃ المسجد اور وضو کی دو رکعت کو نفل مطلق ہی سے ملحق کر دیا جائے گا۔ جیسے تحیۃ المسجد یا تحیۃ الوضو جیسی نمازوں کو دوسری نمازوں کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں۔ ان نمازوں کو پڑھتے وقت طلب ساقط ہونے کے لیے نیت میں صرف نماز پڑھنے کا قصد کرنا کافی ہے، دراصل یہ نمازیں مقید میں شامل ہیں لیکن نیت کے معاملہ میں صرف فعلِ نماز کا قصد کرنا کافی ہونے کی وجہ سے مطلق نمازوں میں ملحق کر دی گئ ہیں۔

۲) تکبیر تحریمہ:

بغیر کسی کمی اور زیادتی کے ''اللہ اکبر'' کے لفظ سے تکبیر تحریمہ کہنا یعنی ایسی کوئی کمی زیادتی نہ ہو جس سے معنی بدل جائے۔ ''اللہ اکبر'' کو نماز کے ابتدا میں رکھا گیا تا کہ

برکاتِ شافعی — حصہ سوم

نمازی کے ذہن میں اپنے رب کی عظمت حاضر رہے یہاں تک کہ اس ذات کی ہیبت قائم ہو اور نماز خشوع وخضوع کے ساتھ مکمل ہو، اور نماز میں تکبیر کو بار بار لایا گیا تا کہ پوری نماز اللہ کی عظمت، اس کی ہیبت اور خشیعت کے ساتھ قائم ودائم رہے۔

واجباتِ تکبیر تحریمہ یہ ہے کہ وہ نیت کے ساتھ ملی ہوئی رہے اور خود سن سکے جب کہ کوئی عذر نہ ہو۔

۳) کھڑے ہونے کی استطاعت رکھنے والے کا فرض نماز کے لیے کھڑا رہنا:

اپنے پیٹھ کی ہڈی کو برابر کرے۔ اتنا نہ جھکے کہ اقل رکوع کے قریب ہو جائے اور اتنا ٹیڑھا بھی نہ ہو جسے قیام نہ کہا جا سکے۔ نفل نماز پڑھنے والے کے لیے قیام وقعود پر قدرت رکھنے کے باوجود بیٹھ کر، پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھنا جائز ہے لیکن اسے رکوع وسجود اشارے سے جائز نہیں جیسا کہ پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھنے کے امکان کے ساتھ چت لیٹ کر نماز صحیح نہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی وہ افضل ہے اور جس نے بیٹھ کر نماز پڑھی اس کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کا آدھا ثواب ہے اور جس نے پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھی تو اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا آدھا ثواب ہے۔ (بخاری)

نماز کے ارکان میں قیام افضل رکن ہے پھر سجدہ، پھر رکوع پھر تمام ارکان۔

۴) سورۂ فاتحہ پڑھنا: مسبوق کی رکعت کے علاوہ امام ومقتدی کی تمام رکعتوں میں فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔

واجبات فاتحہ:

الف) فاتحہ کا مکمل قیام میں ہونا۔

ب) فاتحہ کے تمام حروف خود کو سنائی دینا۔

ج) فاتحہ کا عربی زبان میں ہونا۔

ح) اس کے حروف، مخارج اور تشدیدوں کی رعایت کرنا۔

خ) ایسی غلطی نہ ہونا جس سے معنی بدل جاتا ہو۔

د) موالات (پے در پے) ہونا۔

ط) اس کے کلمات اور آیات کا ترتیب وار ہونا۔

ظ) قرّاء نے جس مد اور ادغام وغیرہ کے وجوب پر اتفاق کیا ہے اس کو بجالانا۔

کسی نے ایک حرف کو حذف کردیا یا اسکو دوسرے حرف سے بدل دیا یا تشدید والے حرف کو بغیر تشدید کے پڑھا، یا اعراب میں ایسی غلطی کی جو معنی کو یکسر بدل دیتی ہو مثلاً اَنْعَمْتَ کی تاء کو زیر یا پیش۔ یا اِیَّاکَ کے کاف کو زیر پڑھا یا ترتیب میں غلطی کی تو اس کی نماز باطل ہوگئی جب کہ اس کی حرمت کو جانتے ہوئے اور قصداً کیا ہو ورنہ ان کلمات کی قراءت باطل ہوگی۔ اگر وقفہ زیادہ نہیں ہوا ہے تو ان کلمات اور اس کے بعد والے کو لوٹائے ورنہ فاتحہ دوبارہ پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔

ایک سانس لینے سے زیادہ وقفہ یا کھانسی یا چھینک کا غلبہ ہونے جیسے عذر کے بغیر بلا

وجہ زیادہ وقفے سے موالات منقطع ہوجاتا ہے۔ طویل سکوت یا ایسی اجنبی شئ کے خلل انداز ہونے سے جس کا تعلق نماز سے نہ ہو مثلاً سورۂ فاتحہ کے علاوہ کوئی دوسری آیت سورۂ فاتحہ کے درمیان میں پڑھنا یا چھینکنے والے کا جواب دینا تو ایسی صورتوں میں سورۂ فاتحہ کا لوٹانا واجب ہوگا۔ لیکن امام کے فاتحہ پر آمین کہنے، امام کے ساتھ سجدہ تلاوت کرنے، دعاء کرنے، قراءت میں توقف کرنے پر امام کو لقمہ دینے جیسی نماز سے تعلق رکھنے والی کسی چیز کو سورۂ فاتحہ کے درمیان لانے سے فاتحہ کو دہرانا واجب نہیں۔

۵) رکوع:

اقل رکوع یہ ہے کہ سامنے کی طرف اتنا جھکے کہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں تک پہنچ سکے اور اکمل رکوع یہ ہے کہ اس کے مندوبات کو بجالائے۔

رکوع صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ رکوع کے لیے جھکتے وقت رکوع کے علاوہ کوئی دوسرا ارادہ نہ ہو۔

۶) اعتدال:

رکوع سے پہلے والی کیفیت کی طرف لوٹنے کو اعتدال کہتے ہیں۔ اعتدال صحیح ہونے کے لیے رکوع سے اٹھتے وقت اعتدال کے سوا کسی اور چیز کا ارادہ نہ ہو۔

۷) سجود:

ہر رکعت میں دو مرتبہ ہے۔

سجدے کے واجبات:

الف) سجدہ کے لیے جھکتے وقت سجدہ کے علاوہ کسی اور چیز کا قصد نہ کرے۔ اگر کوئی اوندھے منہ زمین پر گر پڑا تو اعتدال کی طرف لوٹنا واجب ہے۔ پھر نئے سرے سے سجدہ کرے۔

ب) کسی ایسی چیز پر سجدہ نہ کرے جو خود کے اٹھنے بیٹھنے سے حرکت ہوتی ہو اور اس چیز کو اس نے پہنا یا اٹھایا ہو یا اس کے بدن سے ملی ہوئی ہو۔ جیسے عمامہ کا شملہ۔

ج) جب کوئی عذر نہ ہو تو اپنے سرین کو سر سے اونچا رکھنا۔

د) پیشانی کے بعض حصہ کو کھلا رکھے اور اسے زمین پر رکھ کر اتنا دبائے کہ سر کا وزن زمین پر ہو، دونوں گھٹنے، دونوں ہتھیلیوں کے پیٹ اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پیٹ زمین سے لگے رہیں۔

۸) دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا:

واجب ہے کہ جلوس سے اٹھنے کے علاوہ کسی اور چیز کا قصد نہ ہو۔ اگر کسی چیز سے گھبرا کر اٹھا تو وہ جلوس کے لیے کافی نہیں ہوگا۔ (اس لئے وہ دوبارہ سجدہ کرے اور جلوس کے قصد سے اٹھے)

۹) طمانیت:

اس طور پر کہ ہر رکوع، اعتدال، سجدے، اور دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں کسی قسم کی حرکت نہ ہو۔

۱۰) تشہد اخیر:

کم سے کم تحیات یہ ہے **"اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ سَلاَمٌ عَلَیْکَ أَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ سَلاَمٌ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ أَشْھَدُ أَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ"** ہے۔

مکمل تحیات یہ ہے **"اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَکَاتُ الصَّلَوٰاتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ أَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلاَمُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ أَشْھَدُ أَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ"**۔

تحیات کے واجبات: اس کے کلمات، حروف، تشدیدات، اور اعراب کی رعایت کرنا اور اس میں موالات قائم رکھنا۔ اتنی آواز سے پڑھنا جسے وہ خود سنے اور التحیات کا عربی میں ہونا۔

۱۱) تشہد آخیر کے بعد حضور ﷺ پر درود پڑھنا:

کم از کم **"اللھم صل علی محمد"** ہے۔ تحیات کے واجبات ہی درود کے واجبات ہیں۔

۱۲) تشہد، درود اور سلام کے لیے بیٹھنا:

۱۳) پہلا سلام پھیرنا:

کم سے کم سلام **"السلام علیکم"** ہے۔

واجبات:

الف) سلام پھیرتے وقت نماز سے فارغ ہونے کے سوا کسی اور چیز کا ارادہ نہ کرنا۔

ب) سلام اتنی آواز میں کہے کہ اگر کوئی مانع (شوروغل وغیرہ) نہ ہو تو خود سن سکے۔

پ) سلام پھیرتے وقت قبلہ سے اپنے سینہ کو نہ پھیرے۔

ج) ''السلام'' اور ''علیکم'' کے درمیان موالات قائم رکھے۔

د) السلام علیکم کہنے میں ایسی زیادتی یا کمی نہ ہو جو معنیٰ کو بدل دے۔

۱۴) ترتیب کا خیال رکھنا:

مذکورہ ارکان میں ترتیب کا لحاظ رکھے۔ اگر کسی رکن فعلی کو پہلے کیا، جیسے سجدہ کو رکوع سے پہلے کیا تو نماز باطل ہوجائے گی ہاں اگر سلام کے علاوہ کسی رکن قولی کو دوسرے رکن قولی یا رکن فعلی پر مقدم کیا تو نماز باطل نہیں ہوگی۔ لیکن جس رکن قولی کو پہلے پڑھ لیا اسے شمار نہیں کیا جائے گا۔ اگر چہ پہلے پڑھنے کی وجہ سے نماز باطل نہیں ہوگی البتہ اگر سلام پھیرنے کو مقدم کیا تو نماز باطل ہوگی۔ سنتوں میں سنت کا اعتبار کرنے کے لیے ترتیب شرط ہے۔

ارکان پر قدرت نہ رکھنے والوں کی نماز

تکبیر اور تمام ارکان قولی:

اگر کوئی شخص نماز کے کسی قولی رکن پر قدرت نہ رکھے جیسے کہ پیدائشی گونگا ہو تو اس سے وہ رکن قولی ساقط ہوجائے گا یا غیر پیدائشی گونگا ہے تو وہ اپنی زبان کو ہلائے اگر اس سے بھی عاجز ہو تو اپنے دل میں پڑھے۔ جو اس کو عربی میں نہیں پڑھ سکتا اس پر اس کا سیکھنا لازم ہے۔ اگر وقت تنگ ہو تو جس زبان میں چاہے ترجمہ کرے اور اگر سیکھنے میں

سستی کی ہے تو وقتی طور ترجمہ کرے پھر عربی زبان میں پڑھنا سیکھے اور نماز کو لوٹائے۔

سورۂ فاتحہ

جو سورۂ فاتحہ پڑھنے پر قادر نہ ہو تو اس پر کوئی دوسری سات آیتیں پڑھنا لازم ہے جن کے حروف فاتحہ کے حروف سے کم نہ ہوں۔ سورۂ فاتحہ کے کل حروف ایک سو چھپن ہیں۔ اگر اس سے بھی عاجز ہو تو سورۂ فاتحہ کے حروف کے برابر سات قسم کے اذکار پڑھے۔ اگر اتنا بھی نہ ہو سکے تو قرات فاتحہ کی قدر چپ کھڑا رہے۔ اگر بعض فاتحہ پڑھ سکتا ہے تو اسے اس کی جگہ میں پڑھے اور باقی کو قرآن کے دوسرے حصہ سے بدل دے جب کہ اسے اچھی طرح پڑھ سکتا ہو ورنہ ذکر پڑھے۔ اگر ذکر بھی اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا ہو تو فاتحہ میں سے جتنے حروف یاد ہیں ان کو دہرائے تاکہ مکمل فاتحہ کی مقدار کو پہنچ جائے اور اگر فاتحہ یاد نہیں اور دوسری آیتیں یاد ہیں تو دوسری آیتیں پڑھے ہاں اگر فاتحہ کی مقدار پہنچ نہ سکے تو ذکر کرے اور اگر ذکر اچھی طرح پڑھ نہیں سکتا تو انہیں آیتوں کو دوبارہ پڑھے تاکہ فاتحہ کی مقدار کو پہنچے۔ جو پیدائشی گونگا نہ ہو تو ایسا شخص سورۂ فاتحہ اپنی زبان کی حرکت سے ادا کرے کہ یہ اس پر لازم ہے۔ اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو دل ہی دل میں فاتحہ پڑھے۔

قیام:

جو بذات خود کھڑے ہونے پر قادر نہ ہو تو دوسروں سے مدد طلب کرے۔ اگر کوئی سہارا دینے والا نہ ہو یا اس پر قیام سخت دشوار ہو جس کو عموماً برداشت نہیں کیا جاسکتا تو بیٹھ کر نماز

پڑھے۔بیٹھ کر نماز پڑھنے میں ''افتراش'' کی حالت بہتر ہے، پھر حالت تربع پھر حالت تورک۔بیٹھ کر نماز پڑھنے میں اقل رکوع یہ ہے کہ اس کی پیشانی اس کے دونوں گھٹنوں کے سامنے ہو جائے اور اکمل یہ ہے کہ اسکی پیشانی محل سجود کے مدمقابل ہو۔

کوئی اگر بیٹھنے سے عاجز ہو تو دائیں پہلو کے بل لیٹ کر نماز ادا کرے۔بغیر عذر بائیں پہلو پر لیٹ کر نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔اور اگر بائیں پہلو پر لیٹنے سے بھی عاجز ہو تو اپنے پیٹھ کے سہارے چت لیٹ کر نماز پڑھے۔پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھنے والا اپنے بدن کے سامنے والے حصہ سے قبلہ کا رخ کرے۔چت لیٹ کر نماز پڑھنے والا چہرہ اور دونوں قدموں کے تلوے سے قبلہ کا رخ کرے اور رکوع وسجود کے لیے اپنے سر سے قبلہ کی طرف اشارہ کرے۔

رکوع:

اگر کوئی کسی مددگار کے بغیر یا اپنے کسی پہلو پر جھکے بغیر رکوع کرنے سے عاجز ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی مددگار کا سہارا لے کر یا اپنے کسی پہلو کی جانب جھک کر رکوع کرے۔اور اگر اقل رکوع تک جھکنے سے عاجز ہو تو جہاں تک ہو سکے رکوع کے لیے جھکے' یا بالکل جھک نہ سکے تو اپنے سر سے اشارہ کرے اور اگر سر سے بھی اشارہ نہ کر سکے تو اپنی آنکھوں سے اشارہ کرے اگر اس سے بھی عاجز ہو تو اپنے دل میں رکوع کرنے کا خیال کرے۔

اعتدال:

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

اعتدال سے عاجز ہونا قیام کے عاجز ہونے کی طرح ہے۔اگر کوئی کھڑے ہو کر اعتدال کرنے سے قاصر ہے تو بیٹھ کر پھر پہلو کے سہارے پھر چت لیٹ کر اعتدال کرے۔

سجدہ:

جو کوئی مرض کے سبب یا کشتی ایک طرف مائل ہونے کے سبب پچھلے حصہ کو اگلے حصہ سے اونچا اٹھانے پر قادر نہ ہو تو حسب قدرت سجدہ کرے لیکن کشتی مائل ہونے کی صورت میں نماز کا اعادہ کرے۔اور پیشانی کی پٹی کو نکالنا دشوار ہو تو ایسی صورت میں اس پٹی کے ساتھ سجدہ صحیح ہوگا اور نماز کا اعادہ واجب نہ ہوگا ہاں اگر پٹی کے نیچے غیر معفو عنہ نجس ہو تو نماز کا اعادہ واجب ہوگا۔

اگر اعضاء سجدہ میں سے کسی کو رکھنا دشوار ہو تو اس عضو کو رکھنے کی فرضیت ساقط ہو جائے گی اور جو صرف سر کے اگلے حصہ یا کنپٹی سے سجدہ کر سکتا ہے تو اس پر وہ واجب ہے۔یا صرف تکیہ پر پیشانی رکھ کر سجدہ کر سکتا ہے اور ساتھ ہی تنکیس بھی حاصل ہوتی ہے تو اس پر سجدہ لازم ہے۔اگر تنکیس حاصل نہیں ہوتی ہے تو تکیہ پر سجدہ لازم نہیں، صرف ممکنہ طور پر جھکنا کافی ہے۔

جلوس:

جو شخص دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے سے عاجز ہو یا تحیات اور درود وسلام پڑھنے کے لیے بیٹھنے سے عاجز ہو تو وہ اپنے پہلو کے بل لیٹے' اور اگر اس کی استطاعت نہیں ہے

تو پیٹھ کے بل چت لیٹ کر پڑھے۔

نماز کی سنتیں

نماز میں داخل ہوتے وقت کی سنتیں:

۱) خود کو دونوں خباثت (پاخانہ وپیشاب) سے پاک کرنا۔

۲) دل کو جملہ مشاغل سے فارغ کرنا۔

۳) نشاط وچستی سے نماز پڑھنا اور سستی سے دور رہنا۔

۴) عمدہ لباس زیب تن کرنا۔سفید افضل ہے۔

ازار یا پائجامہ، چادر، عمامہ، قمیص اور طیلسان (عمامہ کے اوپر ایک بڑا سا کپڑا) پہننا سنت ہے۔

۵) ایسی دیوار وغیرہ کی طرف متوجہ ہونا جس کی بلندی دو تہائی ہاتھ سے کم نہ ہو اور تین ہاتھوں سے زیادہ فاصلہ پر نہ ہوں۔اگر اس جیسی چیز نہ ملے تو زمین میں نصب کی ہوئی لکڑی کو سترہ بنائے اگر اس سے بھی عاجز ہو تو ایک مصلیٰ بچھائے اگر وہ بھی موجود نہ ہو تو اپنے سامنے تین ذراع عرض میں یا طول میں ایک لمبی لکیر کھینچ لینا۔طول میں کھینچنا اولیٰ ہے۔

نمازی اور اس سترہ کے درمیان گزرنا حرام ہے۔اگر کوئی شخص کسی کے منع کرنے کے باوجود جان بوجھ کر نمازی سے سامنے سے گزرے تو نمازی یا غیر نمازی کے لیے اس کا روکنا سنت ہے۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

۶) اذان واقامت کہنا۔

۷) ہر نماز کے لئے جگہ بدلنا، اگر جگہ نہ بدلے تو کلام یا سینہ پھیرنے کے ذریعے فصل کرے۔

۸۔تکبیر سے تھوڑی دیر پہلے سجدہ کی جگہ دیکھنا اور سر کو تھوڑا جھکا دینا۔

نماز میں سنتیں:

الف) نمازی کے قلب اور اعضاء میں خشوع وخضوع ہونا (یعنی نماز کے افعال کے علاوہ کوئی چیز دل میں نہ آنا اور اعضاء سے بے جا حرکت نہ کرنا)۔اللہ تعالی نے فرمایا:"قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ" بے شک مراد کو پہونچے ایمان والے جو اپنے نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔(سورہ مؤمنون:۲۰۱)۔

ب) قراءت وذکر میں غور وفکر کرنا۔

ج) پوری نماز میں سر کو تھوڑا جھکانا اور اپنے سجدہ کی جگہ کو دیکھنا مگر تشہد میں الا اللہ کہتے وقت دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کو اٹھا کر اس کی طرف دیکھنا۔

نیت کے مندوبات:

خدائے تعالی کی طرف نسبت کرنا، ادا یا قضاء، استقبال، تعداد رکعت کا اظہار کرنا اور زبان سے نیت کا تلفظ کرنا۔

تکبیر تحریمہ کی سنتیں:

الف) دونوں ہتھیلیوں کو کشادہ کرتے ہوئے اس کی انگلیوں کو جدا کر کے شانوں کے مد

مقابل اٹھانا، تکبیر اور رفع یدین کی ابتداء ساتھ ساتھ ہونا اور ان دونوں کی انتہاء بھی ساتھ ساتھ ہونا۔

ب) تکبیر کے راء کو جزم سے پڑھنا

ج) تکبیرات انتقال کی طرح امام کا اس کو بھی جہر کرنا۔

قیام کی سنتیں:

الف) دونوں قدموں کے درمیان ایک بالشت کی مقدار فاصلہ رکھنا۔

ب) تکبیر کے بعد دونوں ہتھیلیوں کو سینہ کے نیچے اور ناف کے اوپر بائیں ہاتھ کے گٹّھے کو دائیں ہاتھ سے پکڑے ہوئے رکھنا۔ اس طرح ہر رکعت میں رکھنا سنت ہے۔ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں وائل بن حُجر سے روایت بیان کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول خدا ﷺ کی معیت میں نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر سینہ کے نیچے رکھا۔

فاتحہ کی سنتیں:

فاتحہ سے پہلے دعاء افتتاح اور تعوذ پڑھے، فاتحہ کی ہر آیت میں وقف کرے، جب امام کی سورۂ فاتحہ ختم ہوا اور امام آمین کہے تو امام کے آمین کہتے وقت امام کے ساتھ مقتدی بھی آمین کہے، امام کی قرات کو سنے تو امام کے آمین کے ساتھ آمین کہے۔ اس کے بعد پہلی دو رکعتوں میں کوئی ایک آیت پڑھے۔ اگر چہ غیر فاتحہ کی بسم اللہ شریف ہو۔ تین آیات پڑھنا اولیٰ ہے۔ ایک لمبی سورت کا بعض حصہ پڑھنے سے ایک مکمل چھوٹی سورت

پڑھنا افضل ہے اگر چہ وہ لمبی سورت کی آیتیں زیادہ لمبی ہوں ہاں اگر ان بعض آیات کو پڑھنے کا مطالبہ شریعت میں ہو تو ان ہی کو پڑھنا افضل ہے جیسا کہ تراویح میں پورا قرآن پڑھتے وقت ہوتا ہے۔ مقتدی کا امام کے بعد فاتحہ پڑھنا، اگر چہ سری نماز میں ہو۔ جب امام قرأت کر رہا ہو تو دعاے افتتاح میں جلدی کرے۔ چھ جگہوں پر سبحان اللہ پڑھنے کی مقدار تھوڑا سا وقفہ کرے یعنی تکبیر تحریمہ اور دعاء افتتاح کے درمیان، دعاء افتتاح اور تعوذ کے درمیان، تعوذ اور بسم اللہ کے درمیان، فاتحہ مکمل ہونے کے بعد اور آمین کہنے کے درمیان، آمین کہنے اور سورہ پڑھنے کے درمیان، سورت مکمل ہونے کے بعد اور رکوع کے لیے تکبیر کہنے کے درمیان سبحان اللہ کی مقدار وقفہ کرنا سنت ہے۔ اگر کوئی مقتدی تیسری یا چوتھی رکعت میں امام سے پہلے فاتحہ سے فارغ ہو گیا تو اس کے لیے قرأت یا دعا میں مشغول ہو اور قراءت میں مشغول ہونا اولیٰ ہے۔

دعاے افتتاح:

تکبیر تحریمہ باندھنے کے بعد اگر پانچ شرائط پائی گئی تب دعاے افتتاح سنت ہے۔

الف) نماز جنازہ نہ ہونا۔ (یعنی نماز جنازہ کی تکبیر تحریمہ کے بعد دعاء افتتاح سنت نہیں)

ب) دعاے افتتاح شروع کرنے سے پہلے تعوذ یا قراءت شروع نہ کرنا۔

پ) دعاء افتتاح میں مشغول ہونے سے وقت فوت ہونے کا خدشہ نہ ہونا۔

ج) امام کے رکوع سے پہلے مقتدی کو فاتحہ کے بعض حصے کے چھوٹ جانے

کا اندیشہ نہ ہونا۔

د) حالت قیام میں امام کو پانا۔

جب یہ شرطیں پائی جائیں تو دعاے افتتاح پڑھے۔اگرچہ مقتدی نے اس وقت نیت پڑھی ہو جب امام کی سورۂ فاتحہ مکمل ہوچکی ہو اور امام آمین کہہ رہا ہو اور امام کے ساتھ اس نے آمین کہی ہو یا سورت چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو۔

دعاے افتتاح میں سب سے بہتر وہ ہے جس کو امام مسلم نے روایت فرمایا ہے۔وہ یہ ہے۔وَجَّهۡتُ وَجۡهِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡأَرۡضَ حَنِیۡفًا مُّسۡلِمًا وَّمَا أَنَا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ اِنَّ صَلاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ لَاشَرِیۡکَ لَهٗ وَبِذٰالِکَ أُمِرۡتُ وَأَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ۔

میں نے اپنے چہرہ کو پھیر لیا اس کی طرف جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا۔ اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔بے شک میری نماز اور میری عبادتیں اور میرا جینا و مرنا سب اللہ ہی کے لیے ہے جو ساری کائنات کا پالنہار ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کے لئے مجھ کو حکم دیا گیا ہے۔اور میں اسلام لانے والوں میں سے ہوں۔

وہ مسجد جس میں چند مخصوص لوگ ہی نماز پڑھتے ہو اور ان مخصوص لوگوں کے علاوہ دوسروں کو اس مسجد میں داخلے سے روک دیا گیا ہو ایسی مسجد ''محصورین کی مسجد'' کہلائے گی۔اور ایسی مسجد کا امام ''امام المحصورین'' کہلائے گا۔اور جو مسجد عام طور پر لوگوں کے لیے کھلی ہو اور ہر کوئی اس میں نماز پڑھ سکتا ہو تو اسے ''غیر محصورین کی مسجد'' یا

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

''مسجد مطروق'' کہا جائے گا اور اس کے امام کو ''امام غیر محصورین'' کہا جائے گا۔

محصورین کا امام کو اگر اس کے مقتدی لفظاً اجازت دے تو وہ نیچے دی ہوئی دعائیں بھی دعاے افتتاح کے ساتھ پڑھے گا۔اسی طرح تنہا نماز پڑھنے والا بھی دعاے افتتاح کے بعد نیچے دی ہوئی دعائیں پڑھے گا۔

اَللّٰهُمَّ بَاعِدۡ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدۡتَّ بَیۡنَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِیۡ مِنۡ خَطَایَایَ کَمَا یُنَقَّی الثَّوۡبُ الۡأَبۡیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اَغۡسِلۡنِیۡ مِنۡ خَطَایَایَ کَمَا یُغۡسَلُ الثَّوۡبُ بِالۡمَاءِ وَالثَّلۡجِ وَالۡبَرۡدِ (شیخان)۔

اے اللہ! جس طرح تو نے مشرق ومغرب کے درمیان دوری رکھی اسی طرح میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری فرمادے۔ اے اللہ ! جس طرح سفید کپڑا گندگی سے پاک کیا جاتا ہے اسی طرح مجھے میرے گناہوں سے ستھرا فرمادے۔اے اللہ! جس طرح کپڑا پانی، برف اور اولے سے دھلا جاتا ہے اسی طرح مجھے میرے گناہوں سے دھل دے۔

سورت:

تنہا نماز پڑھنے والے اور امام کا پہلی دو رکعت میں سورت پڑھنا سنت ہے یوں ہی اس مقتدی پر پہلی دو رکعت میں سورت کی تلاوت سنت ہے جو امام کی قرات نہ سن سکے تو وہ آہستہ سورہ پڑھے گا، اور ایسا مسبوق جو امام کی پہلی دو رکعت کو نہ پائے تو وہ اپنی پہلی

اوردوسری رکعت میں سورت پڑھے گا اوراگراپنی پہلی اور دوسری رکعت میں بھی سورت نہ پڑھ سکا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورت پڑھنا سنت ہے ۔پہلی رکعت میں دوسری رکعت سے طویل قراءت کرنا سنت ہے۔قرآن کی ترتیب کی مطابق پہلے آنے والی سورت کو پہلے اور بعد میں آنے والی سورت کو بعد پڑھے جب کہ پہلی رکعت میں پڑھی گئی سورت کے بعدوالی سورت لمبی نہ ہواگر ترتیب اور پہلی رکعت کی سورت کو لمبی کرنے کا معاملہ آپس میں متصادم (منافی) ہوجائے تو ترتیب کی رعایت کرنا اولیٰ ہے۔

صبح کی نماز میں سورہ "حجرات" سے سورہ "عمّ" تک جو سورتیں ہیں ان سورتوں میں سے کوئی ایک سورت پڑھے۔،ظہر میں سورہ ''حجرات'' سے سورۂ 'عمّ'' تک جو سورتیں چھوٹی ہوانہیں پڑھے۔عصروعشاء میں عمّ سے سورہ ضحیٰ تک جوسورتیں ہیں انہیں پڑھے بشرطیکہ منفرد ہو یا محصورین کی مسجد کا امام ہواور لمبی سورت پڑھنے کی اس امام کو اجازت بھی ملی ہو۔اورمغرب کی نماز میں سورہ ضحیٰ سے سورۂ ناس تک جوسورتیں ہیں ان صورتوں میں کوئی سورت پڑھے جمعہ اور جمعہ کی عشاء میں سورہ جمعہ اورمنافقون یاسَبِّحِ اسم ربک الاعلی اور هَلْ اَتٰکَ حدیث الغاشیة پڑھے،جمعہ کی صبح کی پہلی رکعت میں الم تنزیل یعنی سورہ سجدہ اور دوسری رکعت میں هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْر ،جمعہ کی مغرب میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص پڑھنا سنت ہے۔مسافر کے

لیے نماز فجر میں سورۂ کافرون اورسورۂ اخلاص پڑھنا سنت ہے خواہ وہ جمعہ کی فجر ہی کی نماز کیوں نہ ہواور کہا گیا ہے کہ مسافر کی تمام نمازوں میں سورۂ کافرون اورسورۂ اخلاص سنت ہے۔اسی طرح فجر اور مغرب کی نفل نماز،طواف کی نفل نماز،تحیۃ المسجد،نمازِ استخارہ اوراحرام کی نفل نماز میں بھی سورہ کافرون اورسورۂ اخلاص پڑھنا سنت ہے۔

وضو کی دو رکعت نفل کی پہلی رکعت میں "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاؤُکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا" اوردوسری رکعت میں "وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءً اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيمًا" پڑھے۔(سورہ النساء:۱۱۰)

اگرکسی نے پہلی رکعت میں متعینہ سورتوں میں سے ایک کوترک کردیا یادوسری رکعت کی سورۃ کوپہلی رکعت میں پڑھ دیا تو دوسری رکعت میں ان دونوں متعینہ سورتوں کو پڑھے۔اگر غیر معینہ سورت شروع کرے تو اسے روک کر معینہ سورت کو پڑھے۔تنگئ وقت میں معینہ سورتوں کے بعض حصے کو پڑھنے سے دو چھوٹی سورتیں مکمل پڑھنا بہتر ہے۔

رکوع کی سنتیں:

۱) رکوع کے لئے جھکتے وقت تکبیر کہتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو کاندھوں کے مقابل اٹھائے اور مکمل جھکنے تک تکبیر کو کھینچے۔

۲) پشت،گردن،اورسر کواس طرح برابر کرے کہ ایک تختی کے مانند ہوجائے۔

۳) اپنے گھٹنوں کو بالکل سیدھا رکھے اور دونوں کے درمیان ایک بالشت کی مقدار فاصلہ رکھے۔

۴) اپنے دونوں گھٹنوں کو کشادہ ہتھیلیوں سے پکڑے اور دونوں ہتھیلیوں کی انگلیوں کو جدا جدا رکھے۔ واضح رہے کہ جدا کرتے وقت انگلیوں کے سرے قبلہ سے نہ ہٹے۔

۵) رکوع میں ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ'' کہے، یہ تسبیح کم سے کم ایک مرتبہ ہے اور اس کا ادنی کمال تین مرتبہ ہے۔

محصورین کا وہ امام جس نے محصورین سے نماز کو لمبا کرنے کی اجازت حاصل کی ہو اسی طرح تنہا نماز پڑھنے والا یہ لوگ اکمل تسبیح گیارہ مرتبہ پڑھیں اور اسکے بعد یہ پڑھیں۔ "سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ" پھر یہ پڑھیں "اَللّٰھُمَّ لَکَ رَکَعْتُ وَبِکَ آمَنْتُ وَلَکَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَکَ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَمَخِّیْ وَعَظْمِیْ وَعَصَبِیْ وَشَعْرِیْ وَبَشَرِیْ وَمَا اسْتَقَلَّتْ بِهٖ قَدَمِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ"

۷) مرد اپنی کہنیوں کو پہلو سے اور اپنے شکم کو ران سے دور رکھے جب کہ عورت اور خنثیٰ ملائے رکھے۔

اعتدال کی سنتیں:

۱) رکوع سے اٹھتے وقت اپنے ہاتھوں کو کاندھوں کے مقابل لاتے ہوئے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے۔

۲) سیدھے کھڑے ہونے کے بعد کہے: "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْئُ السَّمٰوٰاتِ وَمِلْئُ الْأَرْضِ وَمِلْئُ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْئٍ بَعْدُ"۔

۳) منفر اسی طرح محصورین کا وہ امام جس نے محصورین سے نماز کو لمبا کرنے کی اجازت لفظاً حاصل کی ہو، ان دونوں کے لیے اس کا اضافہ کرنا سنت ہے۔ "اَھْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَکُلُّنَا لَکَ عَبْدٌ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔"

۴) دعاے قنوت۔

نماز صبح کے آخری اعتدال میں، اور رمضان کے آخری پندرہ شبوں کی وتر میں ان اذکار کے بعد جن کو اعتدال میں پڑھنے کا معمول ہو اپنے ہاتھوں کو مونڈھوں کے مقابل اٹھا کر قنوت پڑھنا مسنون ہے۔ یوں ہی مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو تو قنوت نازلہ بھی تمام فرض نمازوں میں جائز قرار دی گئی ہے۔ قنوت پڑھنے والا اور ہر دعاء مانگنے والا کسی شئ کے حصول کے لیے دعاء کرتے وقت ہتھیلی کا پیٹ آسمان کی طرف کرے اور شر کے دور کرنے کے لیے دعاء کرتے وقت ہتھیلی کی پشت کو آسمان کی طرف کرے۔ قنوت کے بعد دونوں ہاتھوں کو لٹکا ہوا چھوڑ دے۔

دعاے قنوت:

دعاے قنوت کسی بھی دعاء سے حاصل ہو جاتی ہے۔ جیسے کوئی ایک آیت پڑھنا جس میں دعاء ہو بشرطیکہ اس آیت کے پڑھنے سے دعا کا قصد ہو۔ سب سے بہتر وہ ہے جو

حضور اکرم ﷺ سے منقول ہے وہ یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِی فِیمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیمَا أَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلاَ یُقْضٰی عَلَیْکَ وَاِنَّهٗ لاَ یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلاَ یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی مَا قَضَیْتَ أَسْتَغْفِرُکَ وَأَتُوْبُ اِلَیْکَ۔

ترجمہ: اے اللہ! مجھے ہدایت دے ان کے زمرے میں رکھتے ہوئے جنہیں تو نے ہدایت دی، اور مجھے عافیت عطا فرما ان کے ساتھ جن کو تو نے عافیت دی، اور میری حفاظت فرما ان لوگوں کے ساتھ جن کی تو نے حفاظت کی ہے، اور مجھے برکت عطا فرما اس چیز میں جو تو نے عطا کی ہے، مجھے اس شر سے بچا جس کو تو نے مقرر کیا، بے شک تو حکم دیتا ہے تجھ پر کسی کا حکم نہیں چلتا، وہ شخص ذلیل وخوار نہیں ہوگا جس کا تو دوست ہے، وہ شخص عزت نہیں پائے گا جس پر تو نے دشمنی رکھی، اے ہمارے رب! تو برکت والا ہے تو بلند وبالا ہے۔ تیری ہی حمد ہے اس پر جسکا جو تو نے فیصلہ فرمایا ہے۔ میں تیری بخشش کا خواستگار ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ، ان کی آل اور ان کے اصحاب پر درود وسلام پڑھنا سنت ہے اور قنوت کے بعد چہرہ پر ہاتھوں کا پھیرنا سنت نہیں۔ امام دعائے قنوت کو لفظ جمع کے ساتھ بلند آواز سے پڑھے گا اور مقتدی دعا و درود میں بلند آواز سے آمین کہے گا۔ لیکن امام کے ساتھ مقتدی بھی ثنا پڑھے گا، امام ثنائے قنوت کو بلند آواز سے اور

مقتدی پست آواز سے پڑھے گا۔ قنوت میں جو فانک تقضی ولا یقضی علیک سے أستغفرک وأتوب الیک تک ہے وہ ثنائے قنوت ہے۔ مصیبت کے وقت پنجگانہ نماز میں وہی قنوت پڑھے جسے نماز فجر میں پڑھا جاتا ہے پھر اس کے اختتام پر اس مصیبت کے ختم ہوجانے کا سوال کرے۔

سجدے کی سنتیں:

۱) جھکتے وقت تکبیر انتقال پڑھنا۔

۲) اپنی ناک زمین پر رکھنا۔

۳) اعضا کے رکھنے میں ترتیب کا ہونا اس طرح کہ پہلے اپنے دونوں گھٹنوں، پھر ہتھیلیوں کو منڈھوں کے مقابل، پھر پیشانی اور ناک کو رکھے۔

۴) اپنے دونوں قدموں اور دونوں گھٹنوں کے درمیان ایک بالشت کی مقدار فاصلہ رکھے۔

۵) اپنے دونوں بازوؤں کو زمین سے اٹھائے ہوئے رکھے، مٹھی بند نہ کرے بلکہ انگلیوں کو آپس میں ملائے ہوئے قبلہ کی جانب رکھے۔

۶) دونوں قدموں کو کھڑا رکھنا اور اس کی انگلیوں کو قبلہ کی سمت میں رکھنا۔

۷) پیشانی کے علاوہ اعضائے سجود کا سہارا لینا (جبکہ پیشانی پر سہارا لینا واجب ہے)۔

۸) مرد کو گھٹنے کے علاوہ اعضائے سجود کا ظاہر کرنا۔

۹) آنکھوں کو کھولنا تا کہ نگاہیں سجدہ کرے۔

۱۰) مرد کا اپنی کہنیوں کو پہلو سے اور پیٹ کو ران سے جدا رکھنا جب کہ عورت اور خُنثٰی کا بعض اعضا کو بعض سے ملاے رکھنا۔

۱۱) سُبْحَانَ رَبِّیَ الأَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ پڑھنا۔ اقل تسبیح ایک مرتبہ اور ادنی کمال تین مرتبہ ہے۔

۱۲) منفرد اور محصورین کا وہ امام جس نے محصورین سے نماز کو لمبا کرنے کی اجازت حاصل کی ہو اکمل تسبیح گیارہ بار پڑھے پھر یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ لَکَ سَجدتُّ وَبِکَ آمَنْتُ وَلَکَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَصَوَّرَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ بِحَوْلِہٖ وَقُوَّتِہٖ تَبَارَکَ اللّٰہُ أَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ۔

اے اللہ! میں نے تیرے لئے سجدہ کیا، تجھ پر ایمان لایا تیری اطاعت کی، میرے چہرہ نے اس کے لیے سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا، اسے بہتر بنایا اور اپنی طاقت وقوت سے اس دیکھنے اور سننے کی قوت پیدا فرمائی۔ اللہ باعظمت اور بہترین خالق ہے۔

۱۳) منفرد اور مقتدیوں سے اجازت حاصل کیے ہوے محصورین کے امام کو سجدہ میں کوئی دعاء کا اضافہ کرنا' اس میں وارد دعاء یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرَضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَ بِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَأعُوذُبِکَ مِنْکَ لاَ نُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ أنْتَ کَمَا أَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِی کُلَّہٗ دِقَّہٗ وَجُلَّہٗ وَاَوَّلَہٗ وَآخِرَہٗ وَعَلاَنِیَّتَہٗ وَسِرَّہٗ۔

دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی سنتیں:

۱) سجدہ سے اٹھتے وقت تکبیر انتقال کہنا۔

۲) افتراش کی حالت میں بیٹھنا۔

افتراش یہ ہے کہ بائیں پاؤں کے ٹخنے پر بیٹھے اور داہنے پاؤں کے قدم کو کھڑا رکھ کر اس کی انگلیوں کے پور کو قبلہ رو کرے اس طور پر کہ اس کی پشت زمین سے لگی رہے۔

۳) ہتھیلیوں کو رانوں پر گھٹنوں کے پاس بچھاے ہوے رکھے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں ملی ہوئی قبلہ رو رکھے۔

۴) اس جلسہ میں پڑھے: رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ۔

۵) سجدے اور قعدے سے اٹھنے میں باطنی ہتھیلی کا سہارا لینا۔

تشہد، درود اور ان دونوں کے جلوس کی سنتیں:

۱) متورک بیٹھنا۔

مگر جب مسبوق ہو یا سجدہ سہو لائق ہوا ہو تو نماز کے تمام جلسہ کی طرح مفترش بیٹھے۔ تورک افتراش کی طرح ہے لیکن داہنے پاؤں کے نیچے سے اپنا بایاں پیر نکالے اور اپنی سرین کو زمین پر رکھے۔

۲) دونوں ہاتھوں کو بچھا کر گھٹنوں کے آخری حصہ پر رکھے۔ دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو بچھا کر ملی ہوئی قبلہ رو رکھے اس کے بعد دائیں ہاتھ کی مٹھی کرلے لیکن شہادت کی انگلی کو

بند نہ کرے بلکہ کھلے ہوئے اور لٹکے ہوئے رکھے اور انگوٹھے کو اس کے نیچے رکھے۔

۳) اِلاَّ اللّٰہُ کہتے وقت اپنے داہنے ہاتھ کے شہادت کی انگلی کو اٹھانا، شہادت کی انگلی کو اٹھاتے وقت نظروں کو سجدے کی جگہ سے ہٹا کر شہادت کی انگلی کی جانب کرنا، کھڑے ہونے تک یا سلام پھیرنے تک شہادت کی انگلی پر نگاہ برقرار رکھنا۔

۴) آپ ﷺ پر درود بھیجنے کے بعد آپ کی آل پر درود بھیجنا۔ اکمل درود یہ ہے: **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد۔**

ترجمہ: اے اللہ تو درود بھیج ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کی آل پر جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام پر درود بھیجا اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر اور برکت عطا فرما ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر، بے شک دونوں جہاں میں تو ہی سراہا ہوا بزرگ ہے۔

۵) تشہد اخیر اور درود کے بعد دعا پڑھنا، دعاے ماثورہ افضل ہے۔ دعاے ماثورہ میں سے چند دعائیں یہ ہیں۔

الف) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ

وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّی أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلاَّ أَنْتَ۔ (مسلم)

ترجمہ: اے اللہ مجھے بخش دے جو گناہ پہلے کے تھے اور جو بعد میں ہونے والے ہیں اور جو پوشیدہ کیا اور جو ظاہراً کیا اور جس میں حد سے گزرا۔ تو ہی مقدم اور تو ہی مؤخر ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

ب) **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ۔** (مسلم)

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور دوزخ کے عذاب سے اور جینے اور مرنے کے فتنہ سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے۔

مندرجہ بالا دعا سنت مؤکدہ ہے اس کو بعض علماء نے واجب کہا ہے۔

ج) **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَبِیْرًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلاَّ اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ اِنَّکَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمِ۔** (بخاری)

ترجمہ: اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت بڑا ظلم کیا ہے تیرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں ہے تو اپنی طرف سے میری مغفرت فرما بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

سلام کی سنتیں:

۱) نماز سے فارغ ہونے کے ارادے سے پہلا سلام پھیرنا۔

۲) دوسرا سلام پھیرنا جب تک کہ منافی نماز کوئی شئ عارض نہ ہوئی ہو جیسے کہ حدث،

اس صورت میں دوسرا سلام پھیرنا حرام ہے۔

۳) دونوں سلام میں "وَرَحْمَةُ اللهِ" کا اضافہ کرنا۔

۴) دونوں سلام میں چہرہ پھیرنا یہاں تک کہ پہلے سلام میں پیچھے نماز پڑھنے والوں کو اس کا دایاں رخسار نظر آئے اور دوسرے سلام میں بایاں رخسار۔

۵) قبلہ رو ہو کر دونوں سلام کا آغاز کرنا اور چہرہ کا پھیرنا مکمل ہوتے ہی سلام بھی ختم کرنا۔

۶) جلدی کرنا، سلام کو دراز نہ کرنا۔

۷) امام کے دونوں سلام پھیرنے کے بعد مقتدی کا سلام پھیرنا۔

۸) فرشتوں، مؤمن جن اور انسانوں پر سلام کی نیت کرنا، اور امام و مقتدیوں میں سے بعض کا بعض کے سلام کے جواب کی نیت کرنا۔ پہلے سے دائیں جانب والوں پر اور دوسرے سلام سے بائیں جانب والوں پر سلام کی نیت کرنا۔ دونوں سلام میں سے کسی ایک سلام سے پیچھے اور آگے والوں پر سلام کی نیت کرنا اور ان کے لئے پہلے سلام میں سلام کی نیت کرنا افضل ہے۔ اور نماز پڑھنے والے کے سلام کا جواب دینا خارج نماز والوں پر واجب نہیں، بلکہ سنت ہے۔

رکعتوں کے درمیان فاصل کرنے والی سنتیں

۱) سجدہ تلاوت کے علاوہ دوسرے سجدہ سے اٹھتے وقت سبحان اللہ کی مقدار جلسۂ

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

استراحت کرنا۔ اور اس میں سبحان اللہ کی مقدار سے بھی زیادہ وقت بیٹھنا مکروہ ہے۔ اور اقل تشہد کی مقدار سے زیادہ بیٹھنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۲) تشہد اول: چار اور تین رکعت والی نماز کی دوسری رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد ہے۔ تشہد اول کا اقل تشہد اخیر کا بھی اقل ہے اور اس کا اکمل تشہد، تشہدِ اخیر کا بھی اکمل ہے۔

۳) تشہد اول کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا۔

۴) تشہد اول اور درود و سلام کے لیے جلسۂ افتراش کرنا۔

دوران نماز پیش آنے والی سنتیں:

حالت نماز میں چھینکنے والے کا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھنا سنت ہے لیکن یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہنا سنت نہیں (یوں کہ اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے) یوں ہی ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا پھر سلام پھیرنے کے بعد لفظاً جواب دینا مسنون ہے۔ اور مقتدی کا امام کو لقمہ دینا مسنون ہے۔ سہو واقع ہونے پر امام کو یاد دلانے کے لئے اسی طرح گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرنے والے کو اجازت دینے کے لیے، اور اندھے وغیرہ کو خطرے سے آگاہ کرنے کے لیے، مرد کو تسبیح اور عورت کو تالی بجانا سنت ہے۔

تنہا نماز پڑھنے والا اگر جماعت پائے اور وہ تیسری رکعت میں کھڑا نہ ہو تو فرض کو نفل

میں تبدیل کرتے ہوئے دورکعت پڑھے اور سلام پھیرے کہ یہ سنت ہے ہاں اگر تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہونے کے بعد جماعت شروع ہوجاے اور نماز مکمل کرنے کے بعد جماعت میں شامل ہوسکتا ہےتو نماز مکمل کرے اور جماعت میں شامل ہوجاے اور اگرنماز کومکمل کرنے سے جماعت فوت ہونے کا اندیشہ ہے تو نماز کوتوڑ کر جماعت میں شامل ہوجائے کہ یہ سنت ہے۔ یہ اس وقت ہے جب کہ وقت کشادہ ہوورنہ بدلنااورتوڑنا حرام ہے۔

نماز میں آیتِ سجدہ پڑھنے پر ایک سجدہ کرنا، آیت رحمت پڑھنے پر طلب رحمت کرنا، آیت عذاب پڑھنے پر عذاب سے پناہ مانگنا سنت ہے۔

آیت **فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ** کے وقت **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ** اور آیت **اَلَیْسَ اللّٰہُ بِأَحْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ** کے وقت **بَلٰی وَ اَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ** کہنا سنت ہے۔

بعدنماز کی سنتیں:

نماز کے بعد ذکر ودعا پڑھنا سنت ہے۔فرض کے بعد پڑھی جانے والی سنت سے پہلے ہی ذکرودعا کرنا افضل ہے۔ اگر نماز کو جمع بین صلاتین کرے تو دوسری نماز سے فارغ ہونے کے بعد ذکرودعا کرے۔ وہ ذکر ودعا افضل ہے جو حدیث میں وارد ہے۔ذکرودعا کے متعلق بہت ساری حدیثیں آئی ہیں۔ان ہی احادیث میں سے ہے ایک روایت امام مسلم سے مروی ہے: آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جوشخص ہر نماز

کے بعد ۳۳/ بار اللہ کی تسبیح کرے، ۳۳/ بار اللہ کی حمد بجالاے اور ۳۳/ بار تکبیر کہے پھر ۱۰۰/سو کا عدد مکمل ہونے کے لیے **لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ** پڑھے تو اس کے گناہوں کو بخش دیا جائے گا اگر چہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہو۔اورترمذی کی روایت میں ان اذکار کے بعد لا الہ الا اللہ دس مرتبہ پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔اور امام ترمذی نے حضرت ابواُمامہ سے روایت فرمائی وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سی دعا زیادہ مقبول ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا شب کے آخری حصہ میں کی جانے والی اور فرض نمازوں کے بعد کی جانے والی دعائیں۔

ہرفرض نماز کے بعد سورہ فاتحہ، اخلاص، معوذتین، آیت الکرسی اور شَھِدَ اللّٰہُ پڑھنا سنت ہے۔دعا کے آغاز وآخر میں اللہ کی حمد بجالانا اور درود پڑھنا اور دعا کے اخر میں آمین کہنا سنت ہے۔دوران دعا دونوں ہاتھوں کو مونڈوں کے مقابل اٹھانا، دعا کے بعد دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنا، امام کی دعا سننے کی صورت میں مقتدیوں کا آمین کہنا، منفرد اور مأموم کا اللہ کا ذکر کرنے اور دعا کرنے میں قبلہ رو ہونا سنت ہے۔ امام کے لیے افضل ہے کہ اپنا داہنا رخ مقتدیوں کی طرف اور بایاں رخ قبلہ کی جانب کرے۔

مکروہات نماز

سنت کوترک کرنے میں منع وارد ہونے یا اس کے وجوب میں اختلاف ہونے کی وجہ سے نماز کی سنتوں میں سے کسی سنت مؤکدہ کوترک کرنا مکروہ ہے۔ رہا سنت موکدہ کے علاوہ سنتیں تو اسے ترک کرنا خلاف اولیٰ ہے۔

مندرجہ ذیل امور نماز کے مکروہات میں سے ہیں:

الف) نماز کے آغاز میں پائے جانے والے مکروہات:

۱) زور سے پیشاب، پاخانہ یا ریح آتے وقت اسے روک کر نماز شروع کرنا۔

۲) کھانے، پینے کی چیزوں یا بیوی موجود ہوتے وقت کھانے، پینے یا جماع کی طرف نفس مائل ہونے کے باوجود نماز شروع کرنا۔

۳) نیند کے غلبہ کے وقت نماز شروع کرنا۔

ب) قیام اور جلوس کے مکروہات:

۱) بغیر عذر کسی چیز سے ٹیک لگا کر نماز پڑھنا۔

۲) بغیر عذر ایک پیر کے سہارے کھڑا ہونا۔

۳) بغیر عذر قیام میں ایک پاؤں کو دوسرے سے آگے رکھنا۔

۴) قیام میں بلا عذر دونوں پاؤں کو ملا کر رکھنا۔

۵) اقعا یعنی کتّے کی طرح بیٹھنا۔

۶) جلسہ استراحت کو سبحان اللہ کی مقدار سے زیادہ لمبا کرنا۔

۷) جو دائیں پہلو کے بل نماز پڑھ سکتا ہو اس کا بلا عذر بائیں پہلو کے بل نماز

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

پڑھنا۔

۸) بلا عذر اپنی کمر پر ہاتھ رکھنا۔

ج) قراءت کے مکروہات:

۱) تعوذ یا سورت کو چھوڑ دینا۔

۲) فاتحہ پر سورت کو مقدم کرنا۔

۳) مقتدی کا امام کی قراءت سننے کی صورت میں قراءت کرنا۔

۴) پہلی دو رکعت میں اگرچہ سری نماز ہو، امام سے پہلے فاتحہ شروع کرنا۔

۵) جہاں قراءت میں جہر کیا جاتا ہے وہاں ''سر'' کرنا اور جہاں ''سر'' کیا جاتا ہے وہاں جہر کرنا۔

۶) شریعت نے جہاں ''جہر'' کرنے کا حکم دیا ہے اس جگہ جہر اتنا مبالغہ کرنا کہ سونے والے کو تکلیف ہو یا نماز پڑھنے والے کو تکلیف ہو۔ جب تکلیف سخت نہ ہو تو مکروہ ہے اور اگر تکلیف سخت ہو تو حرام ہے۔

ح) مکروہات رکوع وسجود:

۱) اقل رکوع پر اکتفا کرنا۔

۲) رکوع میں سر کو اٹھائے ہوئے یا پست کئے ہوئے رکھنا یعنی پیٹھ سے سر کو برابر نہ کرنا۔

۳) محصور مقتدیوں کی اجازت کے بغیر رکوع وسجود میں امام کا تین تسبیح سے زیادہ پڑھنا۔

۴) سجدے کے اعضا کو رکھتے وقت ترتیب مسنونہ کی مخالفت کرنا۔

۵) سجدہ میں ناک نہ رکھنا۔

خ) مکروہات اعتدال:

۱) ایسی نماز میں دعاے قنوت پڑھنا جس میں دعاے قنوت سنت نہیں۔

۲) دعاے قنوت میں یوں ہی ہر دعاے غیر ماثورہ میں امام کا خود کو خاص کرنا۔

د) مکروہات تشہد:

۱) تشہد اول کے بعد دعا کرنا۔ جب کہ وہ امام سے پہلے فارغ نہ ہوا ہو اور اگر پہلے فارغ ہوا تو دعا کرے۔

۲) تشہد اول کو لمبا کرنا۔

۳) تشہد میں اِلا اللّٰہ کہتے وقت بائیں ہاتھ کے کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا۔

۴) قعدۂ اخیرہ میں تحیات اور درود کے بعد دعاے ماثورہ کو ترک کرنا۔

۵) قعدہ اخیرہ میں دعاے ماثورہ کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا۔

۶) تشہد اخیر کے بعد امام کا اقل تشہد اور درود کی مقدار سے زیادہ مقدار یا اس کے برابر دعا کرنا۔

س) نماز کے دیگر مکروہات:

۱) بلاضرورت چہرہ کو اِدھر اُدھر پھیرنا اگر ساتھ میں سینہ بھی پھیر دے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

۲) آسمان کی طرف نظر اٹھانا۔

۳) ایسی چیز پر نگاہ کرنا جو نماز سے دھیان بھٹکا دے جیسے نقش والا یا تصویر والا کپڑا یوں ہی اس طرح کے کپڑے پر کھڑے ہو کر یا اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا۔

۴) مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ نماز پڑھتے وقت سامنے یا دائیں جانب لیکن مسجد میں کہیں بھی تھوکنا حرام ہے۔

۵) سر یا کاندھوں کا کھلا رکھنا۔

۶) اضطباع کرنا۔ اضطباع یعنی چادر کے بیچ کو دائیں کاندھے کے نیچے اور اس کے دونوں کناروں کو بائیں کاندھے کے اوپر باندھنا۔ جیسا کہ حج اور عمرہ میں طواف کے وقت پہنتے ہیں۔

۷) اس طرح پھونکنا جس سے نماز باطل نہ ہوتی ہو۔

۸) بغیر ضرورت بال یا کپڑے کو لپیٹنا۔

۹) بلاضرورت پیشانی کی گرد صاف کرنا۔

۱۰) بلا حاجت منہ پر اپنا ہاتھ رکھنا۔

۱۱) نجاست کے مقابل نماز پڑھنا۔

۱۲) اقل واجب پر اکتفاء کرنا (یعنی نماز کی سنتوں کو مکمل طور پر ترک کرنا)۔

ش) وہ جگہیں جہاں نماز ادا کرنا مکروہ ہے:

مطاف میں لوگوں کے گزرتے وقت، راستہ، مقبرہ، مزبلہ (یعنی کوڑا کرکٹ جمع

ہونے کی جگہ)، قربان گاہ، ایسی جگہ جہاں گناہ کیا جاتا ہو، کفار کی عبادت گاہوں، حمام، کپڑا بدلنے کے حمام، اونٹ کے پانی پی کر آرام کرنے کی جگہ اور ایسی وادی میں جہاں سیلاب آنے کا خدشہ ہو، اور کعبہ شریف کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ نبی، ولی، عالم اور شہید کی قبر پر تبرکاً یا تعظیماً نماز پڑھنا حرام ہے۔ یوں ہی غصب کردہ زمین پر نماز پڑھنا اور غصب کیے ہوے کپڑے میں نماز ادا کرنا حرام ہے۔

نماز کے ارکان میں شک کرنا

الف) نیت، تکبیر تحریمہ اور سلام میں شک کرنا:

اگر کوئی درمیانِ نماز نیت یا تکبیر تحریمہ میں شک کیا تو اس کی نماز باطل ہوجائیگی جب کہ دیر تک یا ایک رکن قولی یا فعلی ادا کرنے سے پہلے یاد نہ آے۔ اگر رکن فعلی یا قولی ادا کرنے یا لمبا وقت گزرنے سے پہلے نیت یا تکبیر تحریمہ کو یاد کیا تو نماز باطل نہیں ہوگی۔

اگر سلام کے بعد نیت اور تکبیر تحریمہ کے بارے میں کسی نے شک کیا اور شک ختم نہ ہوا تو نماز باطل ہوجائے گی۔ اور اگر شک ختم ہوگیا اگرچہ بہت دیر کے بعد ختم ہوا تو نماز ہوجاے گی۔ اگر کسی کو سلام پھیرنے میں شک ہوا کہ پھیرا یا نہیں اور اسے نماز باطل کرنے والی کوئی چیز صادر نہیں ہوئی ہے تو اس پر سلام پھیرنا لازم ہے۔

ب)۔ نماز کے دیگر ارکان میں شک کرنا۔

اگر کسی شخص نے کسی رکن کو ادا کرنے میں شک کیا یا کسی رکن کو ادا کرتے وقت اس کے کسی

برکاتِ شافعی حصہ سوم

فرض یا شرط کے چھوٹنے میں شک کیا تو اسے بجالانا لازم ہے۔ اگر کسی رکن کی ادائیگی کے بعد اس رکن کے بعض حصہ میں شک کیا تو وہ شک بے سود ہے۔

مثلاً۔ ۱) کسی کو اصل فاتحہ میں شک ہوا تو وجوباً فاتحہ پڑھے، سورہ فاتحہ مکمل ہونے کے بعد فاتحہ کی کسی آیت میں شک ہوا تو وہ شک نماز کی صحت میں کچھ اثر نہیں کرے گا، یا سورہ فاتحہ کے درمیان اس کی چند آیتوں میں شک کیا تو جس آیت کے پڑھنے کے بارے میں شک کیا اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کو پڑھے جب کہ فاتحہ کا تسلسل نہ ٹوٹا ہو۔ اور اگر تسلسل ٹوٹ گیا ہے تو فاتحہ کو شروع سے ہی پڑھنا لازم ہے۔

۲) کسی نے سجدے کے بارے میں یہ شک کیا کہ آیا اس نے سجدہ کیا یا نہیں؟ تو اس پر فوراً سجدہ کرنا لازم ہے۔ اگر دورانِ سجدہ ہاتھ رکھنے کے بارے میں شک کیا تو ہاتھ رکھے کہ یہ واجب ہے۔ اگر سجدہ سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ رکھنے کے بارے میں شک کیا تو کوئی حرج نہیں۔

ج)۔ سلام کے بعد کا شک:

کسی نے نیت، تکبیر تحریمہ اور سلام کے علاوہ کسی فرض میں سلام پھیرنے کے بعد شک کیا تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اسی طرح سلام کے بعد نماز کی شرطوں میں سے کسی شرط کے بجالانے کے بارے میں شک کرے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر بعد سلام کسی فرض کے چھوڑنے میں یقین ہوگیا تو چھٹے ہوے فرض کو ادا کرے اور باقی کا تدارک کرے جب کہ سلام پھیر کر زیادہ دیر نہ ہوئی ہو یا نجاست کو پیر سے نہ روندا ہو۔ بعد

سلام کسی شرط کے چھوڑنے کا یقین ہوتو اسے ادا کرے اور نماز کو از سرنو پڑھے۔

د)۔منفرد وامام کا نماز میں شک:

مقتدی کے علاوہ اگر کسی نے درمیان نماز کسی رکن کے بارے میں شک کیا اگر وہ شک دوسری رکعت کے اس جیسے رکن کو پہنچنے سے پہلے ہوتو وجوبی طور پر فوراً اسے ادا کرے اگر متروکہ رکن کے مثل کو پہنچنے کے بعد شک کرے تو وہ مثل رکن متروکہ کے عوض ہوگا اور جو کچھ ان دونوں رکن کے درمیان ہے بیکار ہوجائے گا۔جیسے کسی کو حالت سجدہ میں شک ہوا کہ ایا اس نے فاتحہ پڑھی ہے یانہیں تو اس پر فوراً قیام،قراءت فاتحہ اور باقی چیزوں کا تدارک لازم ہے۔اگر دوسری رکعت کے فاتحہ کے بعد پہلی رکعت کے فاتحہ میں شک ہوا تو متروکہ فاتحہ کے عوض دوسری رکعت کی فاتحہ کافی ہوگی اور جو کچھ ان دونوں فاتحہ کے درمیان پڑھا ہے بے کار ہوجائے گا۔

مندرجہ بالا صورتیں اس وقت ہیں جب کہ عینِ متروک جیسے رکوع یا سجدہ، یا عینِ محل جیسے رکعت اولی یا ثانیہ کا علم ہو۔اگر عین یا محل متروک معلوم نہ ہوتو یقین پر حکم لگایا جائے گا اور باقی کا تدارک کرے گا۔لیکن اگر نیت یا تکبیر تحریمہ متروک ہونے کا احتمال ہوتو نماز باطل ہوجائے گی۔

۱)یعنی سلام اور یقین ہونے کے درمیان کا فصل۔ ۲)اگر فصل طول ہوا یا نجاست کو روندا ہوتو از سرنو نماز پڑھے۔

ہ)- شک مقتدی:

جب مقتدی کو اپنے رکوع سے پہلے اور امام کے رکوع کے بعد قراءت فاتحہ میں شک

ہوتو اسے وجوباً پڑھے اور امام کی اتباع کرنے کی کوشش کرے۔اگر دونوں کے رکوع کے بعد شک ہوا تو فاتحہ کے لئے قیام میں نہ لوٹے بلکہ امام کی اتباع میں چلا جائے اور امام کے سلام کے بعد ایک رکعت پڑھی جائے یوں ہی فاتحہ کے علاوہ دیگر ارکان کے بارے میں شک کرنے کا حکم ہے۔

جب امام شک کی بنیاد پر کسی رکن کا اعادہ کرے تو مقتدی حضرات اسی رکن میں امام کے واپس لوٹنے کا انتظار کریں جس رکن سے امام اعادہ کے لیے گیا ہے جب کہ وہ رکن طویل ہو اور اگر رکن قصیر ہو تو اس کے بعد والے رکن میں انتظار کریں۔اگر امام اعتدال یا دوسجدوں کے درمیان کے جلوس سے مشکوکہ ارکان کو بجالانے کے لیے لوٹ گیا تو مقتدی حضرات سجدہ کریں اور سجدہ میں امام کا انتظار کریں۔

سنن ابعاض

نماز کی سنتوں کی دوقسمیں ہیں۔(۱)ابعاض اور(۲)ہیئات۔

سنن ابعاض: وہ سنتیں ہیں جن کی تلافی سجدہ سہو سے کی جاتی ہے۔

اور سنن ہیئات وہ سنتیں ہیں جن کی تلافی نہیں کی جاتی ہے۔

سنن ابعاض:

۱)۔پہلی التحیات پڑھنا۔

۲)۔پہلی تحیات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجنا۔

۳)۔پہلی تحیات اور دورد پاک کے لیے بیٹھنا۔

۴)۔دعاءِ قنوت پڑھنا۔

۵)۔قنوت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور آپ کی آل واصحاب پر درود پاک پڑھنا۔

۶)۔قنوت اور درود شریف کے لیے کھڑا ہونا۔

۷)۔تشہد آخیر یعنی آخری تحیات پڑھنے کے بعد آقاے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آل پر درود پڑھنا۔

ابعاض کے علاوہ جتنی سنتیں ہیں وہ ہیئات ہیں۔

جب امام ومنفرد سنن ابعاض میں سے کچھ چھوڑ دے:

مقتدی کے علاوہ اگر کسی نے بعض سنن ابعاض کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا اور وہ (تحیات چھوڑ کر) قیام یا (قنوت چھوڑ کر) حدِ رکوع سے قریب پہنچنے کے بعد (تحیات یا قنوت کو بجالانے کے لیے) قصداً اور ممانعت کو جانتے ہوئے لوٹا تو اس کی نماز باطل ہوگئی۔

اگر سنن ابعاض میں سے کسی ایک بعض (سنت) کو بھول کر ترک کر دیا پھر کسی فرض میں مشغول ہونے سے پہلے یاد آیا جیسا کہ تشہد اول بھول گیا پھر برابر کھڑے ہونے سے پہلے یاد آیا یا قنوت بھول گیا پھر پیشانی رکھنے سے پہلے یاد آیا تو (تحیات اور قنوت کو بجالانے کے لیے) لوٹنا مستحب ہے۔اس صورت میں اگر قیام یا حد رکوع سے زیادہ قریب تھا (اس کے بعد قنوت یا تحیات کو بجالانے کے لیے لوٹا) تو سجدہ سہو کرے ورنہ نہیں۔اگر کسی فرض میں مشغول ہونے کے بعد یاد آیا تو اسے لوٹنا جائز نہیں ہوگا۔اگر لوٹ گیا تو اس کی نماز باطل ہوجائے گی۔اگر بھول کر یا حرمت سے ناواقفیت کی بنیاد

پر لوٹا تو فرض کی طرف فوراً لوٹنا لازم ہے جبکہ یاد آیا یا حرمت سے واقف ہوا اور اس صورت میں سنت ہے کہ وہ سجدہ سہو کرے۔

جب ماموم سنن ابعاض میں سے کچھ ترک کر دے:

اگر کسی مقتدی نے بھول کر سنن ابعاض میں سے کسی کو ترک کر دیا خواہ وہ کسی فرض میں مشغول ہوا ہو یا نہیں اسے امام کی متابعت یا مفارقت (اس سے جدا ہونے) کی نیت کرنا لازم ہے ورنہ اس کی نماز باطل ہوجائے گی۔اگر سنن ابعاض میں سے کسی کو جان بوجھ کر ترک کر دیا ہے تو اس کی طرف لوٹنے، نیتِ مفارقتِ امام اور اس کے انتظار کے درمیان اختیار ہے۔نیت مفارقت اور انتظار سے لوٹنا زیادہ بہتر ہے۔

اگر کوئی تشہد پڑھنا بھول گیا پھر امام کے کھڑا ہونے کے بعد ہی یاد آیا تو اب اس کا اعادہ نہ کرے بلکہ قیام امام سے پہلے (فاتحہ میں سے) جو کچھ پڑھا ہے وجوبی طور پر لوٹائے۔یوں ہی اگر کوئی قنوت پڑھنا بھول گیا اور اسے یاد آئے حالانکہ امام اعتدال میں ہے یا سجدہ اولی میں ہے تو مقتدی پر اعتدال کی طرف لوٹنا واجب ہے۔اور اگر امام پہلے سجدہ کے بعد والے رکن میں ہے تو امام کی متابعت کرتے ہوئے مقتدی اسی رکن میں شامل ہوجائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت ملائے۔

سجدہ سہو کا بیان

سجدۂ سہو سلام سے تھوڑی دیر پہلے دو سجدے ہیں اگر چہ اس کے اسباب کئی ہوں (یعنی ایک سے زائد غلطیاں ہوں) سہو کے دو سجدے اور ان دونوں کے درمیان

کا جلوس نماز کے دوسجدوں اوران کے درمیان کے جلوس کی مانند ہے۔فرق اتنا ہے کہ نماز کے سجدہ شروع کرتے وقت نیت ضروری نہیں لیکن سجدۂ سہوشروع کرتے وقت مقتدی کے علاوہ (یعنی امام اورتنہا نماز پڑھنے والے) پرسجدۂ سہوکی نیت واجب ہے۔

سجدۂ سہونماز میں واقع شدہ اس خلل کی تلافی کے لئے جائز کیا گیا ہے جوزیادہ تر بھولنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔مندرجہ ذیل چھ امور میں سے کسی ایک کے ارتکاب پرنماز جنازہ کے علاوہ ہرنماز میں سجدہ سہوکرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔جب کہ بڑی جماعت کا امام نہ ہوہاں اگربڑی جماعت کا امام ہوتو ان امور کے ارتکاب پرسجدۂ سہوکرنا سنت نہیں کیوں کہ اس سے مقتدی حضرات الجھن میں پڑ جائنگے۔یوں ہی سجدہ تلاوت اورشکر میں بھی سجدہ سہوسنت ہے۔

مندرجہ ذیل چھ امور میں سے کسی ایک کی وجہ سے سجدہ سہومسنون ہوتا ہے۔

الف)۔قصداًیاسہواًابعاض صلوت میں سے کسی ایک کا ترک کرنا اگرچہ قنوت وغیرہ کا ایک حرف ہی کیوں نہ ہو۔

ب)۔ابعاض صلوت میں سے کسی ایک کے بارے میں شک کرنا۔

ت)۔کسی ایسے مطلوب قولی کواس کے مقررہ موضع کے علاوہ دوسرے موضع میں بجالانا جس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔(سورۂ فاتحہ یاقرآن کی کسی آیت کی تلاوت کوقیام کے علاوہ دوسرے موضع میں کرنا)

خواہ وہ مطلوب قولی رکن ہویابعض ہویاہیئت ہولیکن یہاں ہیئت سے مرادصرف

سورت ہے۔ان میں سے کسی ایک کواس کے مقررہ موضع کے علاوہ موضع [1] میں قصداًیا سہواًبجالانے (نقل کرنے) سے سجدہ سہوسنت ہے۔سورت کے علاوہ دوسری ہیئت کونقل کرنے سے سجدہ سہوسنت نہیں ہے اورسورت کوغیرمحل کی طرف منتقل کرنے سے سجدہ سہوسنت ہے۔وہ مطلوب قولی جس کے غیرموضع میں بجالانے سے نماز باطل ہوجاتی ہے وہ تکبیرتحریمہ اورسلام ہے۔اورفعلی رکن کوعمداًغیرمحل میں کرنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔اگراسے سہواًمنتقل کیا توسجدہ سہوکرے۔

ج)۔کسی ایسی چیز کا سہواکرنا کہ جس کے عمداًکرنے سے نماز باطل ہوجاتی [2] ہے۔جیسے رکن قصیرکو طول دینا۔کلام قلیل(تھوڑی بات کرنا)،تھوڑاکھانا،اورکسی رکن فعلی کوزیادہ کرنا۔

د)۔پڑھی ہوئی نماز میں رکعت کی زیادتی کا احتمال رہنے کے باوجود شک کرنا۔

صورت یہ ہے کہ چاررکعت والی نماز میں شک ہوا کہ تین پڑھی یاچارتوایک رکعت ادا کرے اورسجدہ سہوکرے اگرچہ اس کا شک سلام سے پہلے زائل ہوگیاہو۔اگر یہ شک ہوا کہ تیسری ہے یاچوتھی،اورچوتھی کے لئے قیام سے قبل شک زائل ہوگیا توسجدہ سہونہیں کرے گاچوں کہ وہ رکعت زیادتی کا احتمال نہیں رکھتی جس کوتردد کے ساتھ ادا کیا گیا ہے۔

ہ)۔مذکورہ بالا اسباب میں سے کسی ایک کا بھی امام سے صادرہونا۔

مقتدی سجدہ کرے اگرچہ اس کا امام سجدہ نہ کرے۔مسبوق اپنی نماز کے آخر میں سجدہ کولوٹائے۔مقتدی اپنے سہوکی وجہ سے امام کے پیچھے سجدہ نہ کرے(لیکن امام کے

سہو کی وجہ سے مقتدی بھی سجدہ کرے) چوں کہ امام کا سہو مقتدی کو لاحق ہوتا ہے۔اور امام مقتدی کے سہو کا حامل ہوتا ہے(یعنی تلافی کرتا ہے)۔

اگر کسی نے جان بوجھ کر سلام پھیرا تو سجدۂ سہو فوت ہوگیا اگر چہ سلام پھیرنے کے بعد طویل فصل نہ ہوا ہو یوں ہی اگر کسی نے سہوا سلام پھرلیا تب بھی سجدۂ سہو فوت ہوگیا جب کہ سلام پھیر کر بہت دیر ہوئی ہو۔

اگر سجدہ کی طرف لوٹ آیا تو نماز کی طرف لوٹنے والا شمار ہوگا اور سلام کا اعادہ واجب ہوگا۔سجدہ سہو ماقبل، مابعد اور جو کچھ اس میں خلل واقع ہوا ہے اس کی تلافی کرے گا۔جب بھول کر سجدہ کیا تو وہ سجدہ خود کی طرف سے تلافی نہ ہوگی بلکہ اس کی تلافی کے لئے دوسرا سجدہ کرنا ہوگا۔

١) سورت کی تلاوت کا محل قیام ہے، اگر عمداً یا سہواً، رکوع، یا اعتدال، یا اس کے علاوہ میں قرات کیا تو سجدہ سہو کرے، محل قنوت اعتدال ہے۔تشہد اور درود کا محل جلوس ہے۔پس اگر انہیں قیام، یا رکوع، یا سجود کی جانب منتقل کیا تو سجدہ ہوجائے گا۔

٢) برخلاف جس کے عمداً یا سہواً کرنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے جیسے کلام کثیر، اکل کثیر اور فعل کثیر۔اسکے لئے کوئی سجدہ سہو نہیں ہے چونکہ وہ نماز میں ہی نہیں ہے۔برخلاف اس فعل کے کہ جس کے عمداً یا سہواً واقع ہونے سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے جیسے فعل قلیل، چہرہ کو ادھر اُدھر گھمانا پس جس کی وجہ سے سجدہ سہو نہیں۔

سجدہ تلاوت اور شکر

سجدہ تلاوت:

نماز اور خارج نماز میں قاری کے لئے سجدۂ تلاوت سنت ہے یوں ہی خارج نماز میں سننے والے اور سنانے والے کے لئے سجدہ تلاوت مسنون ہے۔اور مقتدی اس وقت تک سجدہ نہیں کرے گا جب تک کہ امام سجدہ نہ کرلے۔امام کے آیت سجدہ پر سجدہ کرنے سے مقتدی نے سجدہ نہ کیا یا امام کے آیت سجدہ پر صرف مقتدی نے ہی سجدہ کیا تو مقتدی کی نماز باطل ہوجائے گی۔سری نماز میں امام کا اپنے نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ تلاوت کرنا سنت ہے یوں ہی اگر سجدۂ تلاوت کرنے سے مقتدیوں پر الجھن کا اندیشہ ہو تو جہری نماز میں بھی تاٗخیر کرنا سنت ہے۔صرف سجدہ تلاوت کرنے کے ارادہ سے نماز میں یا وقت مکروہہ میں آیت سجدہ کی تلاوت کرنا حرام ہے۔نماز میں اس طرح کرنے سے نماز ہی باطل ہوجائے گی۔

سجدہ تلاوت کے شرائط دس ہیں:

١-٥)-نماز کے شرائط اور دخول وقت کا ہونا؛ یہاں دخول وقت سے مراد آیت سجدہ سے فارغ ہونا ہے۔

٦)-سجدے کی مکمل آیت کا سننا یا پڑھنا۔اگر اس کے مکمل ہونے سے ایک حرف پہلے سجدہ کیا تو سجدہ فاسد ہوجائے گی۔

٧)-آیت سجدہ کی تلاوت کا نماز جنازہ میں نہ ہونا۔

٨)-آیت سجدہ کی تلاوت کا مطلوب ومقصود ہونا۔(یعنی قراءت کا ارادے کے ساتھ اور جائز طریقے سے ہونا)۔

طوطا سے یا ٹیپ رکارڈر(Tape Recorder)سے آیت سجدہ سننے سے سجدہ

نہیں ہے چوں کہ اس میں تلاوت کا قصد نہیں رہتا، نہ ہی جنبی جیسے ممنوع لذاتہ شخص کی تلاوت کو سننے سے اور نمازی کے قیام کے علاوہ موضع پر پڑھی گئی آیت سجدہ کے سننے سے سجدۂ تلاوت سنت ہے۔

۹)۔آیت سجدہ کا مکمل بیک وقت ایک ہی شخص سے ہونا۔

اگر آیت سجدہ کی قراءت میں دو شخص مشترک(۱) ہو گئے یا اس کے کلمات کے درمیان اس طرح فصل کیا کہ تسلسل منقطع ہو گیا تو سجدہ سہو نہیں ہے۔

۱۰)۔آیت کے آخر اور سجدہ کے درمیان زیادہ دیر نہ ہونا۔

۱) بایں طور کہ ایک نے بعض آیت کو پڑھا اور دوسرے نے اسے مکمل کیا۔

خارجِ نماز ارکانِ سجدہ تلاوت چار ہیں:

۱)۔سجدہ تلاوت کی نیت کرنا۔

۲)۔تکبیر تحریمہ کہنا (خواہ بیٹھ کر ہو یا کھڑے ہو کر)۔

۳)۔نماز کے سجدہ کی طرح ایک سجدہ کرنا۔

۴)۔نماز کی طرح سلام پھیرنا۔

بیرونِ نماز سجدۂ تلاوت کی سنتیں:

نیت کا زبان سے ادا کرنا تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھوں کو مونڈھوں تک اٹھانا۔

جھکتے اور اٹھتے وقت رفع الدین کئے بغیر تکبیر کہنا۔سلام کے لئے بیٹھنا اور اس میں کہنا:

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ (۱)۔ نماز کے سجدہ کے مکروہات سجدۂ تلاوت کے مکروہات ہیں یوں ہی نماز کو فاسد کرنے والی اشیاء سجدۂ تلاوت کو بھی فاسد کرنے والی ہیں۔

نماز میں سجدۂ تلاوت کا فرض ایک ہی ہے کہ وہ ایک سجدہ ہے۔نماز میں سجدۂ تلاوت کی سنتیں یہ ہیں کہ سجدۂ تلاوت کی نیت دل سے کرنا، رفع یدین کئے بغیر جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہنا، مذکورہ بالا ذکر پڑھنا، سجدۂ تلاوت کے بعد جلسہ استراحت کو ترک کرنا، سجدۂ تلاوت کے بعد رکوع سے پہلے اپنے قیام میں تھوڑا قرآن پڑھنا۔

۱) میرا چہرہ جھکا اس کے لئے جس نے اسکو پیدا کیا، اسکی صورت بنائی، اور اسکی سماعت اور بصارت کھول دی، اپنی طاقت اور قوت کے ذریعہ۔اللہ برکت والا اور احسن الخالقین ہے۔

سجدہ شکر:

اچانک کسی نعمت حاصل ہونے یا عذاب کے دور ہونے، گناہ یا آزمائش میں کسی شخص کو مبتلا دیکھنے سے سجدہ شکر مسنون ہے۔پہلی صورت(۱) میں سجدہ کا اظہار کرے اور دوسری صورت(۲) میں اخفاء کرے، حالت نماز میں سجدہ شکر نہیں ہے۔اگر کسی نے حالت نماز میں سجدہ شکر ادا کیا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ وہ بیرون نماز سجدہ تلاوت کی طرح ہے۔فصل طویل (لمبا وقفہ) یا اعراض(۳) سے سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر(۴) فوت ہو جاتے ہیں اور ان کی قضاء نہیں کی جاتی ہے۔

۱) یعنی گناہ میں مبتلا شخص کے سامنے سجدہ کرے تا کہ وہ آئندہ گناہ سے دور ہو جائے۔ ۲) آزمائش سے مبتلا شخص سے سجدہ شکر کو اخفاء (چھپائے) کرے تا کہ وہ پریشان نہ ہو جائے۔ ۳) بے اعتنائی۔ ۴) سجدہ تلاوت اور شکر

جھرواسرار[1]

الف)-تکبیر وتسمیع[2]:

امام اورضرورت کے وقت مبلغ کاذکرکی نیت یاذکراورسنانے کی نیت کے ساتھ تکبیرتحریمہ،تکبیرانتقال اورتسمیع ،سلام یوں ہی نماز جنازہ کی تکبیرات کوبلندآواز سے کہناسنت ہے ۔ اگراس میں صرف سنانے (آگاہ کرنے) کا ارادہ ہوتو نماز باطل ہوجائے گی یوں ہی بالکل کچھ بھی ارادہ نہ کیاتوقول معتمد پرنماز فاسد ہوجائے گی ۔امام ومبلغ کے علاوہ دوسرے شخص کاتکبیر وتسمیع بلندآواز سے کہنامکروہ ہے جب کہ اس سے دوسرے کوتکلیف پہنچنے کایقین نہ ہواوراگراس سے کسی کوتکلیف پہنچنے کایقین ہوتوحرام ہے۔اگرکوئی عورت امامت کرےتوتکبیروں کومردوں کی بہ نسبت اتنی پست آواز میں کہے کہ کوئی اجنبی مردسن نہ سکے۔

۱)جہر: بلندآواز۔اسرار: پست آواز۔ ۲)تکبیر: اللہ اکبر۔تسمیع: سمع اللہ لمن حمدہ۔

ب)-افتتاح،تعوذاور تأمین:

دعاافتتاح اورتعوذ کوتمام اذکار کی طرح جہری نماز میں بھی پست آواز میں پڑھنا سنت ہے۔خارج نمازتعوذ کوزور سے پڑھے جب کہ وہاں کوئی اسے سننے والا ہو۔جہری نماز میں امام ومنفرد کے لئے سورہ فاتحہ کے آمین کوبلند آواز سے کہنا مستحب ہے۔ اورمقتدی کے لئے سنت ہے کہ وہ خود کی قراءتِ فاتحہ کے آمین کوپست آوازاورامام کی

برکاتِ شافعی   حصہ سوم

قراءت کے آمین کوبلندآواز سے کہے جب کہ وہ امام کی قراءت کوسنے اگرچہ اس کاامام آمین نہ کہے۔عورت اورخنثیٰ کے بلندآواز سے آمین کہنے کاحکم ایسا ہی ہے جیسا کہ ان دونوں کوجہر بالقراءت کاحکم(۱) ہے۔رہی بات سرِّی نماز کے آمین کی تواس میں قراءت کی طرح ہرکوئی آمین آہستہ کہے۔

یعنی مرد کے بہ نسبت وہ دونوں آوازتھوڑاپست کرے جس کواجنبی مردسن نہ سکے۔

ج)-قراءت:

فجر، جمعہ اورمغرب وعشاء کی پہلی دورکعتوں میں اورتراویح، ماہ رمضان میں پڑھی جانے والی وتر، چاندگہن،عیدین کی رکعتوں میں،استسقاء کی نماز میں خواہ رات میں ادا کی جارہی ہویادن میں، رات میں پڑھی جانے والی نمازِ طواف کی دورکعتوں میں مقتدی کے علاوہ (یعنی امام ومنفرد) کوقرآت کابلندآواز سے پڑھناسنت ہے۔اورجو نمازیں رات میں قضاء کی جارہی ہواس میں بھی بلندآواز سے قراءت کرناسنت ہے لیکن نمازعیدین میں قراءت مطلقا بلندآواز سے پڑھی جائے گی۔جہری نماز کی پہلی دو رکعتوں میں اگرکوئی جہرترک کردے تواس کے باقی میں جہر سے پڑھ کرتدارک نہیں کیاجائے گا(کیوں کہ ان بقیہ رکعتوں کااسرار سے پڑھنامسنون ہے برخلاف سورۃ کے کہ اگرسورت ترک ہوجائے توبقیہ رکعتوں میں اس کاتدارک کیاجائے گااس لئے کہ اس سے صفت نماز میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے)۔

رات کومطلقِ نوافل میں جہرواسرار کے درمیان متوسط آواز میں پڑھناسنت ہے۔

مذکورہ بالا تمام صورتیں صرف مردوں کے ساتھ خاص ہیں۔ جہاں تک عورت اور خنثیٰ کا سوال ہے، اگر وہاں اجنبی مرد موجود ہے تو پست آواز سے پڑھیں گے۔ ہاں اگر کوئی اجنبی نہ ہو تو عورت اور خنثی بھی مردوں کی طرح جہر کی جگہ جہر اور متوسط کی جگہ متوسط قرات کریں گے لیکن مردوں کی بہ نسبت پست آواز میں قراءت کریں گے۔

د)- قنوت اور اس میں آمین پڑھنا:

سنت ہے کہ امام دعائے قنوت کو مطلقا (خواہ سری نماز ہو یا جہری) با آواز بلند پڑھے اور مقتدی امام کی دعائے قنوت سننے پر آمین کہے۔ مقتدی ثناء[1] میں آمین نہیں کہے گا بلکہ امام کے ساتھ مقتدی بھی ثناء پڑھے گا۔ اس مقتدی کا پست آواز سے دعاء قنوت اور ثناء پڑھنا سنت ہے جو امام کی دعائے قنوت اور ثناء نہ سن سکتا ہو۔ یوں ہی تنہا نماز پڑھنے والا بطور سنت پست آواز سے دعائے قنوت اور ثناء پڑھے گا۔

۱) فانک تقضی ولا یقضی علیک سے استغفرک وأتوب الیک تک ہے۔

ہ)- بعدِ نماز ذکر و دعاء:

نماز کے بعد کی جانے والی دعا اور ذکر کو پست آواز سے پڑھنا سنت ہے۔ لیکن حاضرین کو ذکر و دعاء سکھانے یا ان کے آمین کہنے کا ارادہ کرنے والا امام ذکر و دعاء کو بلند آواز سے پڑھے گا۔ نمازی اور غیر نمازی کی قراءت، دعا یا ذکر کو بلند آواز سے کرنے سے کسی سونے والے، نماز پڑھنے والے، قراءت کرنے والے، مطالعہ کرنے والے یا مصنف یا مدرس یا اس جیسے شخص کو تکلیف پہنچ جائے تو ذکر، دعا اور قرآءت

بلند آواز سے نہ کرے، اس صورت میں اگر تکلیف پہنچنے کا یقین نہ ہو تو جہر مکروہ ہے اور اگر یقین ہو تو حرام ہے۔

مبلات نماز کا بیان

چند امور سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔ جس میں سے بعض امور کو عمداً اور سہواً کرنے سے نماز باطل ہوتی ہے اور بعض کو صرف عمداً کرنے سے نماز فاسد ہوتی ہے یعنی سہواً کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ اور بعض امور میں تفصیل ہے۔

الف)۔ وہ امور جن کے سہوا کرنے سے بھی نماز باطل ہوتی ہے۔

۱)۔ نماز توڑنے کی نیت یا اس میں تردد یا عقلاً غیر محال چیز کو نماز کے توڑنے پر معلق رکھنا۔ جیسے کسی نے ارادہ کیا کہ اگر سواری آئی تو میں اپنی نماز کو توڑ دوں گا۔

۲)۔ کوئی بھی فحش کام کرنا۔ اگرچہ تھوڑا ہو جیسے کودنا، بے کار ایک ضرب مارنا۔

۳)۔ افعال[1] نماز کے علاوہ فعل کثیر کا کسی عضو ثقیل سے (جیسے پاؤں) یقینی طور پر مسلسل صادر ہونا اگرچہ وہ سہواً ہو[2]۔ جیسے غیر معذور جاہل یا فساد نماز کے جاننے والے کا نماز میں مسلسل تین مرتبہ چبانا، یا مسلسل تین ضرب مارنا، یا پے در پے تین قدم چلنا اگرچہ سہوًا ہو، لیکن یہ کثیر حرکات شدتِ خوف کی نماز اور سفر میں پڑھی جانے والی نفل نماز کے علاوہ میں ہو اور بلا ضرورت ہو۔

حرکات خفیفہ (قلیل حرکتوں) کا صدور، جیسے ایک قدم یا دو قدم چلنا نماز کو باطل نہیں کرتا

لیکن وہ مکروہ ہے اور نماز میں کثرت فعل کا شک ہونے سے بھی نماز باطل نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی غیر مسلسل فعل کثیر سے اور نہ ہی اس عمل کثیر سے جو عضو خفیف سے ہو جیسے انگلی، بھوں، لب، ذکر اور منہ کے اندر کی زبان (۳) لیکن وہ خلاف اولیٰ ہے۔ معذور (۴) جاہل (ناواقف)، سے، یا شدت خوف (۵) کی نماز میں، یا جائز سفر میں پڑھی جانے والی نفل میں یا کسی ضرورت کی وجہ سے جیسے ایسی کھجلی کہ جس کو کھجلائے بغیر نماز پڑھنے کی گنجائش نہ ہو، یا کانپنے کی بیماری، مسلسل تین حرکات کے صادر ہونے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

ہاتھ کو لے جانا، پھر اپنی جگہ پر لوٹانا، اسی طرح اس کو اٹھانا پھر اپنی جگہ رکھنا ایک مرتبہ شمار کیا جائے گا جب کہ ان میں سے ہر ایک کی حرکت دوسرے سے متصل (پے در پے) ہو۔ اگر متصل نہ ہو تو ہاتھ کو اٹھانا ایک مرتبہ اور اس کو رکھنا دوسری مرتبہ شمار کیا جائے گا۔ پاؤں کو ایک قدم بڑھانا ایک حرکت ہے اگر اس کے مدمقابل میں رکھنے کے لئے فوراً دوسرے پاؤں کو بڑھایا تو دو حرکتیں ہوگئی۔

۴)۔ بطور کھیل کچھ کرنا اگرچہ تھوڑا ہو۔

۵)۔ فرض معین کو نفل گمان کرنا۔

۱) افعالِ نماز زیادہ ہونے کا حکم عنقریب آئے گا۔ ۲) مسلسل تین حرکات کو عموماً عرف میں کثیر تصور کیا جاتا ہے۔ ۳) یعنی زبان منہ کے اندر رہنے کی حالت میں کثیر حرکات سے باطل نہیں ہوتی بلکہ باہر رہنے کی حالت میں باطل ہوتی ہے۔ ۴) نومسلم یا علماء سے دور کسی دیہات میں پرورش پانے والا شخص۔ ۵) دشمن، سانپ، یا سیلاب وغیرہ سے ڈر کر بھاگنے والے کی نماز میں۔

وہ امور جن کے عمداً کرنے سے ہی نماز باطل ہوتی ہے۔ یعنی سہواً کرنے سے باطل نہیں ہوتی۔

کسی فعلی رکن کا اضافہ کرنا جب کہ وہ امام کی اتباع میں نہ ہو اور اس کی حرمت کو جانتا ہو یا حرمت نہ جانتا ہو لیکن وہ جاہلِ غیر معذور ہو جیسے رکوع یا سجود کی زیادتی، اگرچہ اس رکن میں طمانیت (۱) نہ ہوئی ہو لیکن سجدہ کرنے سے پہلے، سجدہ تلاوت کے بعد اور امام کے سلام کے بعد مسبوق (۲) کا محلِ تشہد کے علاوہ میں بقدرِ جلسہ استراحت تھوڑی دیر بیٹھنا عفو ہے۔

نماز پڑھنے والے کی کسی سنت کی زیادتی سے مثلاً رفع یدین یا سلام اور تکبیر تحریمہ کے علاوہ دوسرے قولی رکن کی زیادتی سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ تکبیر تحریمہ اور سلام کی زیادتی سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔

رکن فعلی کو انجانے میں یا سہواً زیادہ کرنے (اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہوجائے حتی کہ ایک رکعت یا دو رکعت کو پہنچ جائے) نماز باطل نہیں ہوتی۔

امام کی اتباع کرنے کے لئے عمداً کسی فعلی رکن کے زیادہ کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ جیسا کہ مقتدی امام سے پہلے رکوع یا سجود کرے اور دوبارہ امام کی طرف لوٹ آئے تو نماز باطل نہیں ہوگی۔

۱) طمانیت یعنی ایک سبحان اللہ کی مقدار سجدہ یا رکوع میں ٹھہرنا۔ ۲) بعد سلامِ امام غیر محل تشہد میں مسبوق کا کھڑا رہنا۔

ج)۔ وہ چیزیں جن میں تفصیل ہے:

۱)۔ارکان میں سے کسی رکن کا ترک۔

کسی نے نیت یا تکبیرِ تحریمہ عمداً یا سہواً چھوڑ دیا تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔اگر ان دوارکان کے علاوہ دوسرے رکن کو عمداً ترک کیا تو نماز باطل ہوگی اور اگر سہواً ترک کیا اور اس کی تلافی کرلیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

۲)۔نماز کی شرطوں میں سے کسی شرط میں خلل انداز کرنا۔

اگر کسی شرط میں کوتاہی کی تو نماز باطل ہوجائے گی۔لیکن اگر اسے غیر معفوعنہ نجاست لگی اور اسی وقت (اقل طمانیت کا وقت گذرنے سے قبل) اس کو دور کردیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔اگر وہ کپڑا نجاست سے بھیگا ہوا ہے تو اتار دے۔اگر خشک ہے تو نجاست کو چھوئے بغیر اور ہاتھ سے اٹھائے بغیر جھٹک دے۔یوں ہی ہوا نے اس کی ستر گاہ کو ظاہر کردیا اگر اسی وقت اقل طمانیت گزرنے سے قبل اسے چھپادیا تو نماز باطل نہیں ہوگی۔

۳)۔مسلسل دوحروف یا کسی ایک ایسے حرف کا بولنا جس کا معنیٰ سمجھ میں آتا ہو جیسے ق،ع،ل،ف: جو وقایہ، وعایہ، ولایہ، اور وفاء سے مشتق ہیں۔خواہ وہ کھنکھار، کھانسی، رونا، سسکنا، چھینکنا، ہنسنا، اور پھوکنا ہی کیوں نہ ہو (یعنی ان افعال میں بھی مسلسل دو حروف یا معنی والا ایک حرف ادا ہونے سے نماز باطل ہوجائے گی۔) یوں ہی ایسی عبادت جو لفظ پر موقوف نہ ہو اگرچہ کسی کو معلق یا مخاطب نہ کیا گیا ہو تب بھی نماز باطل ہوجائے گی (اگر کسی نے ایسی عبادت کی جو لفظ پر موقوف ہو اور اس میں کسی کو معلق

برکاتِ شافعی حصہ سوم

یا مخاطب نہ کیا گیا ہو تو نماز باطل نہیں ہوگی جیسا کہ حالت نماز میں منت مانگنا)، اسی طرح حروف ذکر ودعا، قرآن کے علاوہ ہو تو نماز باطل ہوتی ہے۔یعنی ذکر ودعا اور قرآن ہو تو نماز باطل نہیں ہوگی۔

سوائے کسی ضرورت کے عمداً یا سہواً کلام کثیر سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔ہاں اگر ضرورت کے سبب ہو تو باطل نہیں ہوگی۔جیسے کوئی دائمی کھانسی جیسے مرض میں مبتلا ہو اتنی کہ بغیر کھانسے نماز ادا کرنے کی گنجائش نہ ہو۔اگر ایسا بلغم نکالنے کے لئے کھنکھارنے پر مجبور ہوا جس کے نگلنے سے نماز باطل ہوتی ہے۔یا کسی قولی رکن کے ادا کرنے کے لئے کھنکھارنے پر مجبور ہوا اور اگر تلاوت کو با آواز پڑھنا کھنکھارنے پر موقوف ہو تو نہ کرے کیوں کہ تلاوت کو با آواز پڑھنا واجب نہیں ہاں اگر کھنکھار لیا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

جان بوجھ کر تھوڑی بات کی تو نماز فاسد ہوجائے گی اگر سہواً یا نماز میں بات کرنے کی حرمت یا مبطلِ نماز کی جہالت، یا سبقت لسانی، یا کھانسی وغیرہ کے غالب ہونے کی وجہ سے تھوڑی سی آواز نکلی جو چھ کلمات سے کم ہوں تو نماز باطل نہیں ہوگی۔

۴)۔شکم میں کسی چیز کا داخل ہونا۔

عمداً یا سہواً زیادہ کھانے سے نماز باطل ہوجائے گی۔قصداً تھوڑا کھانے سے بھی نماز باطل ہوجائے گی۔پس اگر شئ قلیل کو بھول کر، یا معذور جاہل جہالت کی وجہ سے نگل گیا یا خود بخود جوف میں چلی گئ تو نماز باطل نہ ہوگی۔

۵)۔ نیت یا تکبیر تحریمہ میں شک۔

نفل نماز

بدنی عبادتوں میں سے سب افضل نماز ہے۔فرض نمازیں دیگر فرض عبادتوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے اور نفل نمازیں دیگر نفل عبادتوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ فضیلت کی حامل ہے۔ثواب میں فرض عبادتوں کو نفل عبادتوں سے ستر درجہ زیادہ فضیلت حاصل ہے۔نفل کو مشروع اس لیے کیا گیا ہے تا کہ فرض میں جو کمی رہ گئی ہے اسے پورا کیا جا سکے بلکہ اس لیے بھی کہ عذر کے سبب جو نمازیں فوت ہوگئیں ہیں آخرت میں نفل اس کا قائم مقام بنے جب کہ عذر کے زائل ہونے سے پہلے موت آجاے۔

نفل نماز کی دو قسمیں ہیں:

۱)نفل مطلق: وہ ہے جس کے لئے کوئی وقت اور سبب نہ ہو۔

۲)۔نفل مقید: وہ ہے جس کے لئے کوئی وقت یا سبب ہو۔

نفل مطلق سوائے اوقات مکروہہ کے ہمہ وقت مسنون ہے۔وہ کم سے کم ایک رکعت ہے اور اکثر کی کوئی حد نہیں ہے۔بہتر یہ ہے کہ ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرے۔نفل مطلق میں جماعت مسنون نہیں۔

مقید کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جس میں جماعت مسنون ہے دوسرا وہ جس میں

برکاتِ شافعی حصہ سوم

جماعت مسنون نہیں۔

وہ نفل جس میں جماعت مسنون ہے:

۱)۔عیدین کی نماز:

تحیۃ الوضو کی طرح عیدین کی کم از کم دو رکعتیں ہیں۔اکمل طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں دعاے افتتاح کے بعد اور تعوذ اور قراءت سے پہلے سات بار بلند آواز سے تکبیر کہے اور دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہونے کے بعد تعوذ پڑھنے سے پہلے پانچ بار بلند آواز سے تکبیر کہے اور دونوں رکعتوں میں ہر تکبیر کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو کاندھوں تک اٹھاے۔ہر دو تکبیر کے درمیان کہے: **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلاَّاللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ**۔اس کے ساتھ **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلاَّبِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ** کا اضافہ کرنا بھی جائز ہے۔

نماز عیدین کا وقت طلوع آفتاب سے لے کر زوالِ افتاب تک ہے۔افضل وقت سورج کے ایک نیزے برابر بلند ہونے کے بعد ہے یعنی آفتاب طلوع ہو کر بیس منٹ گزرنے کے بعد۔اس دن کے سورج ڈوبنے کے بعد یہ ثابت ہوا کہ گزشتہ رات چاند دکھ چکا ہے تو اگلے دن عید کی نماز بطور ادا پڑھی جاے گی۔عید الاُضحیٰ کی نماز میں جلدی کرنا سنت ہے تا کہ قربانی کے وقت میں کشادگی ہو اور عید الفطر کی نماز میں تاُخیر کرنا سنت ہے تا کہ صدقۂ فطر ادا کرنے کے لیے زیادہ وقت ملے۔نماز عیدین کے بعد خطبہ جمعہ کی طرح دو خطبے دینا سنت ہے۔پہلا خطبہ نو تکبیرات سے شروع کرے اور دوسرا سات تکبیروں سے۔دونوں خطبوں کے دوران کثرت سے تکبیر پڑھے۔

شب عید کا سورج ڈوبنے سے لے کر نماز عیدین کے لیے تکبیر تحریمہ باندھنے تک تکبیر کہنا سنت ہے۔ جماعت سے نماز پڑھنے والا شخص اس کے امام کی تکبیر تحریمہ کہنے تک تکبیر کہے گا اور اگر کوئی عید کی نماز تنہا پڑھنا چاہے تو تکبیر تحریمہ باندھنے تک عید کی تکبیر کہے گا اور اگر بالکل ہی نماز نہ پڑھ رہا ہو تو اس کے حق میں زوال تک عید کی تکبیر کہنا سنت ہے اور عیدین کی اس تکبیر کو تکبیر مرسل یا تکبیر مطلق کہتے ہیں۔ یوں ہی عرفہ کے دن کی نماز فجر سے لے کر آخری ایام تشریق کی نماز عصر تک پڑھی جانے والی تمام نمازوں سے سلام پھیرنے کے فورا بعد تکبیر پڑھنا سنت ہے اگر چہ وہ نماز جنازہ ہی کیوں نہ ہو اور اس تکبیر کو تکبیر مقید کہتے ہیں۔ اور ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں میں جب بکری ،گائے ،اونٹ وغیرہ قربانی کے جانوروں کو دیکھے یا اس کی آواز سنے تو تکبیر کہنا سنت ہے۔

۲)۔گرہن کی نماز:

فجر کی دو رکعت سنت کی طرح سورج اور چاند گہن کی بھی دو رکعتیں ہیں۔ یہ نماز گہن کا مختصر طریقہ ہے۔ اس کا ادنی کمال ہر رکعت میں قیام، قرات اور رکوع کی تعداد بڑھانا ہے اس کا مکمل طریقہ یہ ہے کہ پہلے قیام میں فاتحہ کے بعد مکمل سورہ بقرہ یا بقیہ قرآن میں سے سورہ بقرہ کی مقدار پڑھنا، دوسرے قیام میں دوسو آیتیں پڑھنا، تیسرے قیام میں ڈیڑھ سو آیتیں اور چوتھے قیام میں سو آیتیں پڑھنا ہے۔ پہلے رکوع اور پہلے سجدے میں سورہ بقرہ کی سو آیتیں پڑھنے کی مقدار، دوسرے رکوع اور دوسرے سجدے میں اسّی

آیتوں کی تلاوت کی مقدار، تیسرے رکوع و تیسرے سجدے میں ستّر آیتوں کو پڑھنے اور چوتھے میں پچاس آیتیں پڑھنے کی مقدار تسبیح پڑھے۔ نماز کسوفین کے بعد دو خطبے دینا سنت ہے۔ نمازِ کسوفین کا وقت گرہن کی ابتداء سے سورج یا چاند کے مکمل روشن ہونے تک ہے۔

۳)۔نماز استسقاء:

جب کسی سال بارش نہ ہو یا تالاب کنوئیں خشک ہو جائیں جس سے قحط سالی کی نوبت آجائے تو استسقاء (بارش طلب کرنا) مسنون ہے۔ استسقاء کی تین قسمیں ہیں۔ ا) کم سے کم: دعا کرنا۔ ۲) درمیانی قسم: کسی بھی نماز کے بعد اور جمعہ کے خطبے میں دعا مانگنا۔ ۳) مکمل طریقہ: نماز استسقاء ہے۔

عید کی طرح نماز استسقاء کی بھی دو رکعتیں ہیں لیکن خطبہ میں تکبیر کے بدلے خطیب استغفار پڑھے گا اور خطبہ ثانیہ میں دعا کے وقت قبلے کا رخ کرے گا۔ دوسرے خطبہ میں خطیب اور حاضرین اپنی چادروں کو پلٹیں گے۔ یعنی اپنی چادر کے اوپری حصہ کو نیچے اور دائیں شانہ پر رہنے والے حصہ کو بائیں شانہ پر اور بایاں شانہ پر رہنے والے حصہ کو داہنے شانہ پر ڈالے

حاکم اسلام کے لیے سنت ہے کہ نماز کے لیے نکلنے سے پہلے لوگوں کو توبہ کرنے، صدقہ دینے اور تین روزہ رکھنے کا حکم دیں پھر چوتھے دن بحالت روزہ پاک وصاف

ہوکرخشوع وخضوع کے ساتھ سارے لوگوں کوصحراء کی طرف لے چلے اوران کے ساتھ بوڑھے، بچے اورجانوربھی ہوں۔صحراء پہنچنے کے بعد اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ پکارے‘اس کے بعدنماز پڑھائے پھردوخطبے دے۔

۴)۔نمازتراویح:

رمضان کی ہررات میں بیس رکعتیں نمازتراویح پڑھناسنت ہے۔اوریہ بیس رکعتیں اجماع صحابہ سے ثابت ہے۔امام بیہقی روایت کرتے ہیں:"حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ماہ رمضان المبارک میں بیس رکعتیں پڑھاکرتے تھے"۔ت

نمازتراویح تراویح یاقیام رمضان کی نیت سے پڑھے۔اس کاوقت نمازعشاءاور فجرکے درمیان ہے۔اس کواول وقت میں شروع کرناافضل ہے۔

۵)۔نمازوتر:

وترکم سے کم ایک رکعت‘ ادنی کمال تین رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ گیارہ رکعتیں ہیں اسے طاق عدد سے پڑھاجاے اورآخری ایک رکعت کواس کے پہلے پڑھی جانے والی رکعت سے تکبیرتحریمہ کے ذریعہ جداکرناملاکرپڑھنے سے افضل ہے۔اگر آخری تین رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں سورۂ اعلی (سبح اسم ربک الاعلی)، دوسری

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

رکعت میں سورۂ کافرون، اورتیسری رکعت میں سورہ اخلاص‘سورۂ فلق اورسورۂ ناس پڑھناسنت ہے۔ وترسے فارغ ہونے کے بعدتین مرتبہ: **سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْس** کہےاورتیسری مرتبہ **سبحان الملک القدوس** کہتے وقت اپنی آوازکوبلند کرے۔ پھر یہ دعاء پڑھے:**اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَبِکَ مِنْکَ لَا أُحْصِی ثَنَاءً عَلَیْکَ أَنْتَ کَمَا أَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ**۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری رضامندی کوذریعہ بناکرتیری ناراضگی سے اورتیری بخشش کوذریعہ بناکرتیرےعذاب سے، اورمیں تجھ سے تیرےغضب وغصہ سے پناہ مانگتاہوں جیسی تونے اپنی ذات مقدس پرتعریف کی ویسی تعریف میری زبان کرنے سے قاصرہے۔

وترکاوقت نمازعشاءاورطلوع فجرکے درمیان ہے۔سنت ہے کہ رات میں پڑھی جانے والی نمازوں میں سب سے آخری نماز وترکی نمازہواوراگرنیندسے بیدارہوکر آخری شب میں وترپڑھنےکایقین ہوتواول شب میں وترپڑھےبغیرسونااورآخری شب میں پڑھنابھی سنت ہے۔ماہ رمضان المبارک کےعلاوہ وترمیں جماعت مسنون نہیں۔

وہ نفل جس میں جماعت سنت نہیں:۔

۱)۔رواتب سنتیں(فرض نمازوں کےآگےاورپیچھےپڑھی جانےوالی سنتیں):

ظہرکی فرض نمازسے پہلےچاررکعتیں،اورظہرکی فرض کےبعدچاررکعتیں،عصرسے

پہلے چار رکعتیں ،مغرب سے پہلے دو رکعتیں ، اور نماز مغرب کے بعد دو رکعتیں ،عشاء
سے پہلے دو رکعتیں، عشاء کے بعد دو رکعتیں اور نماز فجر سے پہلے دو رکعتیں اس طرح
بائیس رکعتیں سنت ہیں۔ ان بائیس رکعتوں میں سے سنت مؤکدہ دس رکعتیں ہیں کہ
نماز فجر سے پہلے دو رکعت ،نماز ظہر سے پہلے دو رکعت ،اور ظہر کے بعد دو رکعت، اور نماز
مغرب کے بعد دو رکعت اور عشاء کے بعد دو رکعت ۔مغرب کے پہلے کی دو رکعت میں
اور فجر کے پہلے کی دو رکعت میں تخفیف سنت ہے۔

فرض نمازوں سے پہلے والی رواتب سنتوں کو بعد میں پڑھنا بھی جائز ہے وہ ادا میں
شمار ہوگی۔ بسا اوقات تاخیر کرنا سنت ہے جب کہ امام کی تکبیر تحریمہ فوت ہونے کا خوف
ہو اور ایسی صورت میں رواتب کو شروع کرنا مکروہ ہے۔

۲)۔چاشت کی نماز:

چاشت کی نماز کم سے کم دو رکعتیں ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔لیکن
افضل آٹھ رکعتیں ہیں۔ اس کا وقت سورج کا ایک نیزہ کے برابر بلند ہونے سے لے کر
زوال تک ہے اور چوتھائی دن گزرنے کے وقت چاشت کی نماز پڑھنا بہتر ہے۔ اور ہر
دو رکعت میں سلام پھیرنا افضل ہے۔ اس کی پہلی رکعت میں سورہ شمس یا سورۂ کافرون
اور دوسری میں سورہ ضحیٰ یا سورۂ اخلاص' بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ والشمس اور سورۂ
کافرون دونوں کی تلاوت کرے اور دوسری رکعت میں سورۂ والضحی اور سورۂ اخلاص کی
تلاوت کرے البتہ بقیہ رکعتوں کی ہر پہلی رکعت میں کافرون اور دوسری رکعت میں

اخلاص پر اختصار کرے۔

۳)۔تحیۃ المسجد:

مسجد میں داخل ہونے کے بعد تحیۃ المسجد کا پڑھنا سنت ہے' جان بوجھ کر
اور معلومات ہونے کے باوجود تحیۃ المسجد پڑھے بغیر بیٹھنے سے تحیۃ المسجد فوت ہوجاتی
ہے۔لیکن سخت پیاس کے وقت کچھ پینے کے لیے تھوڑی دیر بیٹھنے سے تحیۃ المسجد کی
نماز فوت نہیں ہوتی البتہ بغیر عذر کے تحیۃ المسجد کو چھوڑنا مکروہ ہے۔ اگر کوئی ایسے وقت
مسجد میں داخل ہو کہ اگر وہ تحیۃ المسجد پڑھنا شروع کرے تو تکبیر اولی کے فوت ہونے
کا اندیشہ ہے ایسی صورت میں تحیۃ المسجد نہ پڑھے اور کھڑے کھڑے جماعت
کا انتظار کرے' جب جماعت قائم جائے تو جماعت میں شامل
ہوجائے۔اور اگر تحیۃ المسجد نہیں پڑھ سکتا ہو تو بیٹھنے سے پہلے "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
وَ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" کہے۔خطبہ کے
وقت مسجد میں آنے والے خطیب اور طواف کے ارادے سے مسجد الحرام میں داخل
ہونے والے کے لیے تحیۃ المسجد مکروہ ہے۔

۴)۔نماز استخارہ:

ہر جائز کام کا ارادہ کرنے پر استخارہ کی دو رکعتیں پڑھنا سنت ہے۔پہلی رکعت میں
سورہ فاتحہ کے بعد سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص
پڑھنا سنت ہے۔ جب نماز سے فارغ ہو تو اللہ سے یہ دعاء مانگے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ

أَسۡتَخِيۡرُکَ بِعِلۡمِکَ وَأَسۡتَقۡدِرُکَ بِقُدۡرَتِکَ وَأَسۡأَلُکَ مِنۡ فَضۡلِکَ الۡعَظِيۡمِ۔ فَإِنَّکَ تَقۡدِرُ وَلاَ أَقۡدِرُ وَتَعۡلَمُ وَلاَ أَعۡلَمُ وَأَنۡتَ عَلاَّمُ الۡغُيُوبِ۔ اَللّٰهُمَّ إِنۡ كُنۡتَ تَعۡلَمُ أَنَّ هٰذَا الاَمۡرَ (یہاں پر اپنی حاجت کا نام لے) خَيۡرٌ لِّي فِيۡ دِيۡنِيۡ وَدُنۡيَایَ وَمَعَاشِيۡ وَعَاقِبَةِ أَمۡرِيۡ وَعَاجِلِه وَآجِلِه فَاقۡدُرۡهُ لِيۡ اَللّٰهُمَّ وَيَسِّرۡهُ لِيۡ ثُمَّ بَارِکۡ لِيۡ فِيۡهِ وَإِنۡ كُنۡتَ تَعۡلَمُ أَنَّ هٰذَا الأَمۡرَ (اپنی ضرورت کا نام لے) شَرٌّ لِّيۡ فِيۡ دِيۡنِيۡ وَدُنۡيَایَ وَمَعَاشِيۡ وَعَاقِبَةِ أَمۡرِيۡ وَعَاجِلِه وَآجِلِه فَاصۡرِفۡهُ عَنِّيۡ وَاصۡرِفۡنِيۡ عَنۡهُ وَاقۡدُرۡ لِيَ الۡخَيۡرَ حَيۡثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيۡ بِهِ۔

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے وسیلہ سے خیر طلب کرتا ہوں، اور تیری طاقت کے وسیلہ سے تجھ سے طاقت طلب کرتا ہوں، اور میں تجھ سے تیرے عظیم کرم کا طلب گار ہوں۔ بے شک تو طاقت رکھتا ہے مجھے کوئی طاقت نہیں، تو جانتا ہے اور میں کچھ نہیں جانتا اور تو غیب کے امور کو اچھی طرح جانتا ہے۔

اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے دین ودنیا میں اور میرے معیشتوں، میرے معاملے کے نتائج میں دیری سے یا جلدی سے ہونے والے امور میں تیرے علم میں میرا یہ کام خیر ہے تو اس کو میرے لئے ممکن بنا اور اس میں برکت عطا کر پھر میرے لئے آسان بنا۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ دین ودنیا اور اور میری زندگی میں اور میرے معاملے کے نتائج، جلدی اور دیر سے ہونے والے معاملوں میں یہ کام میرے حق میں برا ہے تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر دے، جہاں کہیں

بھی ہو مجھ کو نیکی پر قدرت دے۔ پھر مجھ کو اس پر راضی رکھ۔

دعا کا آغاز وانتہا حمد باری، اور درود وسلام سے کرے۔ استخارے کے بعد اس کام کے کرنے یا نہ کرنے میں جس طرف دل مائل ہوا سے کر گزرے۔ اگر خیر معلوم نہ ہو تو نماز ودعا سے استخارہ کرتا رہے یہاں تک کہ اسکا دل کسی چیز پر جم جائے۔ اگر کئی مرتبہ نماز ودعا پڑھنے کے باوجود کچھ سمجھ میں نہ آئے اور اس کام میں تاخیر کرنا ممکن ہو تو تاخیر کرے ورنہ کام شروع کردے۔ (انشاء اللہ وہ اللہ کی طرف سے اجازت اور خیر کی نشانی ہوگی)

۵)۔نمازِ اوّابین:

اسے غفلت کی نماز بھی کہتے ہیں۔ یہ نماز مغرب وعشاء کے درمیان بیس رکعتیں ہیں۔ اس کی رکعتوں کے تعلق سے چھ، چار اور دو رکعت کی روایتیں آئی ہیں۔ نماز اوابین کم ازکم دو رکعتیں ہیں۔

۶)۔تہجد:

یہ نیند سے جاگنے اور عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد پڑھی جانے والی رات کی نفل نماز ہے۔ اس نماز میں رکعت کی کوئی تعداد نہیں۔ جتنی چاہے پڑھ سکتے ہیں۔ اس کی فضیلت میں بہت ساری حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ تہجد کے پابند شخص کو بلا ضرورت تہجد چھوڑنا مکروہ ہے اسی طرح ہمیشہ رات بھر قیام کرنا اور نقصان دہ قیام اگر چہ رات کے تھوڑے حصے میں ہو مکروہ ہے۔

٧)۔ ہر کام سے پہلے دو رکعت:

احرام باندھنے، سفر کے لیے نکلنے، دعا کرنے، نکاح کرنے اور جلاد سے قتل ہونے سے پہلے دو دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے۔ یوں ہی گھر سے نکلنے سے پہلے دو رکعت اگرچہ سفر کے لیے نہ نکل رہا ہو۔

٨)۔ ہر کام کے بعد دو رکعت

طواف کے بعد دو رکعت، تحیتِ وضو کی دو رکعت، قرآن کو حفظ کرنے پر دو رکعت، نماز اشراق، مسافر کے کسی جگہ میں اترنے پر دو رکعت، سفر سے واپسی پر دو رکعت، گھر میں داخل ہونے پر دو رکعت، حمام سے نکلنے پر دو رکعت، زوال کے بعد دو رکعت اور زفاف میں دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے۔

٩)۔ توبہ سے پہلے دو رکعت اور بعد دو رکعت:

١٠)۔ کسی ایسی جگہ پہنچنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے جہاں پر اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ ہوتی ہو۔ یوں ہی ایسی جگہ میں دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے جہاں سے پہلی مرتبہ گزر رہا ہو۔

وہ نوافل جو دوسرے میں داخل ہو جاتی ہیں:

نوافل کی دو قسمیں ہیں (١) نفل مقصود (٢) نفل غیر مقصود۔ یاد رہے کہ ایک نفلِ مقصود کی شمولیت دوسری نفل مقصود میں نہیں ہو سکتی؛ یعنی دونوں کو ایک ساتھ نہیں پڑھا جا سکتا بلکہ

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

اگر کوئی کسی نفل مقصود کی نیت دوسری نفل مقصود کے ساتھ کرے یا نفل مقصود کی نیت فرض نماز کی نیت کے ساتھ کرے تو دونوں نماز درست نہیں ہوگی۔ جن نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا سنت ہے اس کا شمار نفل مقصود میں ہوتا ہے۔ اسی طرح چاشت کی نماز' نماز وتر اور فرض نمازوں کے آگے اور پیچھے پڑھی جانے والی سنتیں نفل مقصود میں سے ہیں۔

غیر مقصود نفل نماز کا دوسرے فرض یا نفل میں اندراج ہوگا۔ اور اس کے ساتھ ادا بھی ہو جائے گی۔ لیکن اس سے ثواب حاصل نہیں ہوگا جب کہ غیر مقصود نفل کی نیت اس کے ساتھ نہیں کی ہو اگر نیت کی تو ثواب حاصل ہوگا۔ مثلا: تحیۃ المسجد پڑھتے وقت وضو کی سنت بھی داخل ہوگی لیکن وضو کی سنت کا ثواب نہیں ملے گا ہاں اگر تحیت مسجد کے ساتھ وضو کی سنت نماز کی نیت کرے تو دونوں کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

صلاۃ التسبیح:

صلاۃ التسبیح کی چار رکعتیں ہیں۔ دن میں صلاۃ التسبیح ادا کرتے وقت چاروں رکعت کو ایک سلام سے پڑھنا بہتر ہے جب کہ رات میں دو دو رکعت کر کے چار رکعت پڑھنا بہتر ہے۔ اس کی پہلی رکعت میں **الھکم التکاثر** دوسری میں **والعصر**، تیسری میں سورۂ کافرون، اور چوتھی میں سورۂ اخلاص پڑھنا سنت ہے۔ اس کی ہر رکعت میں پچھتر ٧٥ بار **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم** پڑھے۔ اس طرح کہ قرأت کے بعد پندرہ مرتبہ، اور رکوع، سجدے اور سجدے کے درمیان کے جلسہ میں دس دس مرتبہ پھر جلسۂ استراحت میں دس مرتبہ اور تشہد سے پہلے دس مرتبہ۔

اوراستراحت میں پڑھی جانے والی دس تسبیح کوقراءت کے بعداورقراءت کے بعد پڑھی جانے والی پندرہ تسبیح کوقرات سے پہلے پڑھ سکتے ہیں۔قول معتمد کے بناپر صلاۃ التسبیح کاشمارنفل مطلق میں ہوتاہے۔

نفل نمازوں میں فضیلت کے اعتبار سے ترتیب:

سب سے زیادہ فضیلت والی نفل نمازعیدالاضحیٰ کی نماز ہے‘ پھرعیدالفطرکی نماز‘ پھرسورج گہن کی‘ پھر چاندگہن کی‘ پھر پانی مانگنے کی‘ پھروتر کی‘ پھرفجر کے پہلے کی دورکعت‘ پھرفرض کے آگے اور پیچھے پڑھی جانے والی سنتیں‘ پھرتراویح‘ پھر چاشت، پھروہ نوافل جووضو کے علاوہ دوسرے افعال سے تعلق رکھتی ہوں جیسے طواف، تحیۃ المسجد اور احرام کی دورکعتیں، پھرتحیۃ الوضوکی پھروہ نوافل جوکسی فعل سے تعلق نہ رکھتی ہوں جیسے زوال کی سنت‘ پھرنفل مطلق۔

نوافل کی قضا:

نفل نمازوں کی دوقسمیں ہیں ا) جس کاکوئی وقت مقررنہ ہوجیسا کہ صلاۃ التسبیح‘۲) جس کاکوئی مقرروقت ہوجیسا کہ وترکی نماز۔مقررہ وقت والی نفل نمازفوت ہونے پر اس کی قضاادا کرنا سنت ہے جیسا کہ فجرکی پہلے کی دورکعت نفل نماز‘مغرب سے پہلے کی دورکعت نفل نماز۔اورمقررہ وقت والی نفل نمازتونہ ہولیکن اس نماز کا پڑھنااس کامعمول ہؤاوروہ فوت ہوگئی ہوتب بھی اس کی قضاادا کرنا سنت ہے۔جیسے کہ صلاۃ التسبیح کاروزانہ پڑھنااس

کامعمول ہواورکسی دن یہ نمازاس سے فوت ہوگئی ہوتواس کی قضاادا کرنا سنت ہے۔اسی طرح بطورورد پڑھے جانے والےاذکارفوت ہونے پران کی قضاسنت ہے۔